عمران سیریز

ساکال



93B
عمران سیریز نمبر

ساکال

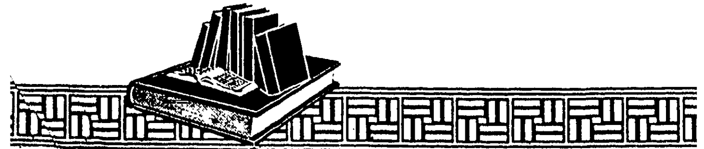
حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 175/-



Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم میرے نئے ناول ''ساکال'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ناول کا دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے بے تاب ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طور پر کم نہیں ہیں۔

راولپنڈی سے شیخ عبدالرشید لکھتے ہیں۔ مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ اب تک شاید ہی ایسا کوئی ناول ہو جو میں نے نہ پڑھا ہو۔ آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول انتہائی شاندار اور بہترین ہوتے ہیں۔ خاص طور پر آپ کے لکھے ہوئے ماورائی ناول انتہائی منفرد اور بے حد دلچسپ ہوتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ عام ناولوں کے ساتھ ساتھ آپ ہر ماہ کم از کم ایک ماورائی ناول ضرور لکھا کریں تاکہ ہم ہر ماہ یا ہر دو ماہ میں آپ کا ماورائی ناول پڑھ سکیں۔ اس کے علاوہ اب سنچری نمبر قریب آ رہا ہے۔ امید ہے آپ نے سنچری نمبر لکھنے کی تیاری کر لی ہوگی یا پھر آپ اسی سنچری نمبر پر کام کر رہے ہوں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ یہ سنچری نمبر پہلے تمام ناولوں سے طویل اور آپ کے لکھے ہوئے تمام خاص نمبروں سے بڑھ کر ہو۔ آپ کا پلاٹینم جوبلی نمبر غالباً بائیس سو صفحات پر مشتمل تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس بار سنچری نمبر اس

سے ڈبل یا کم از کم تین ہزار صفحات کا حامل ضرور ہو گا۔ جو عمران سیریز کا طویل ترین ناول ثابت ہو گا۔

محترم شیخ عبدالرشید صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ میں ہمیشہ آپ کی پسند کو مدنظر رکھ کر ناول لکھتا ہوں۔ آپ کی خواہش کے مطابق بہت جلد پلاٹینیم نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ ناول کس موضوع پر ہو گا اور اس کی ضخامت کتنی ہو گی اس کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی طویل ترین ناول لکھنے کی خواہش کو پورا کر سکوں۔ تب تک آپ انتظار کریں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

عمران نے ٹائیگر سے سٹون کٹر خنجر لے کر سوراخ بڑا کیا اور پھر اس نے اس سوراخ میں مشین پسٹل سمیت ہاتھ اندر داخل کرتے ہوئے فائرنگ کر کے ہاشو کے ہاتھوں سے گرم راڈز گرا دیئے۔ کمرے میں فائرنگ ہوتے دیکھ کر ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے تھے۔ وہ سب اب بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں کمرے کی دیواروں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لیکن پھر عمران نے ریڈ مارٹن کی نظریں چھت کی طرف اٹھتی دیکھیں۔ دوسرے لمحے اس نے ریڈ مارٹن کو کمال پھرتی سے جیب سے مشین پسٹل نکالتے دیکھا۔ جیسے ہی ریڈ مارٹن نے مشین پسٹل نکالا عمران نے ایک فائر اس کے مشین پسٹل پر کیا اور پھر اس نے کمرے میں موجود افراد پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی کیونکہ ان سب نے اس کے ہاتھ مشین گنوں کی طرف بڑھتے دیکھ لئے تھے۔ کمرہ مشین پسٹل کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

''خبردار۔ اگر تم نے کوئی حرکت کی تو تمہارا انجام بھی تمہارے ساتھیوں جیسا ہی ہو گا''...... عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ چھت کا سوراخ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ عمران نے چونکہ اس میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا اس لئے وہ ہاتھ کے پیچھے سے کمرے کا منظر دیکھ رہا تھا جو اسے واضح دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس کی آواز سنتے ہی ریڈ مارٹن بھڑک کر ایک دیوار کی طرف دوڑا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس پر فائر کرتا اچانک کمرے میں تاریکی چھا گئی۔ ریڈ مارٹن نے نہایت تیزی سے اس دیوار کی طرف چھلانگ لگا کر لائٹ کا سوئچ آف کر دیا تھا۔

''اب میں آفاق زبیری کے پاس ہوں۔ میرے ہاتھ اس کی گردن پر ہیں۔ اگر تم نے اب فائر کیا تو میں ایک جھٹکے سے آفاق زبیری کی گردن کی ہڈی توڑ دوں گا''...... اسی لمحے نیچے سے ریڈ مارٹن نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا ہوا عمران صاحب''...... صفدر نے بوکھلا کر کہا۔

'' شاید وہ پرانا کھلاڑی ہے۔اس نے بھانپ لیا تھا کہ گولی کس سمت سے آئی ہے۔ اس لئے فائرنگ کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ آفاق زبیری صاحب کو بچانا ہمارا فرض ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب کیا ہو گا''...... جولیا نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''اب بھی وہی ہو گا۔ جو اللہ کو منظور ہو گا''...... عمران نے کہا۔

ہوا میں بے حد خنکی پیدا ہونے لگی۔ جس سے انہیں سردی لگنے لگی۔ موسم ان دنوں اگرچہ نہ سرد تھا نہ گرم۔ لیکن کھنڈر کی ہوا خاصی سرد ہوتی جا رہی تھی۔ ظاہر ہے یہ سب مصنوعی طور پر کیا جارہا تھا اور لطف کی بات یہ تھی کہ یہ سردی اسی کمرے میں بڑھ رہی تھی جس میں وہ موجود تھے۔

''یہاں سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا ہے عمران۔ جلدی کرو۔ ہمیں اس کمرے سے نکلنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کمرے میں دوبارہ سبز روشنی جل اٹھے اور ہم سب پھر ساکت ہو جائیں''۔ جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں چلو۔ جلدی''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف لپکے اور تیزی سے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ کمرے سے نکلتے ہی وہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے ایک بار پھر کھنڈر سے باہر آ گئے کیونکہ اب انہیں کھنڈر کے ہر حصے میں ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا۔ انہوں نے نجانے اس کھنڈر میں ایسے کون سے سائنسی آلات لگائے ہوئے تھے جن سے وہ پورے کھنڈر میں ٹھنڈک پیدا کر رہے تھے۔ کھنڈر سے باہر آ کر انہیں سکون کا احساس ہوا۔ باہر موسم خوشگوار تھا۔

''اب انہیں موقع مل جائے گا۔ وہ گرم سلاخوں سے آفاق زبیری کو نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... صدیقی نے پریشان ہو کر کہا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں۔ آخر اب ہم کیا کریں''...... عمران

نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہمیں کچھ کرنا ہوگا عمران صاحب''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں عمران کچھ کرو۔ ایسا کچھ کرو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے''......عمران نے کہا۔

''اس وقت میری ریڈی میڈ کھوپڑی بھی کام نہیں کر رہی ہے۔ اس کھنڈر کی حالت ایسی ہے کہ راستہ تلاش کرنے میں کچھ تو وقت لگے گا''......عمران نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کریں''......صفدر نے کہا۔

''سوائے صبر اور شکر کے ہم کر بھی کیا سکتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''یا اللہ ہماری مدد فرما''...... چوہان نے کہا۔ اسی لمحے انہیں سڑک کی جانب سے ایک کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔

''کوئی آ رہا ہے۔ ہمیں درختوں کے پیچھے چھپ جانا چاہئے۔ آنے والا جو بھی ہے وہ یقیناً کھنڈر میں جا کر اس خفیہ راستے کی طرف بڑھے گا جو تہہ خانے کی طرف جاتا ہے۔ تم سب یہیں رکنا میں اکیلا اس کے پیچھے جاؤں گا''......عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب کھنڈر کے ارد گرد موجود درختوں کے پیچھے چھپ گئے۔ وہ اس انداز میں چھپے تھے کہ نہ صرف کھنڈر بلکہ کھنڈر کی طرف آنے والی سڑک کو بھی

آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں انہیں دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹس دکھائی دیں اور پھر کچھ ہی دیر میں کار وہاں آ کر رک گئی۔ کار کے اندر کی لائٹ آف تھی لیکن اس کے باوجود انہیں ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''کیوں نہ اس آدمی کو ہم گن پوائنٹ پر کور کر لیں۔ پھر یہ ہمیں خود ہی اس خفیہ راستے کی طرف لے جائے گا''...... جولیا نے قریبی درخت کے پاس موجود عمران سے مخاطب ہو کر نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

''نہیں۔ اس طرح یہ بھڑک جائے گا۔ ہمیں ہر ممکن طریقے سے احتیاط کرنی ہے۔ جب میں اس آدمی کے پیچھے جا سکتا ہوں تو ہمیں ایسی کوئی حماقت نہیں کرنی چاہئے''......عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کار کا دروازہ کھلا اور پھر کار سے وہ آدمی نکل کر باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ آدمی کار سے باہر آیا۔ انہوں نے چاند کی روشنی میں اس آدمی کی شکل دیکھی تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔ آنے والا کوئی اور نہیں ان کا ساتھی تنویر تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ تو تنویر ہے''...... جولیا کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل ہے۔ یہ ابھی تک ٹرانس میں ہے اور اسے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر ہم میں سے کوئی بھی اس کے سامنے گیا تو یہ اسے فوراً گولی مار سکتا

ہے''۔عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوہ۔ لیکن یہ یہاں پر کیوں آیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''شاید کرنل کاشارا کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ہم کھنڈر کے کمرے سے آزاد ہو گئے ہیں۔ نیچے موجود ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی اوپر آنے کا رسک نہیں لینا چاہتے اس لئے کرنل کاشارا نے یقیناً اسے یہاں بھیجا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم اپنے ساتھی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جبکہ تنویر ہمیں اپنا دشمن سمجھ کر ہر ممکن طریقے سے ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اگر تنویر کی حالت ٹھیک نہیں ہے تو پھر ہمیں خواہ مخواہ اس کے سامنے جانے کی ضرورت نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کہاں ہو تم سب''...... تنویر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

''کیا یہ ہم سے مخاطب ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔ وہ غور سے تنویر کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن تنویر چونکہ ان سے کافی فاصلے پر کھڑا تھا اس لئے وہ اس کا چہرہ واضح نہ دیکھ سکتا تھا۔

''عمران۔ جولیا، صفدر، صدیقی، چوہان۔ کہاں ہو تم۔ میں جانتا ہوں تم سب یہیں کہیں موجود ہو۔ میرے سامنے آؤ تم سب۔ ابھی اور اسی وقت''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا چاہتے ہو۔ تنویر''...... عمران نے تیز آواز میں پوچھا۔ اس کی آواز جنگل میں لہراتی چلی گئی۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کہاں موجود ہے۔ اس کی آواز سن کر تنویر چونک پڑا۔

''مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ میرے سامنے آؤ''...... تنویر نے بھی جواباً چیختے ہوئے کہا۔

''تم یہیں رکو۔ میں جا کر اس سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا تمہارا اس کے پاس جانا ٹھیک ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور آہستہ چلتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا جس طرف تنویر موجود تھا۔ اسے تنویر کی طرف جاتے دیکھ کر ان سب نے بے اختیار دم سادھ لئے۔ وہ جانتے تھے کہ تنویر کا مائنڈ اس وقت دشمنوں کے زیر اثر ہے اور اب وہ عمران کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا۔ وہ عمران پر حملہ بھی کر سکتا تھا اور اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل بھی تھا جس سے وہ عمران کو دیکھتے ہی اس پر فائرنگ بھی کر سکتا تھا۔ یہ الگ بات تھی کہ عمران سنگ آرٹ سے تنویر کی فائرنگ سے خود کو محفوظ رکھ سکتا تھا لیکن تنویر کا اس طرح عمران پر حملہ کرنا ان سب پر گراں گزرتا۔ وہ سب عمران کے بارے میں بھی جانتے تھے کہ عمران اپنے کسی ساتھی کو نقصان پہنچانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

عمران جیسے ہی درختوں سے نکل کر آگے گیا تنویر نے اسے دیکھ لیا۔ ان سب کی نظریں تنویر پر جمی ہوئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی تنویر کا مشین پسٹل والا ہاتھ اٹھے گا اور وہ عمران پر فائرنگ کرنا شروع کر دے گا۔

”عمران“...... تنویر نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے عمران کا چہرہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”ہاں“...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا تنویر کے پاس پہنچ گیا۔

”مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ اگر تنویر نے عمران صاحب پر حملہ کر دیا تو“...... صفدر نے جولیا کے قریب آ کر نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

”اللہ مالک ہے۔ وہ اس وقت ٹرانس میں ہے۔ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ بس دعا کرو کہ ایسا نہ ہو کہ عمران کو اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا پڑے“...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

عمران اس وقت تک تنویر کے قریب پہنچ چکا تھا اور وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ جنگل میں ہر طرف گہری اور پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے میں انہیں اپنے دلوں کی دھڑکنیں تک صاف سنائی دے رہی تھی۔ ایک طرف انہیں تنویر سے خطرہ تھا کہ وہ کہیں عمران پر نہ حملہ کر دے۔ دوسری طرف کھنڈر کے تہہ خانے

میں ریڈ مارٹن اور اس کے ساتھی بھی موجود تھے جو سائنسی آلات سے لیس تھے اور ممکن تھا کہ وہ کنٹرول روم میں بیٹھے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے ہوں۔ کھنڈر کے تہہ خانے میں جانے کے راستے سے وہ انجان تھے اور دشمن اس راستے سے اچانک نکل کر ان پر حملہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے عمران اس طرف مڑا جس طرف درختوں کے پیچھے اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ اس نے مخصوص انداز میں ہاتھ ہلانا شروع کر دیا۔

”عمران صاحب ہمیں بلا رہے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا کیسے ہو سکتا ہے“...... صفدر نے کہا۔

”یہی کہ تنویر اگر ٹرانس میں ہے تو پھر اس نے اب تک عمران پر حملہ کیوں نہیں کیا اور عمران ہمیں کیوں بلا رہا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”شاید تنویر کا مقصد عمران صاحب یا ہم پر حملہ کرنے کا نہ ہو اور دشمنوں نے اسے کوئی پیغام دے کر یہاں بھیجا ہو“...... چوہان نے کہا۔

”کیسا پیغام“...... جولیا نے کہا۔

”معلوم نہیں۔ آئیں۔ عمران صاحب اگر بلا رہے ہیں تو پھر

سب ٹھیک ہی ہو گا''...... چوہان نے کہا اور پھر وہ سب درختوں کے پیچھے سے نکلے اور اس طرف بڑھنے لگے جہاں عمران اور تنویر موجود تھے۔ انہوں نے اپنے مشین پسٹلز جیبوں میں ڈال لئے تھے جنہیں ضرورت کے وقت وہ کسی بھی لمحے نکال سکتے تھے۔ تنویر کی طرف بڑھتے ہوئے ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں اور نجانے انہیں ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے ساتھ کچھ غلط ہونے والا ہے۔

ریڈ مارٹن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو تہہ خانے کے اوپر جس کمرے میں قید کر رکھا تھا وہ خالی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل چکے تھے۔ کمرے میں اندھیرا کرتے ہی وہ عمران کو دھمکی دے کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا اور پھر کنٹرول روم میں پہنچ کر اس نے تیزی سے ایک مشین آپریٹ کی اور اس مشین کے ذریعے کھنڈر کے اوپر والے حصے کی دیواروں میں چھپے ہوئے فریز سسٹم کو آن کر دیا جس سے کھنڈر کے اوپر والے حصے میں ٹھنڈک بڑھ گئی۔

ریڈ مارٹن، عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھنڈر سے باہر نکال دینا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی کھنڈر میں رہے تو وہ لوگ تہہ خانے کا خفیہ راستہ تلاش کر لیں گے اور پھر انہیں سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ریڈ مارٹن کے ساتھ اب چند ساتھی تھے۔ اس کے چند ساتھیوں اور تنویر کو کرنل کاشارا اپنے ساتھ لے

گیا تھا۔ ریڈ مارٹن، عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ذہنی اور سائنسی آلات سے تو جنگ لڑ سکتا تھا لیکن وہ عمران کا دست بدست مقابلہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ریڈ مارٹن ان افراد میں سے تھا جو لڑائی بھڑائی میں نابلد تھے۔ وہ ہپنا ٹائزم کا استاد تھا لیکن کسی سے دست بستہ لڑنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

وہ کنٹرول روم میں موجود تھا اور ایک اسکرین پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھنڈر کے مختلف حصوں میں دوڑتے بھاگتے دیکھ رہا تھا پھر جب اوپر والے حصے میں فریزنگ ہونا شروع ہوا تو اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھنڈر سے باہر جاتے دیکھا۔ ریڈ مارٹن ان پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کھنڈر سے باہر جائیں تو وہ جنگل میں لگائے ہوئے ریڈ ٹریپ کا استعمال کرے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے رینج میں آتے ہی درختوں پر چھپی ہوئی مشین گنوں سے ان پر مسلسل فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دے۔ عمران اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اس لئے اب ان کا زندہ رہنا اس کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا تھا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آفاق زبیری کو کہیں اور نہیں لے جایا گیا بلکہ اسی کھنڈر کے تہہ خانے میں رکھا گیا ہے۔

آفاق زبیری کو بچانے کے لئے عمران اور اس کے ساتھی وہاں مزید مسلح افراد کو بھی بلا سکتے تھے۔ ریڈ مارٹن کو خود پر بھی غصہ آ رہا

تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کمرے میں بند کر کے گرین لائٹ کی مدد سے ان کے جسموں کی طاقت تو سلب کر لی تھی لیکن ان کی تلاشی نہ لی تھی۔ وہ انہیں بے حس کر کے مطمئن ہو گیا تھا کہ جب تک گرین لائٹ آف نہ ہو گی ان کے پاس موجود اسلحہ بے کار ہی رہے گا۔ لیکن نجانے عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم متحرک کیسے ہو گئے اور وہ سب اس کمرے سے باہر کیسے نکل آئے۔ اس نے باہر جا کر اس کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ کمرے کا دروازہ تباہ کیا گیا تھا جس کا مطلب واضح تھا کہ عمران نے اس دروازے کو کسی بم سے اُڑایا تھا۔

ریڈ مارٹن اپنے ہونٹ دانتوں میں دبائے مشین کو مسلسل آپریٹ کر رہا تھا کہ اچانک پاور سپلائی بند ہونے سے مشینیں اور لائٹس آف ہو گئیں تو وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا"...... تاریکی پھیلتے دیکھ کر ریڈ مارٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس باس"...... اسی لمحے کمرے کے دروازے پر ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ تم ہو مارلو"...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

"یس باس۔ میں مارلو ہی ہوں"...... آنے والے آدمی نے جواب دیا۔

"یہ پاور سپلائی کو کیا ہوا ہے"...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”یہی بتانے کے لئے آیا ہوں باس۔ جنریٹر ٹرپ کر گیا ہے۔ اس وجہ سے یہاں کی ساری پاور آف ہو گئی ہے“...... مارلو نے جواب دیا۔

”جنریٹر کیسے ٹرپ کر سکتا ہے۔ کیا ہوا ہے“...... ریڈ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں جانتا باس۔ میں جنریٹر روم کے پاس ہی موجود تھا کہ اندر سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے سے دھواں نکلنے لگا۔ لگتا ہے جنریٹر میں آگ لگ گئی ہے۔ چونکہ دھواں زیادہ تھا اس لئے میں اندر جا کر نہ دیکھ سکا اور آپ کو بتانے کے لئے یہاں بھاگ آیا“...... مارلو نے کہا تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ جنریٹر کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا“...... ریڈ مارٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہیوی ڈیوٹی جنریٹر ہے باس۔ شاید اوور ہیٹ ہو گیا ہے۔ پہلے بھی ایک دو بار ایسا ہو چکا ہے۔ میں نے کرنل صاحب سے کہا بھی تھا کہ یہ جنریٹر بار بار خراب ہو جاتا ہے۔ اسے تبدیل کرا دیا جائے لیکن کرنل صاحب میری سنتے ہی نہیں۔ ہر بار کسی مکینک کو یہاں بھیج دیا جاتا ہے جو اسے عارضی طور پر ٹھیک کر کے چلا جاتا ہے“...... مارلو نے کہا۔

”اوہ۔ تو کیا اب اس جنریٹر کو کوئی مکینک آ کر ٹھیک کرے

گا“...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

”یس باس“...... مارلو نے جواب دیا۔

”کیا یہاں پاور کا کوئی متبادل نظام موجود نہیں ہے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”نو باس۔ آج کی رات ہمیں ایسے ہی رہنا پڑے گا۔ صبح میں خود جا کر مکینک کو لے آؤں گا جو اس جنریٹر کو ٹھیک کرے گا“۔ مارلو نے جواب دیا تو ریڈ مارٹن نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ کرنل کاشارا کیا کرتا پھر رہا ہے۔ ایک ٹھکانہ ہے اس کا اور یہاں بھی اس نے صحیح اور ڈھنگ کے انتظامات نہیں کئے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔ اوپر دشمن موجود ہیں۔ میں انہیں نشانہ بنانا چاہتا ہوں کہ جنریٹر ہی خراب ہو گیا ہے۔ اب میں انہیں کیسے چیک کروں گا۔ نجانے وہ اوپر کیا کر رہے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”مجبوری ہے باس۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس جنریٹر کو خود ہی ٹھیک کر دیتا لیکن......“ مارلو نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ“...... ریڈ مارٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... مارلو نے کہا اور پھر شاید وہ چلا گیا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے چونکہ وہاں گہری خاموشی مسلط ہو گئی تھی اس لئے ریڈ مارٹن کو ہلکی سے ہلکی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ اس

نے مارلو کے جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنی تھیں۔ ریڈ مارٹن چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی ٹارچ آن کر لی۔

''عجیب مصیبت ہو گئی ہے۔ باہر عمران اور اس کے ساتھی دندناتے پھر رہے ہیں اور یہاں میں بے بسی کے عالم میں اندھیرے میں پڑا ہوا ہوں۔ اب وہ باہر جا کر نجانے کیا کریں گے''...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھا۔ اسکرین پر اَن نان نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے کال رسیو کرنے والا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس''...... ریڈ مارٹن نے درشت لہجے میں کہا۔

''کرنل کاشارا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ میں آپ کو ہی کال کرنے کا سوچ رہا تھا۔ اچھا کیا ہے جو آپ نے کال کر دی ہے۔ یہاں بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... ریڈ مارٹن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''گڑبڑ۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے چونکتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کھنڈرے بھاگنے اور ان پر حملہ کرنے کی ساری تفصیل بتا دی اور اس نے یہ بھی بتایا کہ اب کس طرح اچانک

کھنڈر کا جنریٹر بھی ٹرپ کر گیا ہے اور وہ کوشش کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر سکتا ہے۔

''اوہ اوہ۔ بیڈ نیوز۔ رئیلی بیڈ نیوز۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا آزاد ہونا واقعی میرے لئے بیڈ نیوز ہے اور اس سے بڑی بیڈ نیوز یہ ہے کہ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے آفاق زبیری کو کہاں رکھا ہوا ہے۔ اب وہ یہاں پوری فورس سے حملہ کرے گا اور آفاق زبیری کو چھڑا کر لے جائے گا۔ بیڈ نیوز''...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یس باس۔ کاش یہاں جنریٹر نہ خراب ہوا ہوتا تو میں ابھی ان سب کی جنگل میں لاشیں بچھا دیتا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تمہارے ساتھ اب کتنے آدمی ہیں''...... کرنل کاشارا نے پوچھا۔

''دس آدمی تھے باس۔ جن میں سے چھ آفاق زبیری کے پاس تھے اور چار میرے ساتھ تھے۔ عمران نے چھت میں سوراخ بنا کر چھ سیکورٹی کے افراد اور ایک میرے ساتھی کو جس کا نام ہاشو تھا ہلاک کر دیا ہے۔ اب مارلو اور اس کے ساتھ دو افراد زندہ ہیں۔ بس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''میں کھنڈر میں کسی مسلح گروپ کو بھیج دیتا ہوں۔ تم تہہ خانے میں ہی رہو۔ مسلح گروپ آ کر خود ہی انہیں جنگل میں ڈھونڈ کر ان کا خاتمہ کر دے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں باس۔ میں تو یہاں واقعی بری طرح پھنس گیا ہوں“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”عمران اور اس کے سب ساتھی مسلح ہیں باس۔ انہیں کھنڈر کے اوپر والے کمرے میں بے حس کر کے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ ان کی تلاشی نہ لی گئی تھی۔ ان کے پاس مشین پسٹل اور بم بھی موجود ہیں۔ آپ جس گروپ کو بھی بھیجیں گے ان کے ساتھ ان کا یقیناً تصادم ہو گا اور اگر یہاں فائرنگ کا تبادلہ ہوا اور بم برسائے گئے تو یہ سارا علاقہ گولیوں اور بموں کے دھماکوں سے گونجنا شروع ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں یہاں پولیس پہنچ سکتی ہے جو اس سارے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے لے گی اور پھر ہمارا یہاں سے نکلنا اور زیادہ مشکل ہو جائے گا“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ایسا ہوسکتا ہے۔ پھر اب تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”اس کھنڈر کے بارے میں مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں۔ کیا یہاں کوئی اور خفیہ راستہ یا سرنگ نہیں ہے جہاں سے ہم کرنل کاشارا کو لے کر خفیہ طور پر نکل جائیں“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ میرا عارضی ٹھکانہ ہے اس کے بارے میں مجھے اتفاقاً ہی معلوم ہوا تھا۔ مجھے وہاں صرف ایک ہی خفیہ راستہ ملا تھا جو تہہ خانوں تک جاتا ہے اور بس“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”تو پھر کیا کیا جائے۔ اگر آپ تنویر کو ساتھ نہ لے جاتے تو میں اسے باہر بھیج دیتا۔ وہ ان کا ساتھی تھا۔ وہ اکیلا ہی ان پر بھاری پڑ جاتا اور باہر جا کر یا تو ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا یا پھر ان سب کو ہلاک کر دیتا۔ اس طرح کم از کم ہمارے آدمی تو بچ جاتے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”اسے میں صرف یہ دیکھنے کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا کہ یہ میرے احکامات پر کس حد تک عمل کرتا ہے۔ اگر کہو تو میں اسے بھیج دیتا ہوں“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ اسے بھیج دیں۔ اسے کہہ دیں کہ اس کے دشمن کھنڈر کے پاس موجود ہیں۔ وہ آ کر ان سے ملے اور پھر انہیں باتوں میں الجھا کر اچانک ان پر حملہ کر دے۔ بلکہ اسے ایک میگا پاور بم دے دیں جس کا پش بٹن اس کے ہاتھ میں ہو۔ وہ اپنے سارے ساتھیوں کو اپنے پاس بلا کر وہ بم بلاسٹ کر دے۔ اس طرح وہ سب ہلاک ہو جائیں گے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”اوہ۔ اس طرح تو وہ خود بھی ہلاک ہو جائے گا“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”ہونے دیں۔اس طرح عمران اور اس کے ساتھی ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں گے۔ تنویر کے مائنڈ کو میں نے اپنی ٹرانس میں لے کر مکمل طور پر آپ کا وفادار بنا دیا تھا۔ آپ اسے جو بھی ہدایات دیں گے وہ ان ہدایات پر من وعن عمل کرے گا۔ اب یہی

ایک طریقہ ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ میں اسے سوسائٹ بمبر بنا کر اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجوں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر تنویر نے ان کے پاس جا کر فوراً ان پر حملہ کیا تو جوابی حملے میں وہ بھی مارا جا سکتا ہے۔ جبکہ میری اس پلاننگ کے تحت اسے اپنے ساتھیوں کو بس اس بات کا یقین دلانا پڑے گا کہ وہ میری ٹرانس سے نکل آیا ہے اور اب وہ مکمل طور پر نارمل ہے اور جب ان کے سارے ساتھی اس کے پاس پہنچ جائیں تو وہ اٹیک کر کے سب کو ہلاک کرسکتا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تمہاری ترکیت تو شاندار ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت ہمارے لئے بے حد ضروری ہے۔ ورنہ یہ جن بھوتوں کی طرح ہمارے پیچھے پڑیں رہیں گے۔ بگ باس کو پہلے ہی مجھ سے ناراض ہیں کہ میری وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کودی ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''آپ اسے جلد سے جلد بھیجیں۔ یہ تو اچھا ہوا ہے کہ جنریٹر آف ہونے سے پہلے میں نے خفیہ راستہ سیلڈ کر دیا تھا۔ ورنہ وہ لوگ اب تک نیچے آ چکے ہوتے اور ہم سب کو ہلاک کر کے آفاق

زبیری کو یہاں سے نکال کر لے جا چکے ہوتے''...... ریڈ مارٹن نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اسے بھیج رہا ہوں لیکن تمہیں اس بات کا علم کیسے ہو گا کہ اس نے بم بلاسٹ کر دیا ہے اور عمران اور اس کے سارے ساتھی ختم ہو گئے ہیں''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''میں ڈبل ون پر آپ سے رابطہ کرتا ہوں۔ آپ اسے آن رکھ کر تنویر کے لباس کی جیب میں ڈال دیں۔ میرا اس سے مکمل رابطہ بنا رہے گا۔ وہ جہاں جائے گا اور جس سے بھی بات کرے گا مجھے اس کی آواز سنائی دیتی رہے گی اور جب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے بم بلاسٹ کرے گا تو مجھے اس کا بھی علم ہو جائے گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اوکے۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ڈبل ون کا پن کوڈ نمبر بتا دیتا ہوں۔ تم اس پن کوڈ پر رابطہ کرو۔ پھر میں اس ڈیوائس کو تنویر کے لباس میں چھپا دوں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا اور پھر اس نے ڈبل ون کا پن کوڈ بتا دیا۔

''اوکے باس''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''جب کام ہو جائے تو مجھے فوراً اطلاع کرنا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن آپ نے کال کیوں کی تھی''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

"میں وہاں کے حالات جاننا چاہتا تھا تاکہ وہاں آ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرسکوں لیکن تم نے خبر ہی ایسی سنا دی ہے کہ میں اب وہاں آ کر کیا کروں گا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ تنویر نے آپ کی ہدایات پر عمل کیا تو عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی صورت میں زندہ نہ بچ سکیں گے۔ ان کی موت ان کے ہی ساتھی کے ہاتھوں ہو گی"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"اوکے۔ میں تنویر کو ہدایات دے کر جلد سے جلد بھیجتا ہوں"...... کرنل کاشارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ریڈ مارٹن نے بھی ایک طویل سانس لیا اور سیل فون اپنی جیب میں ڈال لیا۔

اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر کرنل کاشارا نے تنویر کو اس کی پلاننگ کے مطابق ہدایات دیں تو وہ اپنے لباس میں چھپے ہوئے بم کو بلاسٹ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے گا اور اس طرح اس کے سر پر لٹکتی ہوئی خطرے کی یہ تلوار ہمیشہ کے لئے ہٹ جائے گی اور پھر وہ کرنل آفاق زبیری کو لے کر وہاں سے نکل جائے گا۔

"تنویر"...... عمران نے تنویر کے قریب آ کر کہا۔

"تم اکیلے آئے ہو۔ باقی ساتھی کہاں ہیں"...... تنویر نے عمران کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ جہاں بھی ہیں۔ خیریت سے ہیں۔ تم بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"انہیں بلاؤ۔ مجھے ان سب سے بات کرنی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"وہ یہاں نہیں ہیں اور تم نے ان سے کیا بات کرنی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"سنو۔ اگر تم سمجھ رہے ہو کہ میں ریڈ مارٹن کی ٹرانس میں ہوں تو یہ غلط ہے۔ میں وقتی طور پر اس کی ٹرانس میں چلا گیا تھا لیکن جب مجھے کرنل کاشارا اپنے ساتھ لے گیا تو راستے میں اچانک ایک کار سامنے آنے کی وجہ سے اس نے یکلخت اپنی کار کو زور سے

بریک لگائی تو میرا سر زور سے ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا تھا۔ چونکہ سر بہت زور سے ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا اس لئے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں سڑک کے کنارے پر پڑا ہوا تھا۔ شاید کرنل کاشارا نے یہ سمجھ کر کہ میں مر چکا ہوں اسی حالت میں مجھے سڑک کے کنارے پر پھینک دیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میری یادداشت بحال ہو چکی تھی اور میرے ساتھ کیا کیا ہوا تھا وہ سب بھی مجھے یاد تھا۔ میں تمہیں یا چیف کو کال کر کے ساری تفصیل بتانا چاہتا تھا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ کرنل کاشارا اور ریڈ مارٹن نے تم سب کو کھنڈر کے ایک کمرے میں بند کر دیا تھا اور تمہارے جسموں کو مفلوج کر دیا گیا تھا۔ اگر میں نے جلد سے جلد یہاں آ کر تمہاری مدد نہ کی تو وہ تمہیں اسی حالت میں گولیاں مار دیں گے اس لئے میں یہاں پہنچ گیا۔ یہاں آتے ہی کار کی ہیڈ لائٹس جب درختوں پر پڑی تو مجھے ایک درخت کے پیچھے جولیا کا چہرہ دکھائی دیا۔ وہ فوراً ہی درخت کے پیچھے چھپ گئی تھی لیکن اس وقت تک میں اسے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے تم سب کو پکارا تھا''۔ تنویر نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ عمران غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تنویر زبان سے جو کہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آئی کوڈ میں عمران کو کوئی خاص پیغام دے رہا ہو۔

''ایک منٹ مجھے سوچنے دو۔ خاموش رہو اب''...... عمران نے

کہا۔ تنویر خاموش ہوا تو عمران نے اس سے آئی کوڈ میں باتیں کرنا شروع کر دیں۔ تنویر آئی کوڈ میں اسے جو بتا رہا تھا وہ عمران کے لئے حیران کن تھیں۔

''کیا میں واقعی یقین کر لوں کہ تم کسی کی ٹرانس میں نہیں ہو اور ہمیں یہاں نقصان پہنچانے کے لئے نہیں آئے ہو''...... عمران نے چند لمحوں بعد کہا۔

''یقین کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہاری مرضی لیکن یہ بات درست ہے کہ میں ٹرانس میں نہیں ہوں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں تم سے چند سوال کرتا ہوں۔ مجھے ان سوالوں کے جواب دے دو تو میں یقین کر لوں گا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کون سے سوال''...... تنویر نے چونک کر کہا۔

''میرا نام مع ڈگریوں کے بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''تم خود کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''جولیا کا پورا نام''...... عمران نے کہا۔

''جولیانا فٹز واٹر''...... تنویر نے کہا۔

''چیف کے بارے میں کیا جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''چیف کے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ اس کا کوڈ نام

ایکسٹو ہے۔ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں مجھے تو کیا اس ملک کے صدر اور وزیر اعظم کو بھی علم نہیں ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''آخری سوال''...... عمران نے کہا۔

''پوچھو''...... تنویر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''لاسٹ سنڈے کو مجھ سمیت ساری سیکرٹ سروس کے ممبران ایک ہوٹل میں لنچ کرنے گئے تھے۔ بتاؤ کہ وہ لنچ کس کی طرف سے تھا اور ہم نے وہاں کیا کیا کھایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''وہ لنچ میری طرف سے تھا۔ ہم نے لنچ کے لئے جولیا کے فلیٹ میں پرچیاں ڈالی تھیں کہ جس کے نام کی پرچی نکلے گی وہ فائیو سٹار ہوٹل میں لنچ کرانے لے جائے گا اور تمام اخراجات اسی کے ذمہ ہوں گے''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ بتانے لگا کہ ہوٹل میں کس نے کیا کیا آرڈر کیا تھا اور اس لنچ کا کتنا بل بنا تھا۔

''گڈ۔ تمہاری باتوں سے تو لگ رہا ہے کہ تم واقعی کسی کی ٹرانس میں نہیں ہو۔ بہرحال میں سب کو بلا لیتا ہوں۔ اگر انہوں نے بھی تم سے سوال کئے تو مائنڈ نہ کرنا''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے اپنے ساتھیوں کو اشارے سے اپنی طرف بلانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی درختوں کے پیچھے سے نکل کر اس طرف آتے دکھائی دیئے۔

''تھوڑی ہی دیر میں اس کے سارے ساتھی ان کے قریب پہنچ

گئے۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ہمارا ساتھی واپس لوٹ آیا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں دیر سے ہی سہی لیکن گھر کا بدھو گھر کو ہی لوٹتا ہے اور اس بدھو نے بھی یہی کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے یہ اب کسی کی ٹرانس میں نہیں ہے''۔ جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کا تو یہی کہنا ہے لیکن میں نے اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھا ہے۔ یہ اب بھی ٹرانس میں ہی ہے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف اس کے ساتھی بلکہ تنویر بھی چونک پڑا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو عمران۔ میں اب بھی ٹرانس میں ہی ہوں اور تم سب کو یہاں میں نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ہے''۔ اچانک تنویر نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کس مقصد کے لئے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہ بٹن میرے ہاتھ میں دیکھ رہے ہو''...... تنویر نے دوسرے ہاتھ میں موجود ایک چھوٹا سا بٹن ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیا ہے یہ''...... عمران نے کہا۔

''تم سب کی موت''...... تنویر نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب“...... وہ سب ایک ساتھ چلائے۔

”میرے جسم پر ایک طاقتور بم بندھا ہوا ہے۔ اس کا ریموٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے بس اس بٹن کو پریس کرنا ہے پھر یہاں ایک زور دار دھماکہ ہو گا اور مجھ سمیت تم سب کے چیتھڑے اُڑ جائیں گے“...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

”اوہ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو تنویر۔ تم تم“...... جولیا نے بری طرح سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”گڈ بائی“...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے ماحول زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔

ریڈ مارٹن کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے اپنے سیل فون اسپیکر کا آن کر رکھا تھا۔ سیل فون کے اسپیکر سے اسے عمران اور تنویر کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ اس کی باتیں نہ صرف ریڈ مارٹن سن رہا تھا بلکہ کرنل کاشارا نے بھی اسے کال کر رکھا تھا اور وہ بذریعہ فون ان کی باتیں سن رہا تھا۔

”باس۔ کیا یہ وہی سب کہہ رہا ہے جو اس آپ نے کہنے کے لئے کہا تھا“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے اسے یہی سب سمجھایا تھا“...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔ ان دونوں کی باتیں تنویر کے پاس موجود ڈیوائس پر نہ سنی جا سکتی تھیں اس لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

”تب تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جس انداز یہ عمران کو بتا رہا ہے کہ یہ ٹرانس میں نہیں ہے مجھے تو واقعی فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی“۔

ریڈ مارٹن نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا بولا ہوا ایک ایک لفظ میرا سکھایا ہوا ہے۔ یہ مکمل طور پر میری ہدایات پر عمل کر رہا ہے"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"لیکن عمران نے اس سے جو سوال پوچھے ہیں۔ یہ کیسے ان سوالوں کے صحیح جواب دے رہا ہے"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"میں نے اسے اپنے مائنڈ کا ایک فیصد حصہ اوپن رکھنے کی بھی ہدایات دی تھیں۔ مجھے شک تھا کہ عمران اس سے سابقہ زندگی یا پھر سیکرٹ سروس سے متعلق بھی کوئی سوال پوچھ سکتا ہے۔ اگر اس کا ایک فیصد مائنڈ اوپن کر دیا جائے تو یہ ہر بات کا صحیح جواب دے سکتا ہے اور وہی ہوا ہے۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا ہوتا تو شاید یہ عمران کے سوالوں کے جواب نہ دے پاتا اور عمران کو اس پر شک ہو جاتا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"ویل ڈن باس۔ آپ واقعی دور کی سوچتے ہیں۔ مجھے آپ کی ذہانت پر رشک آ رہا ہے"...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف کرنل کاشارا بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب پتہ نہیں خاموشی کیوں چھا گئی ہے۔ یہ کیا کر رہے ہیں"...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

"عمران نے شاید اپنے ساتھیوں کو بلایا ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہیں"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"کاش کہ بلیک ہاؤس کا جنریٹر خراب نہ ہوا ہوتا اور مشینیں کام کر رہی ہوتیں تو ان کی آوازیں سننے کے ساتھ ساتھ ہم انہیں لائیو دیکھ بھی سکتے اور ان کی موت کا نظارہ دیکھنے والا ہوتا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"یس باس۔ اس بات کی مجھے بھی حسرت رہے گی کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے مرتے نہیں دیکھا تھا"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"مجھے مارلو کی بات مان لینی چاہئے تھی۔ جنریٹر نجانے کب سے تنگ کر رہا ہے۔ میں اسے خواہ مخواہ ٹھیک کرانے کے چکروں میں پڑا رہا۔ اس کی جگہ نیا جنریٹر نصب کیا گیا ہوتا تو یہ مسئلہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ خیر اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب میں جلد ہی اس جنریٹر کر رپلیس کرا دوں گا"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"وہ باتیں کر رہے ہیں باس"...... ریڈ مارٹن نے کہا تو کرنل کاشارا خاموش ہو گیا۔ فون سے اب عمران کے ساتھیوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ سن کر ریڈ مارٹن اچھل پڑا کہ عمران کا تنویر پر سے شک ابھی بھی دور نہیں ہوا ہے اور اس نے تنویر سے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ ابھی بھی ٹرانس میں ہے۔

"اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ عمران نے ابھی تک تنویر کی باتوں پر یقین نہیں کیا ہے"...... ریڈ مارٹن نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو عمران۔ میں اب بھی ٹرانس میں ہی ہوں

اور تم سب کو یہاں میں نے ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ہے"۔
اچانک تنویر نے کی بدلی ہوئی آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کے سارے ساتھی اس کے قریب آ چکے ہیں باس۔ جو تنویر اب ان سے بدلے ہوئے لہجے میں بات کر رہا ہے"...... ریڈ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاید"...... کرنل کاشارا نے کہا۔

"کس مقصد کے لئے"...... عمران کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ریڈ مارٹن اور کرنل کاشارا خاموشی سے ایک بار پھر ان کی باتیں سننے لگے۔

"یہ بٹن میرے ہاتھ میں دیکھ رہے ہو"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں زہر کی سی آمیزش شامل تھی۔

"ہاں۔ کیا ہے یہ"...... عمران نے کہا۔

"تم سب کی موت"...... تنویر نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے چلانے کی آوازیں سنائی دیں۔

"میرے جسم پر ایک طاقتور بم بندھا ہوا ہے۔ اس کا ریموٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے بس اس بٹن کو پریس کرنا ہے پھر یہاں ایک زور دار دھماکہ ہو گا اور مجھ سمیت تم سب کے چیتھڑے اُڑ جائیں گے"...... تنویر کی آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار

ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ تنویر کیا حماقت کر رہا ہے۔ انہیں بم کے بارے میں کیوں بتا رہا ہے۔ ایسے تو سب بھڑک کر اس سے دور بھاگ جائیں گے"...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو تنویر۔ تم تم"...... ایک لڑکی کی بری طرح سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گڈ بائی"...... تنویر نے کہا اور اسی لمحے ماحول زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ چند لمحوں تک دھماکے کی بازگشت سنائی دیتی رہی پھر ہر طرف گہری خاموشی چھا گئی۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہوا ہے"...... کرنل کاشارا کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"تنویر نے بم بلاسٹ کر دیا ہے باس۔ ہرا ہرا۔ ہم کامیاب ہو گئے۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی اپنے ہی ایک ساتھی کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ بم بلاسٹ ہونے سے ان سب کے چیتھڑے اُڑ گئے ہوں گے۔ وہ سب کے سب موت کے گھاٹ اتر گئے ہوں گے۔ ہرا ہرا"...... اچانک ریڈ مارٹن نے انتہائی مسرت بھرے انداز میں کہا اور ہرا ہرا کر کے زور زور سے نعرے لگانے لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تنویر نے بلاسٹ اس وقت کیا ہے جب سارے ساتھی اس کے قریب پہنچ چکے تھے"...... کرنل کاشارا

کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ آپ نے سنا نہیں تھا جب تنویر نے انہیں بم کے بارے میں بتایا تھا تو وہ سب خوف سے ایک ساتھ چیخ اٹھے تھے''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ ان کے چیخنے کی آوازیں میں نے سنی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی ہلاک ہو چکے ہیں۔ جن سے دنیا کے سپر پاور ممالک بھی خوفزدہ رہتے تھے میں وہ آخر کار اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں اور انہیں ہلاک کرنے کا کریڈٹ دنیا کی طاقتور ترین تنظیم ساکال کو ملا ہے۔ ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن''...... کرنل کاشارا کی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت پر اس پر شادی مرگ طاری ہو گئی ہو۔

''یہ کریڈٹ میں نے ساکال کو دلایا ہے باس۔ آپ بگ باس سے جب بات کریں تو انہیں میری اس کارکردگی سے ضرور آگاہ کر دینا تاکہ وہ میری اس کارکردگی پر مجھے مزید مراعات سے نوازیں''...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا ریڈ مارٹن۔ تم فکر نہ کرو۔ یہ بات ہے بھی درست کہ تم نے عمران کے ایک ساتھی کو اپنی ٹرانس میں لے کر اسے میرا اور ساکال تنظیم کا وفادار بنایا اور پھر اس نے وہی کیا جو اسے میں نے کرنے کا کہا۔ اس نے خود کو اُڑا کر اپنے ساتھ عمران

اور اس کے باقی ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ بگ باس تمہاری اس کامیابی پر تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی مراعات دیں گے''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''ہمارے دشمن ختم ہو گئے ہیں باس اس لئے ہمیں اپنے مشن کو مکمل کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اب ہم کرنل آفاق زبیری کو آسانی سے یہاں سے شفٹ کر سکتے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ اب میں جلد سے جلد اسے یہاں سے نکالنے کا انتظام کرتا ہوں۔ اس کے یہاں سے نکالتے ہی ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے مجھے اپنے دوست اپنے ساتھی جم مارک کی بھی قربانی دینا پڑی۔ جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا۔ کاش وہ اس وقت ہمارے ساتھ ہوتا''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ جم مارک کی قربانی ہمیشہ یاد رکھی جائے گی کیونکہ اس نے ساکال کاز کے لئے اپنی جان قربان کی ہے''...... کرنل کاشارا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو میں باہر جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے دیکھ آؤں۔ میں انہیں اپنی آنکھوں سے ہلاک ہوتے ہوئے تو نہیں دیکھ سکا ہوں لیکن ان کی لاشوں کے ٹکڑے اور خون دیکھ کر مجھے سکون آ جائے گا''...... ریڈ مارٹن نے

کہا۔

''نہیں۔ ابھی ایسا کچھ نہ کرو۔ تم جہاں ہو وہاں خاموش بیٹھے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ عمران کا کوئی ساتھی تنویر کے قریب نہ آیا ہو اور اس نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو اور پھر اس نے چیف ایکسٹو کو کال کر کے سب کچھ بتا دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو چیف ایکسٹو وہاں مزید ممبر بھیج دے گا اور ویسے بھی باہر ہونے والا دھماکہ کافی زور دار تھا جس کی آواز دور دور تک سنی گئی ہو گی۔ اس دھماکے کی آواز سن کر پولیس چیکنگ کے لئے وہاں ضرور پہنچے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ تم یا تمہارا کوئی ساتھی پولیس کی نظروں میں آئے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ پولیس واقعی کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتی ہے''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''تو پھر بہتر ہے کہ ابھی تہہ خانے کا راستہ سیلڈ ہی رہنے دو''۔ کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم آرام کرو۔ میں کل کسی وقت اپنا ایک آدمی وہاں بھیج دوں گا۔ تب تک پولیس اپنا کام کر کے واپس جا چکی ہو گی۔ میرے آدمی کے ساتھ مکینک ہو گا وہ آ کر جنریٹر کو ٹھیک کر دے گا۔ اس کے بعد میں خود وہاں آؤں گا اور پھر ہم مل کر یہ

پروگرام بنا لیں گے کہ اب ہمیں آفاق زبیری کو وہاں سے کیسے نکال کر لے جانا ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یس چیف''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے رابطہ منقطع کر دیا۔ ریڈ مارٹن نے سیل فون اٹھایا اور اس کا تنویر کے پاس موجود ڈیوائس زیرو ون سے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوشی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ تنویر نے ٹھیک اس وقت بم بلاسٹ کیا ہو گا جب عمران اور اس کے ساتھی اس کے قریب آ گئے ہوں گے۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا باہر سوائے ٹکڑوں کے کوئی وجود باقی نہ ہو گا اور یہ بات اس کے لئے انتہائی حد تک تقویت کا باعث تھی کہ پوری دنیا کے لئے ناقابل تسخیر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور دنیا کا ذہین ترین انسان عمران اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے۔ جس کا کریڈٹ صرف اور صرف اسے جاتا تھا۔ اس لئے وہ خوش تھا۔ بے حد خوش۔

دھماکہ ہونے سے پہلے انہوں نے اچانک تنویر کے پیچھے کھڑی کار کو خود بخود حرکت میں آ کر پیچھے جاتے دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کار کے ہینڈ بریک فیل ہو گئے ہوں اور کار نشیب میں خود بخود تیزی سے اترتی جا رہی ہو۔ ان سب کی نظریں چونکہ تنویر پر تھیں اس لئے وہ کار کو اس طرح پیچھے جاتے نہ دیکھ سکے تھے۔

"سب زمین پر لیٹ جاؤ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی زمین پر گر گیا۔ تنویر بھی بٹن پریس کرتے ہی زمین پر گر گیا تھا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف آگ کی تیز چکا چوند سی دکھائی دی۔ عمران نے انہیں دھماکہ ہونے سے ایک لمحہ قبل زمین پر گرنے کا کہا تھا اس لئے اس کی آواز اس دھماکے میں ہی دب کر رہ گئی تھی۔ انہوں نے گرتے ہی دیکھا تنویر کی کار جو سڑک کی سائیڈ میں موجود نشیب میں اتر گئی تھی دھماکہ اسی کار میں ہوا تھا اور کار کے پرخچے اُڑ گئے تھے۔ کار کے بچے کھچے

ڈھانچے میں آگ لگی ہوئی تھی اور وہ دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ چونکہ کار کے جلتے ہوئے ٹکڑے سڑک اور ارد گرد موجود درختوں تک پھیل گئے تھے اس لئے چند درختوں نے بھی آگ پکڑ لی تھی اور وہ بھی دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا تھا"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر وہ سب ایک ایک کر کے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تنویر بھی مسکراتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ سب مجرموں کو سنانے کے لئے کہا جا رہا تھا تاکہ انہیں یہی لگے کہ انہوں نے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لے کر جو حکم دیا ہے اس نے ان کے حکم پر عمل کر دیا ہے اور اپنے جسم پر بندھے ہوئے بم کو بلاسٹ کر کے نہ صرف خود کو اُڑا لیا ہے بلکہ اپنے ساتھ ہمیں بھی ہلاک کر دیا ہے"...... عمران نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ہم سمجھے نہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تنویر کے جسم پر ایک طاقتور بم باندھا گیا تھا جس کا کنٹرول ایک ریموٹ میں تھا اور وہ ریموٹ تنویر کو دے دیا گیا تھا۔ اسے ہدایات دی گئی تھیں کہ یہ یہاں آ کر ہم سب کو بتائے کہ اس پر ریڈ مارٹن کی ٹرانس کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ جب ہم اس کی بات پر یقین کر کے اس کے قریب پہنچیں تو یہ ریموٹ کا بٹن پریس کر کے

خود کو اُڑا لے اور پھر وہی ہونا تھا کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبے ہیں''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ ہمیں ابھی تک آپ کی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اگر تنویر کا مقصد ہم سب کو ہلاک کرنا تھا اور اس کے جسم پر بم بندھا ہوا تھا تو پھر یہ بلاسٹ کار میں کیسے ہوا ہے اور یہ کار خود بخود یہاں سے پیچھے کیسے ہٹ گئی تھی''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہیں تفصیل بتاؤ تنویر''...... عمران نے کہا۔

''تنویر تفصیل بتائے گا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ واقعی کسی کی ٹرانس میں نہیں ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے ریڈ مارٹن نے واقعی مکمل طور پر اپنی ٹرانس میں لے لیا تھا۔ اس نے میرے ذہن سے ہر بات حذف کر دی تھی۔ میرا مائنڈ واش کرتے ہی اس نے مجھے کسی ساکال تنظیم کا، اپنا اور کرنل کاشارا کا وفادار بنا لیا تھا۔ اس نے مجھے عمران اور آپ سب کی تصویریں دکھا کر میرے ذہن میں یہ بٹھا دیا تھا کہ یہ سب میرے دشمن ہیں جنہیں مجھے ہر صورت میں ہلاک کرنا ہے۔ کمرے میں یہی سچویشن تھی۔ عمران کو دیکھ کر مجھے سچ مچ غصہ آ رہا تھا اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا دوں لیکن اس وقت عمران نے عقل مندی کرتے ہوئے مجھے فوراً بے ہوش کر دیا تھا۔ بہرحال جب مجھے ہوش آیا تو ریڈ مارٹن مجھے کرنل کاشارا کے

سامنے بٹھا کر اس کی آواز کا غلام بنا رہا تھا۔ میرے ذہن میں اس کی ہر بات بیٹھتی جا رہی تھی۔ کرنل کاشارا کے کہنے پر ریڈ مارٹن نے میرے ذہن میں یہ بات بھی ڈال دی تھی کہ مجھے کرنل کاشارا کی آواز میں دی جانے والی ہر ہدایت پر عمل کرنا ہے۔ کرنل کاشارا چاہے تو مجھے اس ٹرانس سے آزاد بھی کرا سکتا ہے اور اگر وہ مجھے حکم دے تو میں اپنے ہاتھوں سے خود کو گولی بھی مار سکتا ہوں۔ میں اس کے حکم کا پابند ہو گیا تھا اور اس کے لئے کسی روبوٹ کی طرح کام کر رہا تھا۔ کرنل کاشارا یہ چیک کرنے کے لئے مجھے اپنے ساتھ لے گیا تھا کہ میں پوری طرح اس کی ٹرانس میں ہوں یا نہیں۔ اس نے راستے میں مجھے سونے کے لئے کہا تھا اور میں گہری نیند سو گیا تھا۔ اس نے مجھے جگایا تو میں کسی فیکٹری میں موجود تھا۔ اس نے مجھ سے کافی کام کرائے اور میں مشینی روبوٹ کی طرح اس کا ہر کام کرتا رہا۔ پھر اس نے مجھے بلا کر اپنے سامنے کرسی پر بٹھایا اور مجھے اپنا مائنڈ خالی کرنے کے لئے اور نئی ہدایات فیڈ کرنے کے لئے کہا۔ میں نے اس کی ہدایات پر عمل کیا تو اس نے میرے مائنڈ کو کسی حد تک فری کر دیا۔ اس نے مجھے ہدایات دیں کہ مجھے اپنے جسم کے ساتھ ایک بم باندھنا ہے جس کا ریموٹ میرے ہاتھ میں ہو گا۔ میں اسی حالت میں اس کھنڈر تک آؤں گا اور تم سب جو جنگل میں چھپے ہوئے ہو تمہیں بلا کر یہ یقین دلاؤں گا کہ میں ان کی ٹرانس سے نکل آیا ہوں اور پھر جب آپ لوگ میرے قریب

آ ئیں گے تو میں خود کو بلاسٹ کر لوں گا۔ میرے ساتھ عمران اور باقی سب بھی ہلاک ہو جائیں گے اور یہی ان کا مقصد ہے کیونکہ عمران اور تم سب کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ آفاق زبیری ابھی تک کھنڈر کے نیچے موجود تہہ خانے میں ہے۔ تم اسے وہاں سے آزاد نہ کرا سکو اور ان کی تنظیم ساکال کے بارے میں کچھ نہ جان سکو اس لئے تم سب کی ہلاکت ان کے لئے ضروری ہو گئی تھی۔ بہر حال کرنل کاشارا نے ساری ہدایات فیڈ کیں اور پھر اس نے اس لئے میرا مائنڈ ایک حد تک اوپن کر دیا کہ مجھ پر یقین کرنے کے لئے عمران یا تم مجھ سے کوئی بھی سوال پوچھ سکتے ہو۔ اگر میرا مائنڈ اوپن ہو گا تو میں سب کے سوالوں کے ٹھیک جواب دے سکوں گا۔ اس کا یہ اقدام ہی اس کی ساری پلاننگ پر پانی پھیر دینے کا باعث بن گیا۔ میرا مائنڈ اوپن ہوا تو مجھ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت آ گئی۔ میں نے فوراً اپنا مائنڈ ایک نقطے پر مرکوز کرنا شروع کر دیا۔ مجھے مشکل تو پیش آ رہی تھی لیکن بہر حال میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا اور کچھ ہی دیر میں میرا مائنڈ ریڈ مارٹن کی ٹرانس سے مکمل طور پر آزاد ہو گیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جو میں نے غیر ارادی طور پر کرنل کاشارا کی میز سے اٹھا لی تھی۔ پنسل نوکیلی تھی۔ جب کرنل کاشارا نے میرا مائنڈ اوپن کیا او میں نے اپنے مائنڈ سے کام لینا شروع کیا تو میں نے اپنی را میں اس پنسل کو چبھونا شروع کر دیا۔ مجھے اس بات کا علم تھا ک

ہپناٹزم کے دوران اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف محسوس ہو تو دماغ کی ساری شریانیں کھل جاتی ہیں اور وہ کسی کے بھی کنٹرول میں نہیں آتا''...... تنویر نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اگر تمہارا مائنڈ آزاد ہو گیا تھا تو پھر تم نے کرنل کاشارا کو قابو کیوں نہیں کیا۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم اسی وقت اس کی گردن دبوچ لیتے''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ اس وقت تک میرا ذہن پوری طرح میرے کنٹرول میں نہ آیا تھا اور پھر میں تم سب کے لئے بھی فکرمند تھا اس لئے میں نے کرنل کاشارا پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ میں پوری طرح اس کے کنٹرول میں نہیں ہوں اور کرنل کاشارا نے ضروری ہدایات دینے کے بعد مجھے ایک کار دے کر یہاں بھیج دیا۔ راستے میں آتے ہوئے میں نے اپنا مائنڈ مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں کیا اور پھر میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں نے اپنے جسم پر بندھا ہوا بم الگ کر کے کار میں رکھ دیا۔ کرنل کاشارا نے ایک ڈیوائس میری جیب میں ڈالی تھی۔ میں نے اس ڈیوائس کو دیکھا وہ دوسری طرف بات سننے والا ایک بگ تھا۔ پھر یہاں پہنچتے ہی میں نے تم سب کو بلایا۔ عمران میرے پاس آیا تو میں نے بگ سے کرنل کاشارا کو سنانے کے لئے وہی سب کچھ کہنا شروع کر دیا جو اس نے میرے مائنڈ میں فیڈ کیا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ عمران میری آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہ شاید یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا

کہ میں اب بھی کسی کی ٹرانس میں ہوں یا نہیں۔ میں نے اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے آئی کوڈ میں سب کچھ بتا دیا اور پھر عمران نے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد مجھے خاموش رہنے کا کہا تو میں خاموش ہو گیا۔ اس خاموشی کے دوران اس نے ایک بار پھر آئی کوڈ میں مجھ سے کلیئرنس لی اور پھر اس نے مجھے ہدایات دیں کہ میں اب اس کی ہدایات پر عمل کروں۔ میں نے تم سب کو بلایا اور پھر میں نے وہ سب کہا جو مجھے آخر میں کہنا تھا۔ پھر میں کار کے قریب گیا اور میں نے جیب سے بگ نکال کر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ میں نے کار کے ہینڈ بریک نہیں لگائے تھے۔ وہ سڑک پر جس انداز میں کھڑی تھی اسے ہلکا سا دھکا دینے کی دیر تھی اور وہ تیزی سے نشیب میں اتر جاتی۔ میں نے ایسا ہی کیا تھا اور کار کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ کار نشیب میں اترنے لگی تو میں نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن پریس کر دیا۔ جس کے نتیجے میں کار میں موجود وہ بم بلاسٹ ہو گیا جو پہلے میرے جسم پر بندھا ہوا تھا۔ بم کے ساتھ وہ بگ بھی تباہ ہو گیا۔ اب وہ لوگ ہماری باتیں نہیں سن سکتے۔ انہوں نے اب تک جو بھی سنا ہو گا اس سے انہیں یہی لگ رہا ہو گا کہ میں نے ان کی ہدایات پر عمل کیا ہے اور آخر کار میں نے اپنے جسم پر بندھا ہوا بم بلاسٹ کر دیا ہے اور اپنے ساتھ تم سب کو بھی ہلاک کر دیا ہے''...... تنویر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اگر کرنل کاشارا تمہارا مائنڈ کچھ حد تک اوپن نہ کرتا اور تم

اپنے دماغ کو کرنل کاشارا کے ٹرانس سے آزاد نہ کرا لیتے تو تم تو اس کی ہدایات پر عمل کرتے اور پھر وہی سب ہو جاتا جو انہوں نے پلاننگ کی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی قدرت کو ہماری ہلاکت منظور نہ تھی اس لئے ہماری جان بچ گئی ہے۔ اگر تنویر کا دماغ کنٹرولڈ بھی ہوتا اور یہ موت کا سامان لے کر ہمارے سامنے بھی آ جاتا تب بھی اگر ہماری موت کا وقت نہیں آیا تو قدرت ہمیں بچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور فراہم کر دیتی''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اسی لئے کہتے ہیں کہ جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہی ہوتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''تم کرنل کاشارا کے ساتھ رہے ہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس کا اصل ٹھکانہ کہاں ہے''...... جولیا نے تنویر سے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ انڈسٹریل ایریا میں ایک فیکٹری کا آنر ہے لیکن اس کا اصل نام کیا ہے یہ میں نہیں جانتا لیکن بہرحال اس تک پہنچنا اب ہمارے لئے مشکل نہیں ہے''۔ تنویر نے جواب دیا۔

''اس تک پہنچنے سے پہلے ہمیں کھنڈر کے تہہ خانے میں موجود آفاق زبیری کو ان کی قید سے نکالنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم کوشش کے باوجود اب تک اس راستے کو تلاش نہیں کر سکے ہیں جو تہہ خانے کی طرف جاتا ہے''...... چوہان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تہہ خانے میں جانے کا راستہ مجھے معلوم ہے“...... تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”اوہ اوہ۔ ہاں۔ تنویر کو ریڈ مارٹن نے اپنی ٹرانس میں لیا تھا اس کے بعد یہ ان کے ساتھ ہی رہا تھا۔ وہ اسے یقیناً اپنے ساتھ تہہ خانے میں بھی لے گئے ہوں گے ۔ گڈ شو تنویر۔ بتاؤ کہاں ہے وہ راستہ۔ ہم تو اس راستے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے ہیں“...... صفدر نے کہا تو تنویر انہیں ساتھ لے کر کھنڈر کے عقب کی طرف چل پڑا۔

”تو کیا تہہ خانے کا راستہ کھنڈر کے عقب میں ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ کھنڈر کے عقب میں درختوں کا ایک جھنڈ ہے۔ وہاں ہے وہ راستہ“...... تنویر نے کہا۔

”اوہ۔ اور ہم وہ راستہ کھنڈر اور اس کے اردگرد ہی ڈھونڈتے رہے“...... جولیا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ تنویر انہیں لے کر کھنڈر کے عقب میں پہنچا اور پھر وہ انہیں درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا۔ انہوں نے سیل فون کی ٹارچیں آن کر لی تھیں۔ درختوں کے جھنڈ میں انہیں ایک خلاء دکھائی دیا۔ اس خلا کے اوپر جھاڑ جھنکار موجود تھا۔ تنویر نے دونوں ہاتھوں سے اس جھاڑ جھنکار کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ اب انہیں خلاء میں سیڑھیاں صاف نظر آ گئیں۔

”حیرت ہے۔ آخر ہم نے اس جھاڑ جھنکار کو کیوں نہ دیکھا“...... جولیا نے منہ بنایا۔

”دیکھا تو ضرور ہو گا لیکن اگنور کر دیا ہو گا اور ایسی چیزوں کو اگنور کرنا ہمارے پیشے میں خطرناک ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

اب انہوں نے مشین پسٹل ہاتھوں میں لے لئے اور دبے پاؤں سیڑھیاں اترنے لگے۔ تنویر ان سب سے آگے تھا اور اس طرح بے دھڑک چل رہا تھا جیسے اسے کوئی خوف نہ ہو۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔

”یہ کیا۔ یہ دروازہ تو بند ہے“...... جولیا نے کہا۔

”اس دروازے کو اندر سے ہی کھولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ انہیں شاید ہم سے خطرہ تھا اس لئے انہوں نے دروازے کو بند کر رکھا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”تو پھر ہم اسے بھی بم مار کر تباہ کر دیتے ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”نہیں۔ دروازے کو غور سے دیکھو یہ بلیک میٹل کا بنا ہوا ہے اور بلیک میٹل پر ایٹم بم کا بھی اثر نہیں ہوتا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر ہم اندر کیسے جائیں گے“...... جولیا نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس دروازے کو پگھلایا جا سکتا ہے“...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''وہ کیسے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''جس طرح شیشے کو ہیرے سے کاٹا جا سکتا ہے اسی طرح بلیک میٹل کو کاٹنے کے لئے بلیک سٹریپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلیک سٹریپ لگا کر اس میٹل کو آسانی سے پگھلایا جا سکتا ہے اس کے بعد اس میٹل کو کسی بھی ڈھب میں ڈھالا جا سکتا ہے اور ایک بلیک سٹریپ میرے پاس موجود ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے بازو کے کف سے سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی پٹری نکل لی۔ پٹری کے دونوں سروں پر زرد رنگ کے ڈاٹس بنے ہوئے تھے جو ابھرے ہوئے تھے۔

''گڈ شو۔ تمہارے پاس بلیک سٹریپ موجود ہے۔ اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے''...... عمران نے اس سے بلیک سٹریپ لیتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ بلیک اسٹریپ تم نے اپنے پاس کس مقصد کے لئے رکھی ہوئی تھی''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ضرورت کی چھوٹی موٹی چیزیں ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اس اسٹریپ سے نہ صرف بلیک میٹل بلکہ فولادی دروازوں کو بھی پگھلایا جا سکتا ہے ادر ہمارا کام ایسا ہے کہ ہمیں ایسی جگہوں پر جانا پڑتا ہے جہاں زیادہ تر فولادی دروازے ہوتے ہیں۔ وہاں سے نکلنے یا اندر داخل ہونے کے لئے دروازے کو پگھلانا ضروری ہوتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا یہ تمہاری اپنی ایجاد ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''یہ اسٹریپ کام کیسے کرتی ہے''...... چوہان نے پوچھا۔

''اس اسٹریپ میں مائیکرو پاور موجود ہیں۔ ان پاورز کو آن کرنے سے میٹل یا فولاد کے دروازے میں اس حد تک پاور پیدا ہو جاتی ہے کہ دروازہ بھٹی میں گرم اور سرخ ہونے والے فولاد جیسا ہو جاتا ہے اور پاور ہیٹ اتنی بڑھ جاتی ہے کہ فولاد اور بلیک میٹل آسانی سے پگھل جاتا ہے۔ اس کے لئے اس اسٹریپ میں مجھے کیمیائی مواد بھی شامل کرنا پڑا ہے اور یہ فولاد اور بلیک میٹل اسی سے ہیٹ اپ ہوتا ہے۔ یہاں میں نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ اس اسٹریپ سے صرف فولاد اور بلیک میٹل کو ہی پگھلانے کا کام لیا جا سکے۔ کیمیائی اثرات اردگرد موجود کسی ذی روح کو نقصان نہ پہنچائے۔ باس میری اس ایجاد کے بارے میں جانتے ہیں کیونکہ اسے بنانے میں ان کی بھی مدد شامل ہے۔ کیمیائی مواد بھی انہوں نے ہی سرداور سے لے کر مجھے فراہم کیا تھا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''حیرت ہے۔ عمران صاحب اور تم نجانے کون کون سی ایجادات کرتے رہتے ہو اور ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں پتہ نہیں ہوتا۔ میں نے تم سب کو ہی اپنے اور ٹائیگر کے بنائے ہوئے کئی کارآمد سائنسی ہتھیار دیئے ہوئے ہیں''......

عمران نے کہا۔

"لیکن اس بلیک اسٹریپ کے بارے میں تو آپ نے کبھی کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی ہم نے پہلے آپ کے پاس یہ دیکھی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ ہم نے حال میں ہی ایجاد کی ہے اور ابھی یہ دو تین ہی بنائی گئی ہیں۔ اسے بنانے میں خاصا وقت لگتا ہے ٹائیگر اس پر کام کر رہا ہے۔ جیسے ہی یہ وافر تعداد میں تیار ہو جائیں گی تم سب کو بھی فراہم کر دی جائیں گی"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر بلیک اسٹریپ دروازے کے ساتھ لگایا تو وہ دروازے سے کسی مقناطیس کی طرح چپک گئی۔ عمران نے اسٹریپ کے سروں پر موجود زرد ڈاٹس کو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کی مدد سے پریس کیا اور پھر وہ پیچھے ہٹ آیا۔

"اب کتنی دیر میں یہ دروازہ ہیٹ اپ ہو کر سرخ ہو گا اور کب پگھلے گا"...... چوہان نے پوچھا۔

"بس پانچ منٹ میں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر پانچ منٹ بعد دروازے سے دھواں اٹھنے لگا اور پھر انہوں نے دروازے کو یکلخت سرخ ہوتے دیکھا۔

"اوہ۔ یہ تو گرم ہو کر سرخ ہوتا جا رہا ہے اور اس کی تپش بھی ہمیں محسوس ہونا شروع ہو گئی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ ابھی چند لمحوں میں پگھل جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹ گئے انہوں نے دیکھا کہ دروازہ اس قدر سرخ ہو گیا تھا جیسے واقعی اسے برقی بھٹی میں گرم کیا جا رہا ہو اور پھر چند لمحوں بعد انہوں نے دروازے کو پگھلتے دیکھا۔ دروازہ موم کی طرح پگھل کر نیچے بہہ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں سے دروازہ غائب ہو گیا اور اب انہیں وہاں دروازے کی جگہ بڑا سا ہول دکھائی دینے لگا۔

"چلو سب اندر"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ہول کی طرف بڑھے اور پگھل کر نیچے گرے ہوئے مواد سے بچتے ہوئے اندر پہنچ گئے۔ کھنڈر کے نیچے ایک بڑی سی عمارت دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ وہاں کئی کمرے تھے۔ برآمدے تھے۔ ایک جدید عمارت میں جو چیزیں ہو سکتی تھیں وہ سب تھیں۔ وہ ایک ایک کمرے کو چیک کرنے لگے۔

تین کمروں میں انہیں بہت سے سائنسی آلات نصب نظر آئے انہیں دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ کھنڈر کے اوپر والے حصے میں ٹھنڈک کیسے پیدا کی جاتی تھی اور سبز روشنی پھیلا کر کسی بھی ذی روح کی طاقت کیسے سلب کی جاتی ہے۔ یہ سب ان سائنسی آلات کا کمال تھا۔ وہاں مائیک اور ریکارڈنگ سسٹم بھی موجود تھا جس کے ذریعے جنگل میں لگے ہوئے اسپیکروں سے ڈراؤنی آوازیں پیدا کی جاتی تھیں تاکہ لوگ ان آوازوں کو سن کر ڈریں اور کھنڈر تو کیا جنگل

میں بھی آنے سے گریز کریں۔ وہ ساری عمارت میں گھومتے رہے لیکن اب پوری عمارت میں کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے اس کمرے کو بھی دیکھا جس میں انہوں نے اوپر سے فائر کیئے تھے یہ کمرہ بھی اب خالی پڑا تھا۔ البتہ وہ رسی وہاں ضرور پڑی تھی جس سے انہوں نے آفاق زبیری کو باندھا تھا۔

''یہ کیا۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ افسوس وہ اس جگہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ شاید انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ آخر کار ہم اس جگہ تک پہنچ جائیں گے۔ وہ ہم سے ٹکر لینے کے موڈ میں نہیں تھے کیونکہ ان کا اصل مسئلہ اس وقت آفاق زبیری تھا ہم سے ٹکرائے بغیر اگر وہ آفاق زبیری صاحب کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں یا اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو وہ کیوں ہم سے ٹکرائیں۔ اس لئے انہوں نے سوچا۔ کیوں نہ یہاں سے نکل جائیں''......عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اپنی اس قدر قیمتی جگہ کو بھلا وہ کیوں چھوڑ کر جائیں گے۔ یہاں وہ آج کل میں تو نہیں آئے ہوں گے۔ یہ جگہ تو نہ جانے کب سے ان کے استعمال میں ہے۔ لہٰذا وہ اس کو آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے''...... جولیا نے پرسوچ انداز میں کہا۔

''تب پھر وہ کہاں ہو سکتے ہیں''......عمران نے اس سے پوچھا۔

''وہ یہاں سے بھاگے نہیں۔ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں اور ہم پر موقع ملتے ہی وار کریں گے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہاں ایک اور خفیہ جگہ موجود ہے۔ شاید انہیں اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ ہم تنویر کے بم بلاسٹ کرنے کے باوجود ہلاک نہیں ہوئے ہیں اور دروازے تک پہنچ گئے ہیں اور شاید انہوں نے ہمیں دروازہ پگھلاتے ہوئے بھی دیکھ لیا ہے۔ اس لئے وہ فوراً یہ جگہ چھوڑ کر دوسری خفیہ جگہ پر جا چھپے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال ہے۔ جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے''۔ صدیقی نے چونک کر کہا۔

''تمہاری ساتھی ٹھیک کہہ رہی ہے عمران۔ ہم ابھی اسی جگہ پر موجود ہیں اور میں یہ دیکھ کر حیرت سے پاگل ہو رہا ہوں کہ تنویر نارمل حالت میں تمہارے ساتھ ہے اور تم سب ابھی تک زندہ ہو''...... اسی لمحے انہیں کمرے میں موجود اسپیکر سے ریڈ مارٹن کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

ریڈ مارٹن نے ابھی اپنے سیل فون سے زیرو ون ڈیوئس کا لنک ختم کیا ہی تھا کہ اچانک وہاں جھماکا سا ہوا اور کنٹرول روم کی نہ صرف ساری لائٹس آن ہو گئیں بلکہ بند پڑی ہوئی مشینیں بھی خود بخود آن ہوتی چلی گئیں۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ مارلو تو کہہ رہا تھا کہ جنریٹر خراب ہو گیا ہے۔ پھر وہ خود بخود کیسے ٹھیک ہو گیا"...... ریڈ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اٹھا اور تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔ اس مشین پر بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور پھر اس مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔ اسی لمحے اسے عقب سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر پلٹا۔ کمرے میں مارلو داخل ہو رہا تھا۔

"تم۔ یہ پاور سپلائی کیسے بحال ہو گئی ہیں مارلو"...... ریڈ مارٹن نے مارلو کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے واپس جا کر دیکھا تو جنریٹر روم سے دھواں نکلنا بند ہو گیا تھا باس۔ میں جنریٹر روم میں گیا اور سیل فون کی ٹارچ کی روشنی میں جنریٹر چیک کرنے لگا۔ جنریٹر کے ایک حصے سے اب بھی دھواں نکل رہا تھا۔ میں نے اسے کھول کر چیک کیا تو میں نے وہاں چند تاروں میں آگ لگی ہوئی دیکھی۔ اس کمرے میں فائر ایکیومنٹ موجود تھا۔ میں نے فوراً اس سے آگ بجھائی اور ان جلی ہوئی تاروں کو دیکھنے لگا۔ دو تار پگھل کر ایک دوسرے سے جڑ گئے تھے جس سے شارٹ سرکٹ ہوا تھا اور ان تاروں میں آگ لگ گئی تھی۔

میں الیکٹریشن کا کام بھی جانتا ہوں۔ ان تاروں کو ٹھیک کرنا میرے لئے مشکل نہ تھا۔ میں نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا۔ تاروں کو ٹھیک کرنے سے پہلے میں نے پاور سسٹم کے تمام سوئچ آف کر دیئے تھے۔ پھر جب تاریں ٹھیک ہو گئیں تو میں نے سوئچ آن کر دیئے اور سوئچ آن ہوتے ہی پاور بحال ہو گئی"...... مارلو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

"ویری گڈ۔ تم نے پاور سپلائی بحال کر کے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس کی بے حد ضرورت تھی"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"اس کے باوجود یہ جنریٹر دوبارہ اوور ہیٹ ہوتے ہی پھر سے ٹرپ کر سکتا ہے۔ بہرحال میں رات جاگ کر اس کی نگرانی کروں

گا اور ضرورت پڑی تو اسے کچھ دیر کول کرنے کے لئے آف بھی کر دوں گا لیکن صبح تک اسے مکمل آف نہیں کروں گا''...... مارلو نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ مارلو وہاں سے چلا گیا تو ریڈ مارٹن نے ایک بار پھر مشین کی طرف توجہ دی۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو مشین پر لگی ہوئی اسکرین روشن ہوگئی۔ اس اسکرین پر ٹیلی نائٹ اسکوپ جیسا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ چونکہ رات کے وقت کھنڈر سے باہر روشنی نہ کی جا سکتی تھی اس لئے وہاں عام کیمروں کے ساتھ نائٹ ٹیلی ویو کیمرے بھی لگائے گئے تھے تاکہ رات کے وقت بھی کھنڈر کو سرچ کیا جا سکے۔

ریڈ مارٹن نے مشین پر لگا ہوا ایک ہینڈل پکڑا اور اسے گھمانے لگا۔ اس ہینڈل کے ساتھ باہر لگا ہوا کیمرہ بھی حرکت کرنے لگا اور ریڈ مارٹن کھنڈر کے اردگرد کا علاقہ چیک کرنے لگا۔ اسے سڑک پر جلتی ہوئی کار دکھائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کار کو کلوز کیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ سڑک اور ارد گرد موجود جنگل کو دیکھنے لگا اور یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ وہاں اسے نہ تو کوئی لاش دکھائی دے رہی تھی نہ لاشوں کے ٹکڑے اور نہ کہیں پر خون کا ایک دھبہ تک موجود تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ یہاں تو لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہونے چاہئیں تھے۔ خون ہونا چاہئے تھا لیکن یہاں

تو صرف تباہ شدہ کار موجود ہے''...... ریڈ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ہینڈل گھماتا رہا پھر اسے جنگل کے ایک حصے میں چند سائے دکھائی دیئے۔ ان سایوں کو دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے فوراً کیمرے سے اس منظر کو کلوز کیا اور جیسے ہی سائے کلوز ہوئے وہ حیرت کی شدت سے بری طرح سے اچھل پڑا۔ درختوں کے جھنڈ کے پاس نہ صرف عمران اور اس کے ساتھی بلکہ تنویر بھی زندہ کھڑا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سب زندہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ تنویر نے تو ان سب کو بم سے اُڑا دیا تھا۔ پھر یہ۔ یہ۔ یہ زندہ۔ نن نن۔ نہیں۔ میری آنکھیں ضرور دھوکہ کھا رہی ہیں۔ یا پھر میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا ہوں''...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے کیمرہ مزید کلوز کیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ایک ایک ساتھی کا چہرہ کلوز کر کے دیکھنے لگا۔ انہیں دیکھ کر اس کی حالت واقعی خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے دماغ میں آندھیاں اور طوفان چلنا شروع ہو گئے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ زور دار دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ اس نے آخر میں تنویر کا چہرہ کلوز کیا اور پھر تنویر کو نارمل دیکھ کر اسے حیرت کا ایک اور زور دار جھٹکا لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تنویر کیسے ٹھیک ہو گیا۔ اس کے چہرے سے تو ایسا نہیں لگ رہا ہے کہ یہ میری ٹرانس میں ہے۔ یہ سب آخر ہو کیا رہا

ہے۔ تنویر کی وہ سب باتیں اور اب یہ سب کچھ۔ آخر کیا چکر ہے یہ''...... ریڈ مارٹن نے غصے اور پریشانی کے عالم میں اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔ وہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹ ہلتے دیکھ سکتا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے تنویر انہیں کوئی دلچسپ کہانی سنا رہا ہو۔

''یہ تو بہت برا ہوا ہے جو یہ سب بچ گئے ہیں۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تنویر نے خود کو اُڑا کر سب کو ہی ختم کر دیا ہے لیکن تنویر کی شکل دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ کبھی میری ٹرانس میں آیا ہی نہ تھا۔ لیکن ایسا کیسے ممکن ہے''...... ریڈ مارٹن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ ابھی وہ ان سب کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کا ہاتھ بے خیالی میں مشین کے ایک بٹن پر پڑا۔ بٹن پریس ہوا اور اسکرین کا منظر یکلخت بدل گیا۔ اب اسکرین پر ایک چھوٹی سی سرنگ دکھائی دے رہی تھی۔ جو روشن تھی اور اس سرنگ میں سامنے ایک فولادی دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ ریڈ مارٹن نے سوچا کہ یہ کھنڈر میں داخل ہونے والا وہ دروازہ ہے جو جنگل کے جھنڈ میں جھاڑیوں میں چھپا ہوا ہے۔ وہ بٹن پریس کر کے اس منظر کو آف کرنے ہی لگا تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔

''یہ۔ کیا۔ یہ تو وہ دروازہ نہیں ہے جو کھنڈر کے تہہ خانے میں آتا ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ وہ کیمرے کو ایک بار پھر کلوز کرنا شروع ہو گیا اور اس راہداری اور دروازے کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرتے ہوئے راہداری کو دیکھا

اور پھر وہ کیمرہ دروازے تک لایا اور پھر اس نے چند اور بٹن پریس کئے تو اسکرین پر دروازے کی دوسری طرف کا منظر دکھائی دیا۔ اس دروازے کے پیچھے ایک اور زمین دوز عمارت تھی جو کھنڈر کے تہہ خانے کی عمارت سے زیادہ بڑی اور وسیع تھی۔ ریڈ مارٹن اس عمارت کے ایک ایک حصے کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہاں کئی کمرے تھے اور وہاں جدید اور بے شمار سائنسی مشینیں نصب تھیں۔

''تو کرنل کاشارا نے مجھ سے جھوٹ کہا تھا کہ اس عمارت سے نکلنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ اس نے تو یہاں ایک اور زمین دوز عمارت بنائی ہوئی ہے جہاں اس سے زیادہ حفاظتی انتظامات موجود ہیں''...... ریڈ مارٹن نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل اس عمارت کو چیک کرتا رہا۔ اس عمارت میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ البتہ وہاں سٹور تھا جہاں بے شمار اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ یہ اسلحہ اس قدر زیادہ تھا کہ اس سے پورے شہر پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا جا سکتا تھا۔

''کرنل کاشارا یہاں طویل مدت سے ساکال کے لئے کام کر رہا ہے۔ یہ زمین دوز عمارتیں نہ جلدی میں بنائی گئی ہیں اور نہ ہی یہ بہت پرانی بنی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ کرنل کاشارا نے یہاں زبردست حفاظتی انتظامات بھی کر رکھے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''لیکن کرنل کاشارا نے مجھے اس نئی عمارت کے بارے میں بتایا

کیوں نہیں''...... ریڈ مارٹن نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ مسلسل چیکنگ کرتا رہا۔ اس نے وہ راستہ بھی دریافت کر لیا جہاں سے گزر کر وہ دوسری زمین دوز عمارت میں پہنچ سکتا تھا۔ اسی مشین میں دوسری عمارت تک پہنچنے کے راستے کو کھولنے کا سسٹم بھی موجود تھا۔ ریڈ مارٹن نے اس سسٹم کو آن کیا تو اسی کنٹرول روم کی ایک دیوار سرر کی آواز کے ساتھ کھل گئی اور سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ اٹھا اور پھر سیڑھیاں اتر کر اس راہداری میں پہنچ گیا جو وہ کچھ دیر پہلے اسکرین پر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اوپر آ کر ایک بار پھر مشین کو کنٹرول کیا اور پھر اس نے اس مشین سے دوسری عمارت میں جانے والا فولادی دروازہ بھی کھول لیا۔

کچھ دیر تک وہ یہ سب چیک کرتا رہا پھر اس نے اسکرین کا منظر بدلا اور ایک بار پھر جنگل میں دیکھنے لگا اور یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ عمران اور اس کے ساتھی درختوں کے اس جھنڈ میں موجود تھے جہاں سے کھنڈر کے تہہ خانے کا راستہ کھلتا تھا۔

''اوہ۔ تو یہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر واقعی میری ٹرانس سے نکل چکا ہے اور وہی انہیں یہاں لایا ہے۔ لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ تنویر آخر میری ٹرانس سے نکل کیسے گیا''۔ ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ عمران اور اس کے ساتھی واقعی خطرناک ہیں۔ یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو یہ اس دروازے کو بھی کھول کر اندر پہنچ

جائیں گے اور شاید میں اب انہیں اندر آنے سے بھی نہ روک سکوں''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔ وہ کچھ سوچ کر اٹھا اور پھر اس نے مارلو اور اپنے باقی بچ جانے والے تین ساتھیوں کو وہاں بلایا اور انہیں اس نئی جگہ کے بارے میں بتایا تو وہ بھی حیران رہ گئے۔ ریڈ مارٹن کے کہنے پر وہ چاروں جا کر آفاق زبیری کو اٹھا لائے۔ آفاق زبیری ابھی تک بے ہوش تھے۔

ریڈ مارٹن انہیں لے کر سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں آیا اور پھر وہ سب ایک ساتھ دوسری عمارت میں پہنچ گئے۔ ریڈ مارٹن نے اسکرین پر چونکہ اس عمارت کا مکمل جائزہ لے لیا تھا۔ وہاں بھی ایک کنٹرول روم موجود تھا۔ ریڈ مارٹن سیدھا کنٹرول روم میں پہنچ گیا۔ اس نے مشینیں آن کیں۔ یہ مشینیں ان مشینوں جیسی تھیں جو پہلی عمارت میں موجود تھیں البتہ یہ مشینیں نئی اور جدید تھیں۔ ریڈ مارٹن نے ایک مشین کو آن کر کے آپریٹ کیا اور پھر اس نے نہ صرف دوسری عمارت میں آنے والا راستہ بند کر دیا بلکہ کنٹرول روم کی کھلی ہوئی دیوار کو بھی بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس مشین سے پہلی عمارت کی مشینوں کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور ان تمام مشینوں کو آف کر دیا تا کہ عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تو انہیں وہاں کچھ نہ مل سکے۔

سارا کام مکمل کرنے کے بعد ریڈ مارٹن نے ایک بار پھر اس راستے کا کیمرہ آن کیا جو کھنڈر کے تہہ خانے میں جاتا تھا اور یہ

دیکھ کر وہ ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا کہ بلیک میٹل کا دروازہ پگھلا ہوا تھا اور وہاں اب بڑا سا ہول دکھائی دے رہا تھا جس کے نیچے پگھلا ہوا فولاد دکھائی دے رہا تھا اور اس کے عمران ساتھی پگھلے ہوئے مادے کو پھلانگ کر اندر آ رہے تھے۔

''یہ لوگ انسان ہیں یا پھر سچ میں جنات۔ انہوں نے بلیک میٹل کے بنے دروازے کو کیسے پگھلا دیا ہے''...... ریڈ مارٹن نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا جن کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے اور وہ تیزی سے اندر آتے ہی ہر طرف پھیل گئے تھے۔

''مائی گاڈ۔ اگر یہاں دوسری عمارت نہ ہوتی اور مجھے اس کے بارے میں اتفاق سے یہ پتہ نہ چل گیا ہوتا تو اب تک ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کے نرغے میں ہوتے اور عمران مجھے یقیناً گولیوں سے چھلنی کر دیتا''...... ریڈ مارٹن نے یکبارگی خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تہہ خانے میں گھومتے پھرتے اور انہیں ڈھونڈتے ہوئے دیکھتا رہا پھر ان کے چہروں پر ناکامی کے تاثرات دکھائی دینے لگے اور وہ سب ایک جگہ جمع ہو کر باتیں کرنے لگیں۔ انہیں باتیں کرتا دیکھ کر ریڈ مارٹن نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین کے اسپیکر آن ہو گئے اور ساتھ ہی مشین کے سامنے والے حصے سے ایک مائیک ابھر کر اس کے منہ کے پاس آ گیا۔ اسی لمحے اس نے جولیا کی بات سنی تو ریڈ مارٹن

کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال ہے۔ جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے''۔ اس کے ایک ساتھی نے چونک کر کہا تو ریڈ مارٹن نے مائیک کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے عمران۔ ہم ابھی اسی جگہ موجود ہیں اور میں حیرت سے پاگل ہو رہا ہوں کہ تنویر نارمل حالت میں تمہارے ساتھ ہے اور تم سب ابھی تک زندہ ہو''...... ریڈ مارٹن نے مائیک میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب ہو کر کہا تو اس کی آواز سن کر عمران اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے۔ ریڈ مارٹن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کیا تو اچانک اس کمرے کا دروازہ خود کار طریقے سے بند ہوتا چلا گیا جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ دروازہ بند ہوتا دیکھ کر عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن جب تک وہ دروازے کے پاس پہنچتا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ عمران نے دروازہ کھولنے کی لئے زور لگایا لیکن وہ بھی بلیک میٹل کا ہی تھا جو بند ہوتے ہی لاک ہو گیا تھا۔

''شاید ہم پھنس گئے ہیں''...... عمران کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ تم ایک بار پھر میری قید میں ہو عمران''...... ریڈ مارٹن نے مائیک میں کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی لگ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے بتاؤ کہ تم سب آخر زندہ کیسے ہو اور یہ تنویر۔ یہ کیسے ٹھیک ہو گیا۔ یہ تو میری ٹرانس میں تھا پھر اس کی کایا پلٹ کیسے ہو گئی۔ مجھے بتاؤ ورنہ سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹ جائے گا''...... ریڈ مارٹن نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ تم نے جس طرح سے تنویر کو اپنی ٹرانس میں لیا تھا اسی طرح تم ہمیں بھی اپنی ٹرانس میں لے کر ساکال کے وفادار بنا سکتے تھے''...... عمران نے کہا تو اس کے منہ سے ساکال کا نام سن کر ریڈ مارٹن ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''ساکال۔ تمہیں ساکال کا نام کیسے معلوم ہوا''...... ریڈ مارٹن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ حماقت تم سے اور تمہارے باس کرنل کاشارا سے ہوئی ہے۔ تم نے تنویر کو ہپناٹائز کر کے اسے خاص طور پر ساکال، کرنل کاشارا اور اپنے کنٹرول میں رکھنے کی ہدایات فیڈ کی تھیں۔ وہ سب باتیں اس کے ذہن میں تھیں۔ محو نہیں ہوئی تھیں اس لئے ساکال کا ہمیں علم ہو گیا اور میں جانتا ہوں کہ ساکال صامالیہ کی ایک مجرم تنظیم ہے جو تیزی سے پوری دنیا میں اپنے پنجے پھیلا رہی ہے۔ یہ تنظیم خاص طور پر پوری دنیا میں دہشت پھیلانے کا کام کرتی ہے اور لوٹ مار کے ساتھ ہر جگہ سے دولت حاصل کرتی رہتی ہے اور یہ میرے لئے واقعی حیرت کی بات ہے کہ ساکال جیسی مجرم تنظیم پاکیشیا میں کام کر رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ساکال تنظیم پاکیشیا میں تو کیا پوری دنیا میں موجود ہے اور یہ تنظیم کتنی وسیع ہے اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس تنظیم کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ سپر پاور ممالک کی سرکاری ایجنسیاں بھی اہم معاملات میں اس کی خدمات حاصل کرتی ہیں''...... ریڈ مارٹن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''جانتا ہوں۔ لیکن میری معلومات کے مطابق یہ تنظیم، افریقہ، یورپ اور ایکریمیا تک محدود تھی۔ اس نے ایشیا میں کب قدم جمائے اور پاکیشیا تک کب اور کیسے رسائی حاصل کی یہ بات مجھے معلوم نہ تھی''...... عمران نے کہا۔

''بہرحال اب تو تمہیں معلوم ہو گیا ہے نا کہ میرا تعلق ساکال تنظیم سے ہے''...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ہاں۔ معلوم ہو گیا ہے لیکن یہ بات ابھی تک راز ہی ہے کہ ساکال جیسی بین الاقوامی تنظیم کو آفاق زبیری سے کیا مطلب ہو سکتا ہے جسے اغوا کرنے کے لئے یہ سب کیا گیا تھا''...... عمران نے کہا تو ریڈ مارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب ہر بات کا تو تمہیں جواب نہیں دیا جا سکتا ہے عمران''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے نہ دو جواب''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آخر تم چاہتے کیا ہو''...... اس بار جولیا نے پوچھا۔

"صرف یہ کہ ہمارے اور آفاق زبیری کے درمیان جو معاملہ ہے تم اس میں ٹانگ نہ اڑاؤ"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ نہیں اڑائیں گے ہم ٹانگ۔ کیا ہم اس معاملے میں ٹانگ کی بجائے ہاتھ اڑا سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"شکر ہے عمران صاحب کہ آپ مسکرائے تو سہی ورنہ اس معاملے میں ہم نے اب تک آپ کو سنجیدہ ہی دیکھا ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"کیا کروں مسکرانے پر مجبور ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ مسکرانے پر مجبور"...... چوہان نے چونک کر کہا۔

"ہاں اگر مسکراؤں نہ تو ریڈ بلڈ کا کھانا ہضم نہیں ہوتا"۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"ریڈ بلڈ۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں"...... چوہان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم تو کیا کوئی بھی نہ سمجھا ہوگا سوائے ریڈ بلڈ مارٹن اوہ سوری ریڈ بلڈ مالٹے کے، جو اندر سے سرخ ہوتا ہے۔

"تو اب تم میرا مذاق اڑاؤ گے لیکن یہ مذاق تمہیں بہت مہنگا پڑے گا"...... ریڈ مارٹن نے عمران کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ہم اتنے غریب بھی نہیں ہیں کہ مہنگا مذاق نہ خرید سکیں"...... عمران نے کہا تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ

لئے۔

"بس اب بہت ہو گیا ہنسی مذاق۔ اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... ریڈ مارٹن نے سرد آواز میں کہا۔

"مرنے کے لئے تیار ہونا پڑتا ہے۔ حیرت ہے"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کھنڈر کے اوپر والے حصے میں سرد ہواؤں سے بچ گئے تھے لیکن اب تم عمارت کے اندر ہو اور میں اب اس کمرے کا درجہ حرارت اس قدر کم کر دوں گا کہ تم سب کے جسموں میں خون تک جم جائے گا۔ اس بار تم یہاں سے کسی بھی طرح باہر نہ نکل سکو گے۔ صرف آدھے گھنٹے میں یہاں تمہاری سرد لاشیں پڑی ہوں گی"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

"سرد لاشیں۔ ارے باپ رے۔ تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ ہماری قلفیاں جم جائیں گی"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس بہت ہو گیا"...... ریڈ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو اچانک اس کمرے میں جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے گھپ اندھیرا ہو گیا۔ ساتھ ہی سرد ہوا چلنے لگی۔

"سرد ہوا کا تحفہ قبول کرو عمران۔ یہ تحفہ تمہاری رگوں میں خون جما دے گا"...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

''نن۔نہیں''...... عمران نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

''کیوں۔نکل گئی جان''...... ریڈ مارٹن نے ہنس کر کہا۔

''ہاں بات ہی ایسی ہے۔ جان نہیں نکلے گی تو اور کیا ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم سردی سے بہت ڈرتے ہو''...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

''سردی سے کسے ڈر نہیں لگتا۔ سبھی سردی سے خوف کھاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تمہیں تو نہیں ڈرنا چاہئے۔ آخر تم عمران ہو''...... ریڈ مارٹن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''کیا کیا جائے مجبوری ہے''...... عمران نے بیچارگی سے کہا۔ ریڈ مارٹن نے کمرے میں سردی بڑھانے کے لئے ناب گھما دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے کی دیواروں پر ہلکی ہلکی برف سی جمتے دیکھتی اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بری طرح سے کانپتے ہوئے دیکھا۔

''ہم۔ ہم پر سردی غالب آ رہی ہے عمران صاحب''...... عمران کے ایک ساتھی نے گھبرا کر کہا۔

''صبر کرو۔ صبر''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب کیا صبر کرنے سے سردی کم ہو جائے گی''...... اس کے دوسرے ساتھی نے کہا۔

''صبر کرنے سے صبر کا میٹھا پھل تو ملے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''کر لو باتیں لیکن صرف چند منٹ تم مزید باتیں کر سکو گے۔ اس کے بعد تو تمہاری زبانیں تک کام نہیں کریں گی''...... ریڈ مارٹن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ انہیں بری طرح سے کانپتے دیکھ کر وہ بے حد خوش ہو رہا تھا۔

''اللہ مالک ہے''...... عمران نے کہا اور پھر چند منٹ بعد واقعی وہاں خاموشی چھا گئی۔

''ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ دیکھا عمران۔ اب تم لوگ بولنے کے بھی قابل نہیں رہ گئے۔ اب تم سب سرد موت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہی تمہارا انجام ہے۔ اس کمرے میں اگر صرف آدھ گھنٹہ بھی اس قدر برفیلی ہوا چھوڑ ی جائے تو تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔ یہ ماہرین کا کہنا ہے جبکہ میں تو پورا ایک گھنٹہ اس برفیلی ہوا کو جاری رکھوں گا تاکہ تم لوگوں کی موت یقینی ہو جائے''...... ریڈ مارٹن نے بلند آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر برف کی پھوار سی بننا شروع ہو گئی تھی اور ان کے ہونٹ تیزی سے سفید پڑتے جا رہے تھے۔ ان کے چہروں پر نیلا رنگ واضح ہونا شروع ہو گیا تھا جیسے وہ واقعی برف کی مانند جم گئے ہوں۔

''بولو عمران۔ تم خاموش کیوں ہو گئے ہو''...... ریڈ مارٹن نے کہا

لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سب خاموش تھے۔ اسپیکروں سے تیز ہوا چلنے کی آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔ ریڈ مارٹن نے ایک گھنٹے تک کمرے میں خون کو جما دینے والی برفیلی تھرو کی اور پھر اس نے مشین آف کر دی۔ اسی لمحے کمرے میں مارلو داخل ہوا۔

''آپ یہاں اکیلے ہیں باس۔ آپ کے لئے کافی بنا لاؤں''۔ مارلو نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ تم جا کر اپنے ساتھیوں کو بلا لاؤ اور ان سب کو لے کر کھنڈر کے پہلے والے تہہ خانے میں چلے جاؤ۔ وہاں جا کر تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی سرد لاشیں اٹھانی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی لاشیں اٹھا کر تم جنگل میں پھینک آؤ''۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

''یس باس۔ جیسا آپ کا حکم''...... مارلو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور اپنے ساتھیوں کو بلانے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی سرد پڑی لاشیں دکھائیں اور انہیں بھی وہی ہدایات دیں جو اس نے مارلو کو دی تھیں۔

''تم جب تک جا کر ان کی لاشیں ٹھکانے پر لگاؤ تب تک میں کسی کمرے میں جا کر ریسٹ کر لیتا ہوں۔ آدھی رات ہو چکی ہے اور میں اب کچھ دیر کے لئے سونا چاہتا ہوں''...... ریڈ مارٹن

نے کہا۔

''یس باس۔ آپ ریسٹ کر لیں۔ ہم ان کی لاشیں ٹھکانے لگا کر واپس آ کر خود ہی سارے راستے بند کر لیں گے''...... مارلو نے کہا۔

''تم اس مشین کو چلانا جانتے ہو''...... ریڈ مارٹن نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ یہ ویسی ہی مشین ہے جیسی کھنڈر کے پہلے والے تہہ خانے میں ہے۔ اس مشین کو میں ہی آپریٹ کرتا تھا''...... مارلو نے کہا۔

''تو کیا تمہیں پہلے سے اس دوسری زمین دوز عمارت کے بارے میں پتہ تھا''...... ریڈ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ کاشارا نے مجھے سارا سیٹ اپ بتایا ہوا تھا لیکن انہوں نے مجھے سختی سے اس بات سے منع کر رکھا تھا کہ اس سیٹ اپ کے بارے میں آپ کو میں کچھ نہ بتاؤں۔ میں اسی لئے خاموش تھا لیکن آپ نے اس عمارت کو خود ہی دریافت کیا ہے اس لئے اب میں بھلا کیا کر سکتا ہوں''...... مارلو نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ اب جاؤ۔ میں بھی آرام کرنے جا رہا ہوں'' ریڈ مارٹن نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ریڈ مارٹن نے پہلی عمارت کی طرف جانے والے راستے

اوپن کیئے اور پھر اس نے اسکرین آف کی اور اٹھ کر کنٹرول روم سے نکلتا چلا گیا۔ وہ واقعی بری طرح سے تھکا ہوا تھا اور اس پر نیند بھی غالب آ رہی تھی اس لئے اس نے اب کچھ دیر ریسٹ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فریز ہوتے دیکھ لیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس طرح فریز ہونے کے بعد ان میں کسی ایک کا بھی زندہ بچنا ناممکن ہو گا۔

عمران اور اس کے ساتھی کمرے کے فرش پر اس طرح پڑے ہوئے تھے جیسے وہ واقعی مر چکے ہوں اوران کی لاشیں بھی برف سے جم گئی ہوں۔ اگرچہ انہیں ٹھنڈک کا احساس ہو رہا تھا لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ واقعی جم جاتے۔ عمران کے اشارے پر انہوں نے ایسی اداکاری کرنی شروع کر دی تھی جیسے وہ واقعی برف کے مجسمے بن گئے ہوں۔ اسی لمحے کمرے کی لائٹ آن ہوئی اور انہوں نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ عمران کا رخ دروازے کی طرف ہی تھا۔ اس نے دیکھا چار آدمی اندر داخل ہو رہے تھے۔ مارلو اور اس کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ وہ سب کے سب جو مُردوں کی طرح سرد پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یکلخت ایک ساتھ اچھل کر کھڑے ہو گئے اور مارلو اور اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ چاروں آدمی لمبے لیٹے نظر آئے۔

''صفدر۔ تم کمرے کے باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ کہیں ان کا کوئی ساتھی دروازہ باہر سے بند نہ کر دے''...... عمران نے صفدر سے کہا۔

''اوکے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔ عمران نے گرنے والوں کی کنپٹیوں پر ایک ایک ضرب لگا دی تاکہ وہ جلد ہوش میں نہ آ جائیں البتہ ایک آدمی سیدھا کر کے بیٹھا دیا گیا۔

''اپنا نام بتاؤ۔ جلدی''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''مم مم۔ مارلو۔ میرا نام مارلو ہے''...... اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا

''اور کتنی مار کھانی ہے جو کہہ رہے ہو مارلو اور مارلو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''مارلو نہیں۔ مارلو''...... اس آدمی نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ تمہارا باس ریڈ مارٹن کہاں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ وہ۔ وہ''...... مارلو نے ہکلا کر کہا تو عمران کا ہاتھ گھوما اور کمرہ چٹاخ کی آواز کے ساتھ مارلو کے منہ سے نکلنے والی زور دار چیخ سے گونج اٹھا۔

''جلدی بتاؤ ورنہ میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''وہ دوسری زمین دوز عمارت میں ہے''...... مارلو نے خوف

سے کانپتے ہوئے کہا۔

''چلو ہمیں دوسری عمارت میں لے چلو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ مارلو اب تک انہیں آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا۔ شاید اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ مرے ہوئے انسان بھی زندہ ہو سکتے ہیں۔ وہ اسے اٹھا کر کمرے سے باہر لے آئے۔

''اگر تم فوراً ہمیں اپنے باس تک نہ لے گئے تو تمہارا انجام بے حد بھیانک ہو گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ آگے آگے چل پڑا۔ خفیہ راستوں سے گزار کر وہ انہیں دوسری عمارت میں لے آیا۔

''باس کا کمرہ یہ ہے لیکن اب وہ یہاں ملے گا نہیں''۔ مارلو نے ایک کمرے کے پاس آ کر کہا۔

''کیوں بھاگ نکلا کیا''...... عمران نے کہا۔

''صاف ظاہر ہے۔ جب مردے اٹھ کر لڑنا شروع کر دیں تو باس کو تو بھاگنا ہی پڑے گا''...... مارلو نے منہ بنا کر کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''خیر۔ دروازہ کھولو اور تم سب جا کر دوسرے کمروں میں دیکھو۔ یہاں جو نظر آئے اسے گولی سے اڑا دینا اور آفاق زبیری کو بھی تلاش کرو''...... عمران نے پہلے مارلو سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور تیزی سے راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔ اب وہاں عمران اور مارلو رہ گیا

تھااور اسے سنبھالنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

"چلو۔ آگے بڑھ کر دروازہ کھولو۔ جلدی کرو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو مارلو دروازے کی طرف بڑھا ایک بار اس نے مڑ کر ان کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"کھول دو دروازہ۔ اگر ریڈ مارٹن نے اندر سے فائرنگ کی تو اس کے پہلے شکار تم ہی بنو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر مارلو پریشان ہو گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لی تھیں جیسے اسے ڈر ہو کہ وہ جیسے ہی اندر داخل ہو گا باس اس پر یقیناً فائرنگ کر دے گا اور اگر وہ آنکھیں بند رکھے گا تو گولیاں اسے نہیں دیکھ سکیں گی لیکن اندر سے فائرنگ نہ ہوئی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کمرہ خالی تھا۔

"ارے یہ کیا۔ کمرہ تو خالی ہے۔ باس کہاں گیا۔ میں نے تو اسے اسی کمرے میں جاتے دیکھا تھا۔ وہ تھکا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ریسٹ کرنا چاہتا ہے"...... مارلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے کہ تمہارا باس بھاگ گیا ہے۔ مجھے اس سے بزدلی کی امید نہیں تھی"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اس پر مجھے بھی حیرت ہے"...... مارلو نے کہا۔

"چلو باہر آؤ"...... عمران نے کہا تو وہ باہر آ گئے۔ عمران ـ

ان کے ساتھ سارے کمرے اور پھر پوری عمارت چھان ماری لیکن ریڈ مارٹن وہاں موجود نہ تھا اور نہ ہی اسے اور اس کے ساتھیوں کو کہیں پر آفاق زبیری دکھائی دیئے۔ ریڈ مارٹن کو شاید پھر سے ان کے یہاں آنے کا علم ہو گیا تھا اور وہ کسی تیسرے راستے سے وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور جاتے ہوئے وہ آفاق زبیری کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

"اب کس راستے سے وہ باہر گیا ہے"...... عمران نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میرے علم میں تو یہ دو زمین دوز عمارتیں ہی ہیں۔ یہاں سے کوئی تیسرا راستہ بھی نکلتا ہے اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے"...... مارلو نے کہا۔ عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سچائی کی جھلک تھی۔

"اوکے۔ تو یہ بتاؤ کہ آفاق زبیری کا کیا معاملہ ہے۔ تمہارا باس انہیں اغوا کر کے کہاں لے جانا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے یہ بات بھی معلوم نہیں ہے"...... مارلو نے کہا۔

"کیا کہا۔ معلوم نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... مارلو نے کہا۔

"جب وہ اس کے بازو سلاخ سے داغنے کی تیاری کر رہے تھے تو ان کا اس سے کیا مطالبہ تھا"...... عمران نے جھلا کر پوچھا۔

"صرف اتنا کہ زبان کھولتے ہو یا نہیں اور ہر بات کے جواب

میں اس نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب سلاخ والے اس کے نزدیک پہنچ گئے تھے۔ اس وقت بھی یہی محسوس ہوا تھا کہ وہ زبان نہیں کھولے گا۔ ایسے میں تم نے فائرنگ کر کے سات افراد کو ہلاک کر دیا''...... مارلو نے کہا۔ اس دوران عمران کے ساتھی مارلو کے باقی تینوں ساتھیوں کو بھی ہوش میں لا کر وہیں لے آئے تھے۔

''گویا تم میں سے کوئی یہ بات نہیں جانتا کہ تمہارا باس ان سے کیا معلوم کرنا چاہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ۔ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے''...... مارلو نے کہا۔

''اچھی بات ہے جولیا۔ تم چیف کو کال کر کے ساری صورتحال بتا دو اور چیف سے کہو کہ وہ باقی ساتھیوں کو بھی یہاں بھیج دیں اور تم سب نے اس پورے کھنڈر کی پوری طرح چیکنگ کرنی ہے۔ ٹائیگر تمہارا کام اس عمارت میں نصب آلات کا جائزہ لینا ہے کہ آخر یہ سب کیسے آلات اور مشینیں ہیں۔ مجھے ان سب کی جلد سے جلد رپورٹ چاہئے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ارے یہ کیا پڑا ہے''...... ایسے میں جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جہاں فرش پر ایک والٹ پڑا تھا۔

''یہ۔ یہ کس والٹ کا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کا ہے''۔ عمران

نے مارلو اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نن۔ نہیں۔ یہ ہمارا نہیں ہے''...... ان سب نے انکار میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے والٹ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے کھول کر دیکھا۔ پھر اس میں موجود چیزیں نکالنی شروع کر دیں۔ والٹ میں کچھ کرنسی نوٹ نظر آئے۔ کرنسی نوٹ دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس میں ایک نوجوان کی تصویر بھی تھی۔ کرنسی نوٹ کافرستانی تھے اور تصویر بھی ایک کافرستانی نوجوان کی تھی اس کے پیچھے نام اور پتا بھی لکھا ہوا تھا تصویر والے نوجوان کا نام راج ناتھ تھا۔

''اس کا مطلب ہے۔ آفاق زبیری کو اغوا کرنے والے کافرستانی ہیں اور یہ والٹ اس ریڈ مارٹن کے کسی ساتھی کا ہے تو پھر وہ سا کال تنظیم۔ وہ سب کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عجیب گورکھ دھندا ہے۔ ہر لمحے نئی سے نئی اور حیرت انگیز باتیں سامنے آ رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ تصویر ریڈ مارٹن کی تو نہیں ہے''...... تنویر نے کہا۔

''تو پھر کس کے ہے یہ تصویر''...... عمران نے کہا اس نے تصویر مارلو اور اس کے ساتھیوں کو دکھائی۔

''نہیں۔ ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں''...... مارلو نے کہا۔ اس کے ساتھیوں کا بھی یہی

جواب تھا۔

''تو پھر یہ ریڈ مارٹن یقیناً میک اپ میں فرضی نام کے ساتھ یہاں موجود ہو گا اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آفاق زبیری کے دشمن کافرستانی ہیں۔ سرحد عبور کرتے ہوئے انہوں نے جس ایجنٹ کو گرفتار کیا تھا اور پھر موت کے گھاٹ اتار کر دفن کر دیا تھا۔ وہ بھی کافرستانی تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ ان سے کیا چاہتے ہیں۔ آفاق زبیری صاحب کا خیال ہے کہ یہ لوگ ان سے انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اگر مقصد انتقام لینا تھا تو زبان کھلوانے کے لئے بازوؤں کا سلاخوں سے داغنا عجیب بات ہے اور پھر انہیں اب تک زندہ رکھنے کی وجہ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اگر ان سے انتقام ہی لینا ان کا مقصد ہے تو پھر اب تک انہیں آفاق زبیری کو ہلاک کر دینا چاہیئے تھے۔ مارلو کے کہنے کے مطابق ریڈ مارٹن اور کرنل کاشارا انہیں بار بار زبان کھولنے کا کہہ رہے تھے اور وہ اس سے انکار کرتے آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ آفاق زبیری سے کافرستانی نوجوان کے بارے میں کوئی بات معلوم کرنا چاہتے ہوں اور اس کے بعد انتقام لینے کے لئے مار ڈالیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن وہ بات کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو آفاق زبیری بتا سکتے ہیں یا پھر یہ ریڈ مارٹن جو کافرستانی

ہے اور جس کا اصل نام راج ناتھ ہے۔ آفاق زبیری سے جب ہماری بات ہوئی تھی۔ اس وقت تو انہوں نے بس اتنا ہی بتایا تھا کہ ان کے ساتھیوں نے سرحد پار کرتے ہوئے کسی کافرستانی ایجنٹ کو گرفتار کیا تھا اور ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ اس وقت کیپٹن تھے۔ انہوں نے اسے گولی مار کر دفن کرنے کا حکم دے دیا اور بس۔ اب اس میں تو انتقام والا کوئی مسئلہ نہیں بنتا''...... جولیا نے کہا۔

''ان باتوں کو چھوڑو۔ ہمارا پہلا کام فوری طور پر مجرموں تک پہنچنا ہے۔ جب مجرم ہاتھ لگ جائیں گے تو ہم ان سے اصل بات معلوم ہو جائے گی اور پھر دوسرا کام آفاق زبیری کو ان کے ہاتھوں سے بچانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ دیکھیں باس۔ جوتوں کے بہت سے نشانات۔ یہ نشانات کم از کم ہمارے جوتوں کے نہیں ہیں''...... اسی لمحے ٹائیگر نے کہا تو وہ چونک پڑے۔ ٹائیگر باہر کی راہداری میں جاتے ہوئے جوتوں کے نشانوں کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور غور سے جوتوں کے ان نشانوں کو دیکھنے لگا پھر وہ ان جوتوں کے نشانات کے ساتھ ساتھ چلنا شروع ہو گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ راہدری آگے جا کر بند ہو گئی تھی اور جوتوں کے نشان بھی اس دیوار کے پاس آ کر رک گئے تھے۔

''اس کا مطلب ہے کہ تیسرا راستہ اس دیوار کے پیچھے ہے''۔

عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں چیک کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک جگہ ایک ابھار محسوس کرتے ہی اس نے اسے پریس کیا تو اچانک ہلکی سی آواز کے ساتھ دیوار کسی شٹر کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی اور ان کے سامنے ایک سرنگ آ گئی۔ سرنگ زیادہ طویل نہ تھی۔ سرنگ کی زمین پختہ تھی اور اس پر چونکہ کافی دھول مٹی جمی ہوئی تھی اس لئے انہیں وہاں بھی جوتوں کے نشان واضح دکھائی دے رہے تھے۔ جوتوں کے دباؤ سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ کوئی آدمی کسی بھاری چیز کو اٹھا کر لے گیا ہے اور وہ بھاری چیز آفاق زبیری کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان نشانوں کے پیچھے چلتے ہوئے سرنگ کی دوسری دیوار کے پاس آ گئے۔ ٹائیگر نے پھر دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر ابھار محسوس کرتے ہی اسے دبایا تو وہاں بھی دیوار کھل گئی۔ اس بار دیوار کھنڈر سے کچھ دور جنگل میں کھلی تھی۔ وہاں ہر طرف گھنے درخت اور جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ باہر آئے اور پھر پیروں سے کچلی ہوئی جھاڑیاں دیکھ کر وہ آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ جنگل سے باہر سڑک پر پہنچ گئے۔ سڑک پر ایک کار کے ٹائروں کے نشان دیکھ کر وہ رک گئے۔

''شاید ریڈ مارٹن نے کرنل کاشارا سے بات کی تھی۔ اس نے ریڈ مارٹن کو اس راستے کے بارے میں بتایا ہو گا اور پھر وہ خود

یہاں آ گیا ہو گا۔ اس نے ریڈ مارٹن سے آفاق زبیری کو اٹھا کر یہاں لانے کے لئے کہا ہو گا اووہ خود کا رلے کر یہاں موجود ہو اور پھر وہ انہیں کار میں لے کر نکل گیا ہو گا''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہمیں رکنا نہیں چاہئے۔ یہ سڑک دھول آلود ہے۔ اس طرف کوئی نہیں آتا۔ یہ نشان دور تک ہوں گے۔ ہمیں ٹائروں کے ان نشانات کا بدستور پیچھا کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ وہ قریب کہیں کسی دوسری عمارت میں گئے ہوں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سڑک پر مخصوص کار کے ٹائروں کے نشانات کا پیچھا کرنا شروع ہو گئے لیکن تھوڑی دور چلنے کے بعد ہی انہیں رکنا پڑا۔ کیونکہ آگے سڑک صاف تھی اور وہاں سے ٹائروں کے نشان بھی ختم ہو گئے تھے۔

''ختم کرو اور چلو شہر چلیں''...... عمران نے کہا۔

''ہماری کاریں وہیں جنگل میں ہیں لیکن ان کے ٹائر برسٹ ہیں۔ ہم شہر کیسے جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''کیپٹن شکیل، صالحہ یا پھر نعمانی اور خاور کو کال کر لو۔ ان سے کہو کہ وہ دو کاریں لے کر آئیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو فون پر کال کرنے کی بجائے ان سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے انہیں ہدایات دینی شروع کر دی۔

”عمران صاحب۔ میرے خیال میں ریڈ مارٹن یا راج ناتھ، آفاق زبیری کو کرنل کاشارا کی فیکٹری میں لے گیا ہے جہاں وہ تنویر کو لے گیا تھا۔ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ فوراً اس فیکٹری پر جا کر ریڈ کرنا چاہئے۔ اگر کرنل آفاق زبیری وہاں ہوا تو اسے بازیاب کرانا آسان ہو جائے گا اور ہمیں فیکٹری کے مالک کے خلاف بھی ٹھوس ثبوت مل جائیں گے کہ مجرم تنظیم ساکال سے تعلق رکھتا ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”وہ اب وہاں نہیں ملے گا۔ جس طرح سے یہ ریڈ مارٹن نقلی ثابت ہوا ہے اسی طرح کرنل کاشارا بھی اصل نہ ہو گا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ یہ کافرستانی ایجنٹ ہیں جو بین الاقوامی تنظیم ساکال کے لئے کام کر رہے ہیں یا پھر اس تنظیم کا نام استعمال کر رہے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”تمہاری دوسری بات دل کو لگتی ہے۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ یہاں ساکال تنظیم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس تنظیم کی آڑ میں یہاں کافرستانی ایجنٹ ہی یہ سارا کھیل کھیل رہے ہیں اور ان کا مقصد آفاق زبیری کو اغوا کر کے لے جانے کا ہے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں“...... جولیا نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ جیسے اس سارے معاملے کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن اسے اس معاملے کا کوئی سر پیر ہی دکھائی نہ دے رہا ہو۔

ریڈ مارٹن سونے کے لئے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے منہ بنا کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون پر ان نون نمبر فلیش ہو رہا تھا اور یہ ان نون نمبر ظاہر ہے کرنل کاشارا کا ہی ہو سکتا تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

”ریڈ مارٹن بول رہا ہوں“...... ریڈ مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کہاں ہو ریڈ مارٹن تم اور تم نے ابھی تک مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی“...... دوسری طرف سے کرنل کاشارا کی تیز آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”میں آپ کو کیا رپورٹ دیتا باس۔ یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹا ہو گیا ہے“...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

”معاملہ الٹا ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو

نانسنس۔ مجھے تفصیل بتاؤ''...... کرنل کاشار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ریڈ مارٹن نے اسے تفصیل بتا دی جسے سن کر کرنل کاشارا بھی حیران رہ گیا۔

''یہ لوگ واقعی جادوگر ہیں۔ بہت بڑے جادوگر''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ان کی ساری جادوگری میں نے ان کی ناک کے راستے باہر نکال دی ہے باس۔ اب وہ کمرے میں برف سے جمے ہوئے پڑے ہیں۔ میں نے ان سب کو برفیلی ہوا سے جما کر ہلاک کر دیا ہے اور اس بار حقیقتاً وہ ہلاک ہو چکے ہیں''...... ریڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کہاں فریز کیا ہے تم نے انہیں''...... کرنل کاشارا نے چونکتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن نے دوسری زمین دوز عمارت کے دریافت ہونے۔ ان کے کھنڈر کے تہہ خانوں میں آنے اور پھر انہیں فریز بنانے کی ساری تفصیل بتا دی۔

''تو تم میری دوسری عمارت میں بھی پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں نے تو یہ عمارت سب سے ہی چھپائی ہوئی تھی۔ بہرحال تم نے جس کمرے میں انہیں فریز کیا ہے اس کمرے میں نہ تو فریز سسٹم موجود ہے اور نہ ہی سرد ہوائیں چلانے والا کوئی سسٹم۔ اس کمرے میں محض برف جیسی پھوار پڑتی ہے لیکن وہاں کا ہیٹ سسٹم فوری طور پر کمرے کی ٹھنڈک کو ختم کر دیتا ہے۔ وہاں کسی انسان کو

تو کیا پانی کو بھی نہیں جمایا جا سکتا ۔ ہے''...... کرنل کاشارا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے انہیں سرد ہوتے اور برف کی طرح جمتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا''...... ریڈ مارٹن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''تم نے انہیں مشین پر دیکھا ہو گا۔ اس مشین میں تھوڑا سا فالٹ ہے اس کی پکچر کوالٹی میں فرق ہے اس لئے تمہیں یہ سب نظر آیا ہو گا ورنہ ایسا کچھ نہیں ہوا ہو گا۔ تم فوراً اپنے آدمیوں کو ان کے پاس جانے سے روکو۔ اگر وہ کمرہ کھول کر اندر گئے تو تمہارے آدمی جن افراد کو مردہ اور فریز شدہ سمجھ رہے ہوں گے وہ یکلخت زندہ ہو کر ان پر پل پڑیں گے اور ان لوگوں کو تم تک پہنچنے میں دیر نہ لگے گی''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن بری طرح سے اچھل پڑا۔

وہ مڑا اور تیزی سے بھاگتا ہوا واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے فوراً مشین اور اس کی اسکرین آن کی اور پھر یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ کمرے میں واقعی عمران اور اس کے ساتھی اصل حالت میں تھے جبکہ اس کے ساتھیوں پر انہوں نے قابو پالیا تھا۔ عمران نے مارلو کو گردن سے پکڑ رکھا تھا اور اس سے سخت انداز میں بات کر رہا تھا۔ ریڈ مارٹن نے مشین کے بٹن پریس کر کے جلد سے جلد تمام راستے بند کرنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھی کمرے سے نکل کر دوڑتے ہوئے اس عمارت میں آنے والی

راہداری میں آ گئے۔

''وہ۔ وہ آ گئے ہیں باس''...... ریڈ مارٹن نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ جلدی کرو۔ فوراً راہداری میں آؤ اور سامنے والی دیوار کے پاس پہنچ جاؤ۔ جلدی''...... کرنل کاشارا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو ریڈ مارٹن مشین آف کئے بغیر تیزی سے بھاگتا ہوا باہر آیا اور اس راہداری میں پہنچ گیا جس کے بارے میں کرنل کاشارا نے اسے بتایا تھا۔ کرنل کاشارا مسلسل اس سے رابطے میں تھا۔

''آفاق زبیری کو اٹھا کر ساتھ لے لو''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن تیزی سے ایک کمرے میں گھس گیا اور جب وہ باہر آیا تو اس کے کاندھے پر آفاق زبیری لدا ہوا تھا۔

''میں نے آفاق زبیری کو اٹھا لیا ہے باس اور میں دیوار کے پاس موجود ہوں جس کے بارے میں آپ نے بتایا تھا''۔ ریڈ مارٹن نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل کاشارا نے اسے دیوار کے مخصوص حصے پر موجود ابھار پریس کرنے کا کہا۔ ریڈ مارٹن نے اس جگہ ابھار دیکھ کر اسے پریس کیا تو دیوار کسی شٹر کی طرح کھل گئی۔ سامنے ایک سرنگ تھی۔ ریڈ مارٹن تیزی سے آگے بڑھا۔ جیسے ہی وہ آگے آیا اسی لمحے اس کے عقب میں دیوار نیچے آ گئی اور راستہ بند ہو گیا۔ دیوار بند ہوتے دیکھ کر ریڈ مارٹن کے چہرے پر سکون کے تاثرات آ گئے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی اگر دوسری عمارت

میں پہنچ بھی گئے تو وہ ان کے ہاتھ نہ لگ سکتا تھا۔

کرنل کاشارا کے کہنے پر وہ سرنگ میں آگے بڑھا اور دوسری دیوار کے پاس آ گیا۔ یہاں بھی اس نے دیوار پر موجود ایک ابھار سا پریس کیا تو یہ دیوار بھی کھل گئی۔ سامنے جنگل تھا۔ درختوں اور جھاڑیوں سے بھری ہوئی جگہ پر آتے ہی اس کے عقب میں دوسری دیوار بھی بند ہو گئی۔

''اب تم ناک کی سیدھ میں چلتے رہو۔ جنگل سے نکلتے ہی تم سڑک پر پہنچ جاؤ گے۔ تمہارے پہنچنے تک میں کار لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور وہ کرنل آفاق زبیری کو اٹھائے چلتا رہا اور پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ سڑک کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کرنل آفاق زبیری کو زمین پر لٹا دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اسے ایک سیاہ رنگ کی کار وہاں آتی دکھائی دی۔ ریڈ مارٹن، آفاق زبیری کو لے کر جھاڑیوں میں چھپ گیا۔ کار آگے آ کر سڑک کے کنارے پر رک گئی۔ اسی لمحے ریڈ مارٹن کو ایک بار پھر کال موصول ہوئی۔ ریڈ مارٹن نے کال اٹنڈ کی تو یہ کرنل کاشارا کی ہی کال تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ سڑک کے کنارے پر سیاہ کار میں موجود ہے۔ اگر وہ سڑک کے کنارے پر پہنچ چکا ہے اور اس نے سیاہ کار دیکھ لی ہے تو وہ بلا خوف اس کار میں آ جائے۔ چنانچہ ریڈ مارٹن نے آفاق

زبیری کو ایک بار پھر اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسے دیکھ کر کرنل کاشارا نے اس کے لئے کار کے پچھلے دروازے کھول دیئے۔ ریڈ مارٹن نے بے ہوش آفاق زبیری کو کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور پھر وہ کار کے گرد گھوم کر دوسری طرف آیا اور کار کی سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

”وہ لوگ تمہارے پیچھے تو نہیں آئے“...... کرنل کاشارا نے ریڈ مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی تک تو نہیں آئے لیکن ان سے وہ خفیہ سرنگ بھی چھپی نہیں رہے گی جو جنگل کی طرف نکلتی ہے“...... ریڈ مارٹن نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب یہ دونوں عمارتیں ان کی نظروں میں آ گئی ہیں۔ مجھے ان سے ہاتھ دھونا ہی پڑیں گے“...... کرنل کاشارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ نے مجھے دوسری عمارت کے بارے میں کیوں نہیں بتایا تھا“...... ریڈ مارٹن نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی تھی“...... کرنل کاشارا نے خشک لہجے میں کہا تو ریڈ مارٹن خاموش ہو گیا۔

”اب آپ مجھے اور کرنل آفاق زبیری کو کہاں لے جا رہے ہیں“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”نئے ٹھکانے پر“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”نیا ٹھکانہ۔ وہ فیکٹری“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”اوہ نہیں۔ فیکٹری تنویر دیکھ چکا ہے اس لئے وہ بھی ہمارے لئے محفوظ جگہ نہیں ہے“...... کرنل کاشارا نے کہا۔

”تو کیا آپ کو اب اس فیکٹری کا بھی نقصان برداشت کرنا پڑے گا“...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

”وہ میری فیکٹری نہیں تھی۔ اس پر میں نے قبضہ کیا تھا۔ تم میرا یہ جو چہرہ دیکھ رہے ہو یہ اسی فیکٹری کے مالک کا ہے۔ میں نے وہاں جا کر اسے ہلاک کر دیا تھا اور اس کا میک اپ کر کے وہاں چھپ گیا تھا اور اس فیکٹری کو میں نے اپنا عارضی ٹھکانہ بنا لیا تھا“۔ کرنل کاشارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چہرہ تو میرا بھی اصل نہیں ہے باس“...... ریڈ مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جانتا ہوں۔ تمہارے بارے میں بگ باس نے مجھے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ تمہارا اصل نام راج ناتھ ہے اور تم کافرستانی سپیشل ایجنٹ ہو“...... کرنل کاشارا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”گھبراؤ نہیں۔ جس طرح تم کافرستانی ایجنسی ساکال کے ایجنٹ ہو اسی طرح میرا بھی اسی ایجنسی سے تعلق ہے اور میں بھی ساکال

ایجنسی کا چیف ایجنٹ ہوں‘‘...... کرنل کاشارا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریڈ مارٹن کے چہرے پر اور زیادہ حیرت ابھر آئی۔

’’یہ اتفاق کی بات ہے کہ ساکال کافرستان کی ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا نام بھی ہے اور اسی نام کی ایک مجرم تنظیم صامالیہ میں بھی کام کر رہی ہے جو انتہائی باوسائل اور فعال تنظیم ہے اور تیزی سے پوری دنیا میں اپنے قدم جما رہی ہے۔ بگ باس نے مجھے اور تمہیں میک اپ میں یہاں اسی لئے بھیجا تھا تاکہ جب ہم اپنا مشن مکمل کریں تو کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کارروائی کافرستانی ایجنسی ساکال کی طرف سے کی گئی ہے۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پاکیشیا کی کسی بھی ایجنسی کو یہی معلوم ہو کہ یہاں ہونے والی کارروائی صامالیہ کی مجرم تنظیم ساکال نے کی ہے اور پھر وہ آفاق زبیری کی تلاش میں صامالیہ کی مجرم تنظیم کے پیچھے بھاگتے رہیں‘‘۔ کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

’’لیکن اس کرنل آفاق زبیری کا اصل چکر ہے کیا۔ بگ باس اسے زندہ حالت میں کیوں گرفتار کرانا چاہتا ہے۔ کیا واقعی اس کے جسم میں کوئی ڈیوائس لگی ہوئی ہے جس میں اہم فارمولا ہے‘‘۔ ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’نہیں۔ یہ صرف فرضی کہانی ہے اور کچھ نہیں‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن کے چہرے پر اور زیادہ حیرت لہرانے لگی۔

’’تو پھر سچ کیا ہے‘‘...... ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

’’سچ میں بھی نہیں جانتا۔ مجھے بس حکم دیا گیا تھا کہ آفاق زبیری کو زندہ اغوا کرنا ہے اور اسے جلد سے جلد گریٹ لینڈ پہنچانا ہے۔ گریٹ لینڈ میں چیف کے آدمی موجود ہوں گے۔ وہ ہم سے آفاق زبیری کو وصول کریں گے اور ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد آفاق زبیری کو کہاں لے جایا جائے گا اور اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا اس کے بارے میں بگ باس نے مجھے کوئی تفصیل نہیں بتائی ہے اور نہ ہی مجھے معلوم ہے‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا۔

’’بڑا ہی پراسرار اور عجیب سا کھیل ہے جو بگ باس ہم سے کھیل رہے ہیں‘‘...... ریڈ مارٹن نے کہا۔

’’ہاں۔ لیکن ہمیں اس میں اپنا سر کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جو مشن سونپا گیا ہے ہم وہ مکمل کریں گے اور بس‘‘...... کرنل کاشارا نے کہا تو ریڈ مارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’آپ چیف ایجنٹ ہیں جس کا مطلب ہے کہ آپ مجھ سے سینئر ہیں۔ کیا میں آپ سے آپ کا اصل نام پوچھ سکتا ہوں اور کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ پاکیشیا میں کب سے ہیں اور ان خفیہ ٹھکانوں پر آپ نے اس قدر اسلحہ کیوں جمع کر رکھا ہے‘‘۔ ریڈ مارٹن نے پوچھا۔

’’جو باتیں تمہیں معلوم نہیں ہیں انہیں راز میں ہی رہنے دو۔ نہ تم مجھ سے میرے راز پوچھو اور نہ میں تم سے تمہارے بارے میں

کچھ پوچھوں گا۔ تم میرے لئے ریڈ مارٹن اور میں تمہارے لئے کرنل کاشارا ہوں۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہو گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی''...... ریڈ مارٹن نے کہا اور پھر اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ اسے پہلے ہی نیند آ رہی تھی۔ آفاق زبیری کو اٹھا کر کار تک لانے کی وجہ سے وہ اور زیادہ تھک گیا تھا۔ اس لئے اس پر اس قدر نیند غالب آ گئی کہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے اور آنکھیں بند کرتے ہی وہ سو گیا اور اسے اس طرح سوتے ہوئے دیکھ کر کرنل کاشارا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''رات آپ نے فون کر کے بتایا تھا کہ آپ کا وقت خاصی بھاگ دوڑ میں گزرا ہے''...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صرف بھاگ دوڑ میں نہیں پریشانیوں، انوکھے تجربات اور نجانے کن کن حالات میں وقت گزرا ہے بہرحال جیسا بھی تھا گزر گیا ہے''...... عمران نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون گزر گیا ہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''وقت''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انہیں بھی اس معاملے میں دلچسپی ہو گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اس معاملے کا سر سلطان سے کیا تعلق''۔ عمران

نے چونک کر کہا۔

"ڈاکٹر عبدالغنی ان کے بھی دوست ہیں۔ انہوں نے ہی سر سلطان کو فون کر کے ساری صورتحال بتائی ہے۔ سر سلطان نے کہا تھا کہ ڈاکٹر عبدالغنی کافی پریشان ہیں اور وہ بار بار انہیں فون کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو پھر مجھے سر سلطان سے بات کر ہی لینی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"اس سے پہلے آپ ڈاکٹر عبدالغنی سے بات کر لیں تاکہ انہیں کچھ تو تسلی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔ اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں"......رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے فوراً ڈاکٹر عبدالغنی کی آواز سنائی دی جیسے وہ فون کے پاس ہے موجود ہوں اور انہوں نے گھنٹی بجتے ہی جھپٹ کر فون کا رسیور اٹھ لیا ہو۔

"عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر غنغنا صاحب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ عمران بیٹا۔ تم۔ یہ تم ہو۔ میں تمہاری ہی کال کا منتظر تھا۔ مجھے ہر بار فون کی گھنٹی بجنے پر یہی لگتا تھا کہ تمہارا فون ہو گا. مگر"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی نے تیز تیز بولتے ہوئے

کہا۔

"لیکن ہر بار آپ کے قرض خواہوں کی کال آتی ہو گی جسے سن سن کر آپ جھنجلاتے رہے ہوں گے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود ڈاکٹر عبدالغنی بے اختیار ہنس پڑے۔

"میرا کوئی قرض خواہ نہیں ہے۔ نہ میں کسی سے قرض لیتا ہوں اور نہ کسی کو قرض دیتا ہوں۔ میرے دوست احباب کے ہی فون ہوتے تھے بس"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ یہ بتائیں کہ آپ کس بات سے پریشان ہیں جو آپ بار بار بے چارے عمر رسیدہ سے بزرگ آدمی سر سلطان کو کال کر رہے ہیں۔ وہ صرف نام کے لئے سلطان ہے ان کے سر پر تاج نام کی کوئی چیز نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف موجود ڈاکٹر عبدالغنی بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ تمہارا ہی حوصلہ ہے عمران بیٹا جو تم سر سلطان کے بارے میں یہ سب کہہ دیتے ہو۔ ورنہ مجھ جیسے آدمی میں بھی ان سے ایسے انداز بات کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ بہرحال تم سے رابطہ نہ ہو رہا تھا تو میں نے تمہارے والد سر عبدالرحمٰن سے بات کی تھی۔ انہوں نے ہی مجھے مشورہ دیا تھا کہ ان سے زیادہ سر سلطان تمہیں زیادہ جانتے ہیں۔ اس لئے تمہارے بارے میں کچھ جاننا ہے تو میں سر سلطان کو کال کر لوں اور پھر میں نے یہی کیا۔ وہ میرے بھی دوست ہیں اور پھر جب سے آفاق زبیری غائب ہوا ہے مجھے کسی

کل چین نہیں آ رہا۔ میں ہر گھنٹے دو گھنٹے بعد سر سلطان کو کال کرتا ہوں تاکہ ان سے تمہارے بارے میں پوچھ سکوں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے صاف گوئی سے کہا۔ عمران کو ان کی یہی صاف گوئی پسند تھی۔ وہ کوئی بھی بات دل میں نہیں رکھتے تھے اور جو منہ میں ہوتا تھا کہہ دیتے تھے۔

''اچھا۔ مجھے بتاؤ عمران بیٹا۔ تم کہاں تھے۔ آفاق زبیری کہاں ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''وہ خیریت سے ہیں اور جلد ہی وہ آپ کے سامنے بھی آ جائیں گے۔ آپ کو ان کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی مجھے کچھ تو بتاؤ وہ ہیں کہاں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

''ہم نے انہیں ایک محفوظ ٹھکانے پر رکھا ہوا ہے۔ جب تک یہ سارا معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔ میرا مطلب ہے جب تک انہیں اغوا کرنے والے پکڑے نہیں جاتے اس وقت تک ان کا میرے پاس رہنا ہی بہتر ہو گا''...... عمران نے ٹالنے والے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ڈاکٹر عبدالغنی سے سچ کہا تو ان کے ہزاروں سوال شروع ہو جائیں گے جن کے جواب دینا اس کے لئے بھی ممکن نہ ہو گا۔

''کیا تم میری ان سے ایک بار بات کرا سکتے ہو''...... ڈاکٹر

عبدالغنی نے کہا۔

''فی الحال میں اپنے فلیٹ میں ہوں۔ جب آفاق زبیری صاحب سے ملنے جاؤں گا تو میں آپ سے ان کی بات کرا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''کب جاؤ گے ان کے پاس''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے اسی بے چینی سے پوچھا۔

''شاید کل صبح''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم نے انہیں محفوظ ٹھکانے پر رکھا ہے تو اچھا کیا ہے۔ کم از کم وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھنے سے تو محفوظ ہو جائے گا۔ بہرحال تم جب بھی ان کے پاس جاؤ تو میری ایک بار ان سے بات ضرور کرا دینا۔ اس کی آواز سن کر مجھے تسلی ہو جائے گی''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ضرور''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کے بارے میں کچھ پتہ چلا طاہر''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''نہ بھی پتہ چلا ہوتا تو میں اسے ڈھونڈ کر کان سے پکڑ کر سلطان

معظم کے سامنے پیش کر دیتا اور آپ سے بات نہ کرنے پر میں اسے اتنے جوتے لگاتا کہ ناک کے راستے اس کی ساری عمرانیت نکل جاتی“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”اوہ تو یہ تم ہو“...... دوسری طرف سے سر سلطان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جی ہاں۔تم ہی بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”تم بول رہا ہوں۔ کیا مطلب“...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

”آپ نے ہی کہا ہے اوہ یہ تم ہو تو میں نے بھی یہی جواب دیا ہے کہ ہاں میں تم ہی ہوں“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سر سلطان نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہارا شوخ پن بتا رہا ہے کہ حالات تمہارے کنٹرول میں ہیں اور آفاق زبیری تمہارے پاس ہی محفوظ ہیں“...... دوسری طرف سے سر سلطان نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”نہیں۔ یہاں آپ کا اندازہ غلط ہو گیا ہے جناب۔ آفاق زبیری میرے بلکہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”نکل چکے ہیں۔ کیا مطلب“...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

”مطلب واضح ہے کہ ہماری ہر ممکن کوشش کے باوجود مجرم انہیں اغوا کر کے اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب وہ کہاں ہیں یہ شاید میں تو کیا میرے عزیز رشتہ دار بھی نہیں جانتے ہیں“...... عمران نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر فرشتوں کی جگہ عزیز رشتہ داروں کا کہا تھا۔

”اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ میں تو تمہاری ان باتوں سے یہی سمجھا تھا کہ وہ محفوظ ہیں“...... سر سلطان نے یکلخت مایوسی بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں آپ کو ان میں کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے جو آپ ان کے لئے اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالغنی نے فون کر کر کے آپ کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو بے فکر رہیں۔ میں نے انہیں کال کر کے آپ کو دوبارہ کال نہ کرنے کا کہہ دیا ہے۔ اب وہ آپ کو کال کر کے تنگ نہیں کریں گے“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں ڈاکٹر عبدالغنی کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں عمران بیٹے“...... سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو پھر آپ اس طرح محترمہ سنجیدہ خاتون کیوں بنے ہوئے ہیں“...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”تمہیں شاید اصل حالات کا ابھی تک علم نہیں ہے“...... سر سلطان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''اصل حالات۔ کیا مطلب''...... اس بار چونکنے کی باری عمران کی تھی۔

''میں اس لئے پریشان ہوں کہ آفاق زبیری کی اہمیت اچانک بہت زیادہ بڑھ گئی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

'' آفاق زبیری کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بات فون پر نہیں بتائی جا سکتی۔ تم فوراً یہاں آ جاؤ۔ یہ بات سوائے میرے اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ آفاق زبیری کی اہمیت اچانک کیوں بڑھ گئی ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا تمہیں سر سلطان صاحب نے بتایا تھا کہ آفاق زبیری کی اہمیت اچانک کیوں بڑھ گئی ہے''...... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ وہ بس ہر بار آپ کے ہی بارے میں پوچھتے تھے۔انہوں نے اور میں نے آپ کو کئی بار کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ہر بار آپ کے سیل فون کے آؤٹ آف رینج ہونے کا ہی سگنل مل رہا تھا۔ شاید آپ کسی ایسے مقام پر تھے جہاں پر سیل فون کے سگنل نہیں تھے اور آپ نے جس مقام کے بارے میں بتایا ہے وہاں واقعی نہ کوئی سیل فون کام کرتا ہے اور نہ ہی شارٹ رینج ٹرانسمیٹر کیونکہ وہ سارا علاقہ گھنے درختوں میں گھرا ہوا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب کیا پروگرام ہے آپ کا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں پہلے ہی اس گورکھ دھندے کو سمجھ نہیں پا رہا ہوں اور اب سر سلطان نے نئی الجھن پیدا کر دی ہے کہ آفاق زبیری کی اہمیت بڑھ گئی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بلیک زیرو کو بتایا کہ وہ سر سلطان سے ملنے جا رہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں سوار سیکرٹریٹ کی جانب اڑا جا رہا تھا اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہ سر سلطان کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

''اگر سلطان معظم صاحب کو گراں نہ گزرے تو یہ عمران اپنی عمرانی سی صورت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتا ہے''۔ عمران نے دروازے پر آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سر سلطان جو ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے اس کی آواز سن کر چونک پڑے۔

''اوہ۔ عمران بیٹا تم۔ آؤ۔ آ جاؤ''...... سر سلطان نے کہا تو عمران آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو''...... سر سلطان نے کہا تو عمران میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور سر سلطان کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہے ہو"...... سر سلطان نے اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ کہ آپ کا نام سر سلطان ہے۔ میرا مطلب ہے کہ آپ سلطان کے بھی سر ہیں لیکن مجھے آپ کے کاندھوں پر صرف سر ہی دکھائی دے رہا ہے۔ سلطانوں والا جاہ و جلال آپ کے چہرے پر دکھائی ہی نہیں دے رہا اور میں آپ کے چہرے پر جاہ و جلال ہی ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو پھر اس کوشش میں تم ہمیشہ ناکام ہی رہو گے۔ میں جاہ و جلال والا سلطان نہیں ہوں۔ محض نام کا ہی سلطان ہوں اور حکومت نے مجھے سر کا خطاب دے کر سر سلطان بنا دیا ہے"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حکومت کے پاس کوئی کام نہ ہو تو یہی کرتی ہے جسے چاہے اٹھا کر سر بنا دیتی ہے۔ آپ کو سر کا خطاب دیا اچھا کیا لیکن انہوں نے یہی خطاب ڈیڈی کو دے کر میرے لئے بھی انہیں سر ڈیڈی بنا دیا ہے اور وہ سر بن کر ہر وقت میرے سر پر ہی سوار رہنے کی کوشش کرتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"سر ڈیڈی نہیں۔ سر عبدالرحمٰن"...... سر سلطان نے تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"میں ان کا بیٹا ہوں۔ اب میں تو انہیں سر عبدالرحمٰن نہیں کہہ سکتا نا۔ میرے لئے تو وہ سر ڈیڈی ہی ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ آپ ہنسے تو ورنہ جس طرح فون پر آپ پریشان تھے مجھے بھی سنجیدہ ہونے کا دورہ پڑنے والا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ معمولی باتوں سے پریشان ہونے والے تو نہیں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں عمران بیٹا۔ جب ڈاکٹر عبدالغنی نے مجھے فون کر کے پہلی بار آفاق زبیری کے بارے میں بتایا تو میں نے ان کی باتوں کو زیادہ اہمیت نہ دی۔ کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری تم نے لے لی تھی اور مجھے یقین تھا کہ تمہارے ہوتے ہوئے آفاق زبیری کو کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ پہلے مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کوئی ملکی اہمیت کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اب جبکہ انہیں اغوا کر لیا گیا ہے تو یہ بات معلوم ہوئی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اور وہ بات کیا ہے"...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سابق چیف سیکرٹری نے کچھ بہت اہم کاغذات ان کے حوالے کئے تھے اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ کاغذات مجھ تک

پہنچا دیں۔ دراصل ان کی نظروں میں آفاق زبیری بہت بااعتماد آدمی تھے۔ کسی اور پر وہ اعتبار نہ کر سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے وہ کاغذات ان کے حوالے کر دیئے اور اتفاق سے اسی روز سابق چیف سیکرٹری ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر ریسکیو ٹیم نے ہسپتال پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لا کر راستے میں ہی انتقال کر گئے۔ آفاق زبیری، سابق چیف سیکرٹری کے معتمد خاص تھے۔ اس لئے انہوں نے وہ دستاویزات آفاق زبیری کو اپنی رہائش گاہ میں بلا کر خفیہ طور پر دیئے تھے اور اس بات کا علم کسی تیسرے فرد کو نہیں تھا''...... یہاں تک کہہ کر سر سلطان خاموش ہو گئے۔

''تب پھر آفاق زبیری نے وہ کاغذات فوری طور پر آپ تک کیوں نہ پہنچائے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سابق چیف سیکرٹری کی موت آج سے ایک ماہ پہلے ہوئی تھی۔ انہوں نے ایک خط لفافے میں بند کر کے اپنی بیوی کو دیا تھا کہ وہ خط مجھے پہنچا دیا جائے لیکن ان کی بیوی اپنے شوہر کی اندوہناک موت کے صدمے کی وجہ سے وہ خط مجھ تک پہنچانا بھول گئی۔ اس طرح ایک ماہ گزر گیا۔ اب کل ان کی بیوی کو وہ خط یاد آیا تو اس نے فوراً مجھ تک وہ خط پہنچایا اور معذرت بھی مانگی۔ میں نے جب اس خط کو کھول کر پڑھا تو میری سٹی گم ہو گئی۔ کیونکہ آفاق زبیری کو اغوا کیا جا چکا تھا۔ پھر یہ اطمینان بخش خبر سنی کہ تم لوگ

مجرموں کے تعاقب میں ہو۔ اس لئے میں بار بار تم لوگوں کو فون کرتا رہا''...... سر سلطان نے کہا۔

''ہم انہی مجرموں کے ساتھ الجھے ہوئے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ آفاق زبیری صاحب نے وہ کاغذات فوری طور پر آپ تک کیوں نہیں پہنچائے''...... عمران نے کہا۔

''چیف سیکرٹری کا خط ملنے کے بعد میں نے صاحب کے گھر والوں سے رابطہ کیا۔ ان کی ڈائریاں وغیرہ چیک کرائیں ایک ماہ پہلے کی تاریخ میں انہوں نے لکھا ہے۔ میں وہ کاغذات لے کر سر سلطان کے پاس جا رہا تھا کہ راستے میں مجھ پر کچھ نامعلوم افراد نے حملہ کیا اور کاغذات چھین لئے۔ اب میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ سر سلطان کو یہ بات کس طرح بتاؤں۔ نہیں۔ میں انہیں یہ بات نہیں بتاؤں گا۔ میرے اور چیف سیکرٹری کے علاوہ اس راز سے واقف ہی کون ہے جب کوئی اور واقف ہی نہیں ہے تو مجھ پر کون شک کرے گا اور پھر یہ سب میری کسی غلطی سے تو ہوا نہیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھ پر حملہ ہو جائے گا تاہم یہ بات مجھے حد درجے پریشان کر رہی ہے کہ بہت قیمتی کاغذات دشمنوں کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ اللہ مجھے معاف فرمائے''...... یہاں تک کہہ کر سر سلطان خاموش ہو گئے۔

''اس کا مطلب ہے یہ لوگ جو آفاق زبیری صاحب کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں وہ انتقام کے لئے نہیں۔ ان کاغذات کے لئے

ان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ لل۔ لیکن پھر وہ ان سے اگلوانا کیا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ اگلوانا کیا چاہتے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی''۔ سر سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

''ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان کے دشمن ان سے کوئی بات اگلوانے کے لئے ان پر ظلم کر رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے پوری بات بتاؤ عمران۔ مجھے نہیں معلوم سابقہ چیف سیکرٹری نے جو کاغذات ان کے حوالے کئے تھے۔ ان کی اہمیت کیا ہے لیکن میرا خیال ہے۔ وہ بے حد اہم دستاویزات ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''پھر۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آفاق زبیری کو تلاش کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ انہیں ہر صورت میں تلاش کرو۔ وہ دستاویزات کس اہمیت کے حامل تھے ان کے سوا کوئی نہیں جانتا''...... سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں عمران بیٹا۔ کوشش نہیں۔ تمہیں ہر صورت میں آفاق

زبیری کو تلاش کرنا ہے اور بس''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں میں آفاق زبیری کو تلاش کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دوں گا''...... عمران نے کہا۔ وہ کچھ دیر بیٹھا رہا اور پھر اس نے سر سلطان سے چیف سیکرٹری کا نام اور ان کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھا۔ سر سلطان نے اسے بتایا کہ سابق چیف سیکرٹری کا نام حیدر سلطان تھا۔ عمران انہیں بخوبی جانتا تھا۔ اپنے دور میں وہ واقعی ایک بہترین چیف سیکرٹری رہ چکے تھے اور ان کا بہت نام تھا۔ عمران نے سر سلطان سے اجازت لی اور پھر وہ ان کے آفس سے نکلا اور اپنی کار میں آفیسر کالونی کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی رہائش گاہ میں تھا۔ اس نے اپنا تعارف انٹیلی جنس آفیسر کے طور پر کرایا تو اسے بڑے احترام سے ڈرائنگ روم میں لا کر بٹھا دیا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوہ اس سے ملنے آ گئی۔ وہ بے حد غمگین دکھائی دے رہی تھیں جیسے شوہر کی ناگہانی موت نے انہیں توڑ کر رکھ دیا ہو۔

''میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے اور میں آفاق زبیری کیس پر کام کر رہے ہیں۔ امید ہے آپ ہر ممکن تعاون کریں گی''۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ فرمائیں۔ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''دیکھیں۔ بات بہت سیدھی اور صاف ہے۔ محترم حیدر سلطان صاحب کے پاس کچھ بہت اہم دستاویزات تھیں۔ یہ دستاویزات وہ سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو پہنچانا چاہتے تھے لیکن کسی وجہ سے وہ خود یہ دستاویزات لے کر ان کے پاس نہیں جانا چاہتے تھے۔ ان کی نظروں میں آفاق زبیری بہت ایماندار تھے۔ چنانچہ دستاویزات انہوں نے صرف ان کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس دن دستاویزات آفاق زبیری کو دی گئیں۔ اسی روز حیدر سلطان صاحب ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں چل بسے۔ اب اس راز سے واقف صرف ایک آدمی رہ گیا اور وہ ہیں آفاق زبیری۔ آفاق زبیری وہ دستاویزات سر سلطان کو پہنچانے کے لئے نکلے تو راستے میں ان پر حملہ کیا گیا اور وہ دستاویزات ان سے چھین لی گئیں۔ جس پر وہ بہت پریشان ہو گئے لیکن یہ راز وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتے تھے۔ انہیں ڈائری لکھنے کی عادت تھی اس لئے انہوں نے اس روز کی ڈائری میں اس حادثے کے بارے میں بھی لکھ دیا۔ سر سلطان کے کہنے پر ان کی رہائش گاہ چیک کی گئی تو انہیں وہ ڈائری ملی جس میں ان کا اعتراف نامہ تحریر تھا۔ بہرحال میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ جب اس راز میں کوئی تیسرا شریک نہیں تھا تو پھر آفاق زبیری سے وہ دستاویزات کس طرح چھین لئے گئے۔ میرا مطلب ہے کہ دشمنوں کو اس بات کی خبر کیسے ہوئی کہ ان کے پاس اہم دستاویزات ہیں جنہیں وہ سر سلطان کو دینے جا رہے ہیں''...... عمران نے تفصیل

میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ یہ سوال مجھ سے کیوں کر رہے ہیں۔ میرا آفاق زبیری سے بھلا کیا تعلق''...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''آپ پھر میرے سوال پر غور کریں۔ آپ کے شوہر محترم حیدر سلطان صاحب نے دستاویزات آفاق زبیری کو دیں۔ اس بارے میں ان دونوں کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھا پھر آخر آفاق زبیری پر حملہ کیوں ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''اور میں پھر آپ سے پوچھ رہی ہوں۔ آپ آخر مجھ سے یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔ ان کے چہرے پر اب غصہ لہرانے لگا تھا۔

''اس لئے کہ اس سوال کا جواب میں آپ کے علاوہ اور کسی سے پوچھ ہی نہیں سکتا''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی''...... انہوں نے چونک کر اور حیرت سے کہا۔

''دیکھیں محترمہ۔ دستاویزات یہیں اسی گھر میں آفاق زبیری کے حوالے کی گئی تھیں نا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل ٹھیک''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''اور یہ بات بھی درست ہے کہ ان دونوں کے علاوہ یہاں کوئی تیسرا اس راز میں شریک نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

’’بالکل ٹھیک‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے فوراً کہا۔

’’لیکن ایک تیسری چیز گھر میں موجود تھی‘‘...... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

’’تیسری چیز۔ کیا مطلب۔ کون سی تیسری چیز‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

’’حیدر سلطان صاحب کا خط‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

’’اس خط میں انہوں نے لکھا تھا کہ انہوں نے کچھ بہت اہم دستاویزات آفاق زبیری کے حوالے کی ہیں۔ یہ خط سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو دے دیا جائے اور آپ کو وہ خط سر سلطان کو دینا تھا۔ ایسا ہی ہے نا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’بالکل ٹھیک۔ میرے شوہر نے وہ خط مجھے دیا تھا تاکہ میں اسے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو دے دوں۔ لیکن میں وہ خط سر سلطان کو دینا بھول گئی۔ دراصل شوہر کی موت نے مجھ پر اس قدر غم طاری کر دیا کہ کیا بتاؤں۔ ایک ماہ بعد جا کر یاد آیا کہ خط پوسٹ کرنا تھا‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

’’لیکن میں کچھ اور سوچنے پر مجبور ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہ کیا‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے پوچھا۔

’’یہ کہ آپ نے اس خط کا ذکر کسی سے کر دیا۔ اس نے کہا کہ خط ابھی سر سلطان کو نہ دیا جائے۔ پہلے وہ خط کو پڑھے گا۔ چنانچہ

آپ نے خط اسے دے دیا۔ اس نے احتیاط سے خط کھول کر پڑھ لیا۔ پھر یہ ہدایت دی کہ ابھی آپ اس خط کو سر سلطان کے حوالے نہ کریں۔ جب وہ کہے تب کریں۔ اس پر آپ نے اعتراض کیا کہ سر سلطان کیا کہیں گے تو اس شخص نے کہا کہ کہہ دینا غم کی وجہ سے بھول گئی تھی۔ دوسری بات اس نے یہ کہی کہ آپ خط نہ دیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ اس کے بارے میں کون سا کسی کو معلوم ہے لیکن آپ نے اس بات سے اتفاق نہ کیا اور کہا کہ ہو سکتا ہے۔ اس خط کے بارے میں بھی حیدر سلطان صاحب نے کسی کو بتا دیا ہو۔ کیونکہ وہ حد درجے محتاط انسان تھے اور ہر کام منصوبہ بندی سے کرتے تھے اس لئے خط تو سر سلطان کو دینا ہو گا۔ ہاں بھول جانے کا کہا جا سکتا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا‘‘...... یہاں تک کہہ کر عمران خاموش ہو گیا۔

’’اف میرے خدا۔ یہ آپ کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون ہے جسے میں نے خط دکھا دیا تھا اور کیوں‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

’’اس سوال کا جواب اگر میرے پاس ہوتا تو آپ کے ہاتھوں میں اس وقت ہتھکڑیاں نہ ہوتیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو پھر یہ صرف آپ کا ایک اندازہ ہے‘‘۔ بیگم حیدر سلطان نے غصے سے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس میں شک نہیں۔ یہ ایک اندازہ ہے لیکن میرے اندازے ذرا کم ہی غلط ہوتے ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہوتے تو ہیں نا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہاں ہوتے ہیں۔ بالکل ہوتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اندازہ بھی بالکل غلط ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا یہ اندازہ سو فیصد غلط ہے۔ اس لئے کہ میں نے وہ خط کسی کو نہیں دکھایا تھا۔ میں واقعی بھول گئی تھی''...... بیگم حیدر سلطان نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہوا ہو''...... عمران نے کہا۔ اس نے انہیں اللہ حافظ کہا اور پھر وہ وہاں سے نکل کر روانہ ہو گیا۔ باہر آتے ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

''یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ عمران نے اسے ساری بات بتائی جسے سن کر ٹائیگر حیران رہ گیا۔

''کیا واقعی یہ آپ کا اندازہ ہے یا آپ نے یہ بات یونہی کہہ دی تھی۔ اوور''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔ یہ میرا اندازہ ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تب پھر یہ اندازہ غلط نہیں ہو گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بہرحال تم فوراً سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچ جاؤ۔ تمہیں یہاں کی کڑی نگرانی کرنی ہے اور یہاں آنے والوں کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ یہاں سے کوئی کہاں جاتا ہے مجھے یہ ساری معلومات چاہئیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے کار ایک بار پھر آگے بڑھائی اور پھر اس کی کار برق رفتاری سے اڑی جا رہی تھی۔ جلد ہی وہ سیکرٹریٹ کے ٹاپ سیکریٹ سیل میں داخل ہو رہا تھا۔ ٹاپ سیکریٹ سیل کے ریکارڈ روم کا انچارج اسلم درانی تھا جو عمران کو بخوبی جانتا تھا۔ اس نے عمران کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔

''مجھے سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی پرسنل فائل درکار ہے۔ وہ فائل جس میں ان کی پرسنل معلومات ہیں۔ یہ کہاں پیدا ہوئے۔ کہاں تعلیم حاصل کی اور وہ کب چیف سیکرٹری کے عہدے تک پہنچے۔ ساری کی ساری ڈیٹیل چاہئیں مجھے اور وہ بھی فوراً''...... عمران نے کہا۔

''جی بہتر۔ چند منٹ لگیں گے''...... اسلم درانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فائل اس کے سامنے رکھ دی گئی۔

''عمران صاحب۔ میں نے ذاتی دوستی کی وجہ سے یہ فائل

آپ کو لا کر دی ہے۔ ورنہ کسی بھی آفیسر کی فائل غیر متعلق شخص کو دکھانا جرم تصور کیا جاتا ہے اور آپ نے تو ڈائریکٹ مجھ سے چیف سیکرٹری کی فائل نکلوائی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ یہ فائل یہاں سے نہ لے جائیں۔ یہیں بیٹھ کر پڑھ لیں ہاں اس کے بعض حصوں کی فوٹو کاپی اگر درکار ہیں تو وہ آپ کو کرا دی جائے گی''...... اسلم درانی نے کہا۔

''شکریہ۔ میں بس اسے یہیں دیکھ لوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا پھر وہ اس فائل میں گم ہو گیا۔ فائل پڑھ کر اسے شدید حیرانی ہو رہی تھی۔ اس نے اسلم درانی سے کہہ کر چند صفحات کی فوٹو کاپی کروائی اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ وہ دانش منزل کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے کار دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک کی جانب موڑی ہی تھی کہ اچانک ایک سیاہ رنگ کی کار تیزی سے اس کی کار کے قریب سے گزری۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت مشین گن کی تیز ریٹ ریٹ کی آواز سے گونج اٹھا۔ گولیاں ٹھیک عمران کی کار پر پڑیں اور ماحول انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

سیاہ کار سے عمران کی کار پر فائرنگ ہوئی تھی۔ گولیاں عمران کی کار سے ٹکرا کر اچٹتی ہوئی فٹ پاتھ کی طرف چلی گئی تھیں جہاں چند راہ گیر موجود تھے اور وہ گولیاں ان راہگیروں کو چاٹ گئی تھیں جن کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا تھا۔ عمران نے فوراً کار کو بریک لگائے اور کار سڑک کی سائیڈ پر روک لی لیکن دوسرے لمحے اس نے کار پھر بڑھائی اور پھر وہ دور جاتی ہوئی سیاہ کار کی طرف کار دوڑاتا لے گیا۔

سیاہ کار کی رفتار بے حد تیز تھی۔ ڈرائیور جیسے کار ہوا میں اُڑائے لے جا رہا تھا لیکن عمران کی کار بھی سپورٹس کار تھی۔ وہ رفتار بڑھاتا ہوا سیاہ کار کے عقب میں پہنچ گیا اگرچہ سیاہ کار کا ڈرائیور خاصا ماہر ڈرائیور تھا لیکن وہ عمران جتنا ماہر ہرگز نہیں تھا۔ نتیجہ یہ کہ جلد ہی عمران اس تک پہنچ گیا۔ اب دونوں کاریں ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ عمران اپنی کار، سیاہ کار کی سائیڈ پر لے آیا۔ اس نے دیکھا

کار میں دو آدمی سوار تھے۔ ایک کار چلا رہا تھا اوردوسرا بے فکری کے عالم میں سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھنے میں وہ دونوں عام اور بے ضرر سے آدمی لگ رہے تھے۔ عمران نے اپنی کار اس کار کے آگے لے جا کر یکلخت سڑک پر ترچھی کر کے روک لی۔ اس کی کار کے رکتے ہی سیاہ کار کے ڈرائیور نے بھی فوراً بریک لگا دیئے۔ اس کی کار کے ٹائر احتجاجاً چیختے ہوئے اور سڑک پر سیاہ لکیریں سی بناتے ہوئے یکلخت جم کر رک گئے۔ عمران فوراً کار سے نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا ان کی کار کی طرف آ گیا۔

''کار سے باہر نکلو۔ جلدی''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کیوں جناب۔ ہم نے کیا کیا ہے۔ آپ کون ہیں''۔ ڈرائیور نے چیختے ہوئے کہا۔

''تمہاری کار میں سے مجھ پر فائرنگ کی گئی ہے۔ نکلو باہر جلدی۔ ورنہ......'' عمران نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمیں آپ کی کار پر فائرنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کافی دیر سے ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔ کیا ہماری کار ایک لمحے کے لئے بھی آپ کی نگاہ سے اوجھل ہوئی تھی''...... دوسری سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا تو نہیں ہوا''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ نے ہمیں فائرنگ کرتے دیکھا تھا''...... اس نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ فائرنگ اسی کار سے کی گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ کو بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم شریف آدمی ہیں۔ بہرحال اگر آپ کو شک ہے تو آپ بے شک پولیس کو بلا لیں اور ان سے کہیں کہ ہماری تلاشی لے لیں۔ اگر ہمارے پاس سے کوئی بھی گن برآمد ہوئی تو آپ ہمیں اسی وقت گرفتار کرا دینا''...... ڈرائیور نے کہا اور دونوں کار سے باہر نکل آئے۔

''میرا تعلق پولیس سے ہی ہے''...... عمران نے غرا کر کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''اوہ۔ پھر آپ خود ہی ہمیں چیک کر لیں''...... دوسرے آدمی نے کہا تو عمران نے پہلے ڈرائیور اور پھر اس آدمی کی تلاشی لی۔ ان کے پاس کوئی گن نہ تھی۔ عمران نے ان کی کار کی تلاشی لی لیکن کار میں بھی اسے اسلحے کا نام و نشان تک نہ ملا۔ وہ چکرا گیا۔ اس نے ایک بار پھر ان دونوں کی تلاشی لی۔ لیکن کچھ نہ ملا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''یہ ایسے ہو سکتا ہے جناب کہ وہ کوئی اور سیاہ کار ہو گی اور آپ اس کار کی بجائے ہمارے پیچھے آ گئے ہوں گے''...... ڈرائیور نے کہا۔

''اس وقت وہاں آس پاس کوئی اور سیاہ کار نہیں تھی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے فائرنگ اس کار سے ہوتے دیکھی ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اس بات کو ثابت کریں کہ ہم نے ہی آپ پر فائرنگ کی تھی''...... دوسرے آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ اپنی دستاویزات دکھائیں''...... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے کار میں جا کر کار کا ڈیش بورڈ کھولا اور اس میں سے اپنا آئی ڈی کارڈ اور کار کے کاغذات نکال کر عمران کو دے دیئے۔ دوسرے آدمی نے بھی اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر عمران کو دے دیا۔ ان میں سے ایک کا نام رستم تھا دوسرے کا سہراب۔ گاڑی کے کاغذات بھی پورے تھے۔

''کیا اب ہم جا سکتے ہیں''...... رستم نے اس کی طرف دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ابھی نہیں۔ مجھے ایک بار پھر تمہاری کار کی تلاشی لینی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہماری کار میں کچھ نہیں ہے۔ آپ بلاوجہ ہمارا اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں''...... سہراب نے منہ بنا کر کہا۔

''ابھی پتہ چل جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے جیب سے پین نکالا اور اس کے کیپ کو مخصوص انداز میں گھما کر اوپر و حصہ انگوٹھے سے پریس کیا تو پین پر لگے دو چھوٹے چھوٹے بلد

جلنے بجھنے لگے۔

''اب یہ کیا ہے''...... سہراب نے چونک کر کہا۔

''سپیشل ڈیٹیکٹر''...... عمران نے کہا۔

''اس سے کیا ہوگا''...... رستم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جاتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ اسلحہ ٹریس کرنے کا آلہ ہے''...... رستم نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''ہاں یہی بات ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے کار کے مختلف حصوں کو پین سے چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اچانک پین سے تیز سیٹی کی آواز نکلی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''گڈ شو۔ تمہاری کار واقعی بے حد شاندار ہے۔ سپیشل بنوائی گئی ہے۔ اسلحہ یہاں ہے۔ اس جگہ خفیہ خانہ موجود ہے''...... عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے والے حصے میں موجود ایک اور خفیہ خانہ کھولتے ہوئے کہا۔ اس خفیہ خانے میں اسے دو مشین پسٹل دکھائی دیئے۔ اس نے دونوں مشین پسٹل نکال لئے۔ وہ مشین پسٹل لے کر رستم اور سہراب کی طرف مڑا اور پھر یہ دیکھ کر اس کی مسکراہٹ گہری ہو گئی کہ مشین پسٹل برآمد ہوتے ہی ان دونوں نے یکلخت سڑک پر دوڑ لگا دی تھی۔

''بچ کر کہاں جاؤ گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین پسٹل سے ان دونوں پر باری باری ایک ایک گولی چلائی

تو وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر گرے اور بری طرح سے تڑپنے لگے۔ عمران نے ان کی ٹانگوں پر گولیاں مار دی تھیں۔ وہ تیزی سے ان دونوں کی طرف بڑھا اور پھر ان کے سروں پر پہنچ گیا۔

"کیا ہوا۔ تم تو بہت دلیر بن رہے تھے"...... عمران نے کہا۔

"بس کیا کریں۔ غبارے سے ہوا نکل گئی ہے"...... سہراب نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"چلو۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہارے غباروں میں پھر سے ہوا بھر دوں گا"...... عمران نے مشین پسٹل جیب میں ڈال کر ان دونوں کو گردنوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں کھینچتا ہوا ان کی کار تک لے آیا اور زبردستی انہیں ان کی کار میں ڈال دیا۔

"اب تم کار چلا کر میرے ساتھ چلو گے۔ اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو مجھے تمہارے سروں میں گولیاں اتارنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا۔ بے موت مرنا نہیں چاہتے تو جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا کرو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری ہدایات پر عمل کریں گے"...... سہراب نے کراہتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں تمہیں جہاں لے جا رہا ہوں وہاں سب سے پہلے تمہاری مرہم پٹی کی جائے گی۔ اس کے بعد ہی میں تم سے بات کروں گا"...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنی کار میں آیا تو انہوں نے کار آگے بڑھا دی۔

عمران ان کی کار کے ساتھ ساتھ اپنی کار چلانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمران کے ساتھ رانا ہاؤس میں داخل ہو رہے تھے۔

"جوزف، جوانا۔ ان دونوں کو کار سے نکال کر بلیک روم میں لے جاؤ اور ان کی مرہم پٹی کرو"...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور آگے بڑھ کر انہوں نے دونوں زخمیوں کو کار سے نکالا اور انہیں لے کر بلیک روم کی طرف چلے گئے۔ عمران نے ایک بار پھر ان کی کار کی باریک بینی سے تلاشی لی لیکن اسے کار میں اور کچھ نہ ملا۔ پھر وہ بلیک روم کی طرف بڑھا۔ جوزف اور جوانا بلیک روم میں ان دونوں کی ٹانگوں پر مرہم پٹی کر رہے تھے۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں ان کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا کے ساتھ ساتھ بلیک روم کی دیواروں پر ایذاء رسانی کے پرانے اور جدید آلات دیکھ کر ان دونوں کی حالت غیر ہونا شروع ہو گئی تھی اور ان کے چہروں پر موت کا سا خوف دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم ہمیں کہاں لے آئے ہو اور یہ دونوں دیو کون ہیں"...... سہراب نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ٹھیک کہا۔ یہ دونوں دیو ہی ہیں اور دونوں ہی آدم خور ہیں۔ جس طرح بلی چوہے کو پکڑ کر اس سے کھیلتی ہے اور پھر اسے تھکا کر اس کے ٹکڑے کر کے کھا جاتی ہے یہ دونوں بھی ایسے ہی دیو ہیں۔ یہ پہلے تم جیسے تھرڈ کلاس بدمعاشوں کو شدید ترین اذیتیں

دے کر خوش ہوں گے اور پھر تم دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جائیں گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے رنگ زرد پڑ گئے۔

”کک کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو“...... رستم نے خوف بھری نظروں سے جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یقین نہیں تو ابھی دیکھ لینا۔ یہ تمہاری بینڈ تیج کریں گے اور پھر کوڑا لے کر آ جائیں گے۔ تم دونوں منخنی سے ہو اس لئے چند کوڑوں سے ہی تمہاری کھال اتر جائے گی پھر یہ تمہارے زخموں پر نمک مرچ ڈالیں گے تمہاری چیخیں سننے کے لئے۔ پھر تمہیں تڑپا تڑپا کر مارنے کے لئے یہ گرم سلاخوں سے تمہارے جسم کو داغیں گے پھر بھی انہیں سکون نہ آیا تو یہ خنجر سے تم دونوں کا ایک ایک رعشہ الگ کر دیں گے۔ پہلے تمہاری ناک کاٹیں گے، پھر کان، پھر یہ تمہارے گال کاٹ دیں گے اور اس کے بعد یہ اپنی انگلیاں نیزوں کی طرح تمہاری آنکھوں میں گھسا دیں گے اور تمہاری دونوں آنکھیں نکال دیں گے۔ اس کے بعد یہ اس وقت تک نہیں رکیں گے جب تک تمہارے جسم سے ایک ایک حصہ کٹنے کے بعد تمہاری جان نہیں نکل جاتی“...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ان دونوں کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔

”تت۔ تت۔ تم ہمیں ڈرا رہے ہو“...... رستم نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈرا نہیں رہا ان دونوں کے وحشیانہ انداز کے بارے میں بتا رہا ہوں“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”ہمیں ان سے بچا لو۔ ہم اس قدر شدید اذیتیں برداشت نہیں کر سکیں گے“...... سہراب نے کہا۔

”تو پھر جو سچ ہے وہ بتا دو۔ سچ بولنے والوں کے لئے یہ بے ضرر ہیں“...... عمران نے کہا۔

”بس پیسے لے کر جرم کرتے ہیں۔ کسی نے بڑی رقم دی تھی تمہیں ہلاک کرنے کے لئے“...... سہراب نے کہا۔

”یقین نہیں آیا۔ دوسری کہانی سناؤ“...... عمران نے کہا۔

”ایک ہی کہانی ہے۔ جو سنا دی۔ یقین نہیں تو چل کر ہمارے گھر کی تلاشی لے لیں۔ وہاں بڑی رقم مل جائے گی“...... سہراب نے کہا۔

”میں تمہارے گھر ضرور جاؤں گا۔ فکر نہ کرو۔ یہ بتاؤ مجھے ہلاک کرنے کے لئے تمہیں رقم کس نے دی تھی اور کتنی رقم تھی“۔ عمران نے پوچھا۔

”ہم دونوں کو دس دس لاکھ ملے تھے ایڈوانس اور اتنے ہی کام پورا ہونے کے بعد ملنے والے تھے اور یہ رقم ہمیں نامعلوم شخص نے ہمارے فلیٹ کے دروازے پر پہنچائی تھی۔ کوئی ہمارے دروازے پر دو بریف کیس رکھ کر چلا گیا تھا اور پھر ہمیں اس انجان آدمی نے کال کر کے کام بتایا تھا۔ بریف کیس میں ایک لفافہ تھا جس میں

تمہاری تصویر اور تمہارے بارے میں مکمل معلومات تھیں۔ ہم صبح سے ہی تمہارا پیچھا کر رہے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ تمہیں کب اور کہاں نشانہ بنائیں''...... سہراب نے کہا۔

''کیا تم پہلے بھی ایسے کام کرتے رہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں یہ ہمارا پیشہ ہے''...... رستم نے کہا۔

''کیا پہلے کبھی کسی کو قتل کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں کئی قتل ہو چکے ہیں۔ ہم ماسٹر کلرز ہیں''...... رستم نے کہا۔

''تو تم جرم قبول کر رہے ہو''...... عمران نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں بالکل''...... ان دونوں نے بے فکری سے ایک ساتھ کہا۔

''لیکن بات اس طرح ختم نہیں ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... انہوں نے پوچھا۔

''نامعلوم آدمی والی بات حلق سے نہیں اتر رہی۔ اس نے تمہیں کس نمبر سے کال کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ اب وہ نمبر ہمارے پاس نہیں ہے''...... رستم نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس نے کہا تھا کہ بات ختم ہوتے ہی ہم اس کا نمبر اپنے سیل فون سے ڈیلیٹ کر دیں۔ ہمیں چونکہ بیس لاکھ روپے ایڈوانس میں

ملے تھے اس لئے ہم اس کا کام کرنے کے لئے رضا مند ہو گئے تھے اور ہم اس کی ہدایات پر بھی عمل کر رہے تھے''...... رستم نے کہا۔ عمران ان سے مختلف سوال کرتا رہا۔ وہ اسے ہر بات کا تسلی بخش جواب دے رہے تھے۔ بلیک روم میں موجود ایذاء رسانی کے آلات اور خاص طور پر جوزف اور جوانا کا ان پر خوف غالب تھا اس لئے عمران نے ان کے چہرے اور آنکھوں میں دیکھ لیا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہے۔ جب عمران نے ان سے مکمل انکوائری کر لی تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں واپس جا رہا ہوں۔ میری اگلی ہدایات تک ان دونوں کا خیال رکھنا''...... عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ لیکن معاملہ کیا ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''واپس آ کر بتاؤں گا۔ ابھی مجھے جلدی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا واقعی ان دونوں نے تم پر حملہ کیا تھا ماسٹر''...... جوزف نے پوچھا۔

''ہاں۔ گولیاں چلانے والے ہاتھ انہی کے تھے لیکن گولیاں چلوانے والا کوئی اور تھا۔ جب تک مجھے وہ آدمی نہیں مل جاتا ان کا زندہ رہنا ضروری ہے اس لئے میرے جانے کے بعد تم دونوں ان سے کوئی سوال نہیں کرو گے اور نہ انہیں کوئی اذیت دو گے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف اور

جوانا نے یہ بات سن لی تھی کہ ان دونوں نے اس پر جان لیوا حملہ کیا تھا۔ دونوں کے چہروں پر رستم اور سہراب کے لئے نفرت اور غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اگر وہ انہیں یہ بات نہ کہتا تو اس کے جانے کے بعد وہ رستم اور سہراب پر پل پڑتے اور واقعی ان کے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دیتے۔

”تم منع کر رہے ہو اس لئے ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے ماسٹر۔ ورنہ تمہارے جانے کے بعد میں ان کی ایک ایک ہڈی توڑ دیتا اور انگلیاں مار کر ان کی کھوپڑیوں میں سوراخ کر دیتا“...... جوانا نے کہا۔

”اور میں ان دونوں کی کھال اتار لیتا۔ ان کی آنکھیں نوچ لیتا اور ان کے وہ ہاتھ توڑ دیتا جن سے انہوں نے تم پر فائرنگ کی تھی باس“...... جوزف نے کہا۔

”میں نے تمہارے چہروں پر غصہ دیکھ لیا تھا۔ اسی لئے منع کر رہا ہوں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ افریقی زبان میں باتیں کر رہے تھے اس لئے رستم اور سہراب ہونقوں کی طرح ان کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں ان کی باتوں کی کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی۔ عمران بلیک روم سے نکلا اور پھر وہ اپنی کار میں سوار ہو کر ایک بار پھر دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ ایک بار پھر دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

”کیا ہوا“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری

تفصیل بتا دی۔

”پہلے ہم اس معاملے کو انتقام کا معاملہ سمجھ رہے تھے اور یہ اس بناء پر تھا کہ آفاق زبیری نے ہمیں سرحد پار کرنے والے کافرستانی ایجنٹ کی فرضی کہانی سنائی تھی لیکن اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے کیونکہ سر سلطان سے ملنے کے بعد دستاویزات والی بات سامنے آئی ہے جو چیف سیکرٹری نے آفاق زبیری کو دیئے تھے کہ وہ یہ دستاویزات حفاظت کے ساتھ سر سلطان کو پہنچا دیں لیکن وہ دستاویزات سر سلطان تک پہنچنے کی بجائے مجرموں تک پہنچ گئیں۔ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر آفاق زبیری سے دستاویزات مجرموں نے حاصل کر لی تھیں تو پھر انہیں اغوا کر کے ان سے وہ مزید کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ پہلے ان پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے ہیں۔ اگر یہ لوگ ان سے کچھ اگلوانا چاہتے تھے تو پھر تو صرف اور صرف انہیں اغوا کی کوشش کرنی چاہئے تھی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں بھی نہیں آئی لیکن اس سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سابقہ چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کے پاس کس نوعیت کی دستاویزات بھیجنا چاہتے تھے۔ ابھی ہمیں یہ پتا نہیں چلا کہ وہ دستاویزات ان تک کیسے پہنچی تھیں۔ بہرحال وہ دستاویزات وہ سر سلطان کو پہنچانا چاہتے تھے اور یہ کام انہوں نے آفاق زبیری کو سونپا تھا۔ شاید آفاق زبیری سے

ان کے دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ ان کے ماتحت بھی رہے ہوں گے۔ بہرحال انہوں نے وہ دستاویزات آفاق زبیری کو دے دیں اور اپنے طور پر انہوں نے سر سلطان کو ایک خط بھی لکھ دیا کہ آفاق زبیری کے پاس چند اہم دستاویزات ہیں جو وہ انہیں جلد ہی پہنچا دیں گے۔ انہوں نے ایک خط لکھ کر اپنی بیگم کو بھی دیا تھا کہ وہ اسے سر سلطان کو پہنچا دیں لیکن حیدر سلطان صاحب کی بیگم وہ خط سر سلطان کو دینا بھول گئیں۔ ادھر آفاق زبیری کی ڈائری سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ دستاویزات لے کر سر سلطان کی طرف روانہ ہوئے تو نامعلوم حملہ آوروں نے دستاویزات ان سے چھین لیں۔ اب شرمندگی کی وجہ سے وہ یہ بات سر سلطان کو نہ بتا سکے نہ ہی انہوں نے سر سلطان سے رابطہ کیا۔ وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گئے کہ اس راز سے کوئی تیسرا تو واقف ہے نہیں۔ لہٰذا سر سلطان کو کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ حیدر سلطان نے ایک خط اس سلسلے میں سر سلطان کے نام بھی لکھ دیا تھا۔ بہرحال انہوں نے اپنی شرمندگی کا ذکر اپنی ڈائری میں کر دیا۔ یہ ہے کل کہانی۔ اس کہانی میں سب سے بڑی الجھن یہ ہے کہ اگر دستاویزات آفاق زبیری صاحب سے چھین لی گئی تھیں تو پھر اب کچھ لوگ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں اور وہ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں یا پہلے وہ ان پر قاتلانہ حملے کیوں کرتے رہے ہیں۔ یہ باتیں بہت الجھن پیدا کر رہی ہیں اور کچھ سجھائی نہیں دے رہا''...... عمران

نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایک اور بات پریشان کن ہے عمران صاحب کہ آخر ان حملہ آوروں کو ان دستاویزات کے بارے میں کس طرح پتا چل گیا۔ جنہوں نے دستاویزات آفاق زبیری سے چھینی تھیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اور تمہارے اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوی بھی اس راز سے واقف تھی''...... عمران نے کہا۔

''میرا بھی اسی پر شک ہے۔ سابق چیف سیکرٹری صاحب کی بیوی نے شاید وہ خط کھول کر پڑھ لیا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ خط میں کیا بات لکھی ہے۔ لہٰذا اس نے نہ صرف خط روک لیا بلکہ کال کر کے کسی دشمن کو بھی بتا دیا کہ دستاویزات آفاق زبیری کے پاس ہیں۔ اسی بناء پر آفاق زبیری پر حملہ کیا گیا اور ان سے دستاویزات چھین لی گئیں۔ اب وہ دشمن کون ہے۔ سابق چیف سیکرٹری کی بیوی کا اس سے کیا تعلق ہے اور اس نے یہ اہم معلومات دشمنوں کو کیوں فراہم کیں یہ حیران کن ہے۔ شاید سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوی شروع سے دشمنوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی سب میرے ذہن میں بھی موجود ہے۔ اس معاملے میں سارا شک سابق چیف سیکرٹری کی بیگم پر ہی جاتا ہے''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''بس تو پھر اصل مجرمہ حیدر سلطان کی بیوی ہی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کی نگرانی ٹائیگر کر رہا ہے۔ اب مجھے اس سے مل کر دو ٹوک بات کرنا ہو گی۔ مجھے یہ عورت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ادھر آفاق زبیری دشمنوں کے قبضے میں ہیں جبکہ دستاویزات ان کے پاس نہیں ہیں تو اب وہ لوگ ان سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''بہت الجھا ہوا کیس ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ کیس تو واقعی الجھا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے پوری ٹیم کو آفاق زبیری، کرنل کاشارا اور ریڈ مارٹن کی تلاش میں لگا رکھا ہے لیکن کسی طرف سے کوئی حوصلہ افزاء رپورٹ نہیں ملی ہے۔ تنویر کے ساتھ میں نے کیپٹن شکیل کو اس فیکٹری میں بھیجا تھا جہاں کرنل کاشارا تنویر کو لے گیا تھا لیکن کرنل کاشارا وہاں موجود نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا وہاں ملنا ناممکن تھا''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید بات ہوتی اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو عمران نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

''ٹائیگر کی کال ہے''...... عمران نے اسکرین پر ڈسپلے دیکھ کر کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے کال رسیونگ بٹن پریس کیا اور پھر سیل فون کان سے لگانے کی بجائے اس نے سیل فون کا اسپیکر آن کر دیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کوئی رپورٹ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ایک مشکوک آدمی سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی رہائش گاہ میں داخل ہوا ہے۔ اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے اس انداز میں چاروں طرف کا جائزہ لیا تھا جیسے وہ یہ دیکھنا چاہتا ہو کوئی اس گھر کی نگرانی تو نہیں کر رہا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کسی طرح فوراً اندر پہنچ کر ان کی باتیں سننے کی کوشش کرو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی تصویر بھی بنا لینا اور گفتگو ریکارڈ ہو جائے تو بہت اچھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوشش نہیں۔ یہ کام ہر صورت میں ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے رابطہ ختم کر دیا اور پھر سیل فون جیب میں ڈالتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مجھے ابھی اور اسی وقت حیدر سلطان کی رہائش گاہ پر جانا ہے۔ شاید ان کی بیوی نے پریشانی کے عالم میں کسی کو فون کیا ہے اور وہ اس سے ملنے آیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں چلوں آپ کے ساتھ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ٹائیگر ہے میرے ساتھ۔ ضرورت پڑی تو میں کال کر کے جولیا یا کسی کو بلا لوں گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

ریڈ مارٹن نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ایک کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ کرنل کاشارا اسے لے کر ایک محفوظ ٹھکانے پر آ گیا تھا۔ اس نے آفاق زبیری کو بے ہوشی کی حالت میں اس ٹھکانے کے تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا اور اسے ریسٹ کرنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا تھا اور ریڈ مارٹن تھکاوٹ کی وجہ سے کمرے میں جاتے ہی سو گیا۔ جب وہ سو کر اٹھا تو اسے معلوم ہوا کہ کرنل کاشارا نے باہر سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ جس پر ریڈ مارٹن کو بے حد غصہ آ رہا تھا۔

ریڈ مارٹن کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ کرنل کاشارا نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا تھا اور اسے اس کمرے میں کیوں قید کر دیا تھا۔ اگر کرنل کاشارا کا تعلق کافرستانی ایجنسی ساکال سے تھا تو وہ بھی اسی ایجنسی کے لئے کام کرتا تھا۔ پھر کرنل کاشارا نے نجانے کیوں اسے قید کر دیا تھا۔ ریڈ مارٹن کو اس کمرے میں قید ہوئے کئی

گھنٹے گزر چکے تھے۔ وہ بار بار دروازے کے پاس جاتا اور زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارتا اور چیختا چلاتا لیکن باہر جیسے کوئی اس کی آواز سننے والا کوئی تھا ہی نہیں۔ جس پر ریڈ مارٹن کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کمرے میں اس کی ضروریات کا تمام سامان موجود تھا۔ اٹیچ واش روم تھا اور کمرے میں ایک بڑا ڈیپ فریزر بھی موجود تھا جس میں خشک خوراک کے بے شمار ڈبے موجود تھے۔ اس میں پھل بھی تھے اور اس کے لئے چائے اور کافی کا سامان بھی وافر مقدار میں موجود تھا۔ اتنا سامان دیکھ کر ریڈ مارٹن کو یقین ہو گیا تھا کہ کرنل کاشارا نے اس کمرے کو اس کے لئے سب جیل بنا کر اسے یہاں قید کر دیا ہے۔

کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا اس دروازے کے علاوہ کمرے میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ روشن دان۔ کولنگ کے لئے کمرے میں اے سی لگا ہوا تھا جس سے فریش ایئر بھی کمرے میں آتی رہتی تھی۔ غرضیکہ ریڈ مارٹن کے لئے وہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی لیکن قید سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی تھی۔

”آخر یہ کرنل کاشارا مجھ سے چاہتا کیا ہے۔ نہ وہ مجھے اس کمرے سے باہر نکال رہا ہے اور نہ مجھ سے رابطہ کر رہا ہے۔ آخر وہ ہے کہاں“...... ریڈ مارٹن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھا۔

”کوئی ہے باہر۔ کوئی میری آواز سن رہا ہے“...... اس نے

دروازے کے قریب جا کر چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور زور سے دروازے پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔

”کرنل کاشارا۔ کہاں ہو تم۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ بولو۔ جواب دو مجھے۔ کرنل کاشارا۔ کرنل کاشارا“...... ریڈ مارٹن نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ ریڈ مارٹن کو اس بات کا بھی غصہ تھا کہ وہ آتے ہی تھکاوٹ کی وجہ سے سو گیا تھا اور جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ اسی کمرے میں بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ کرنل کاشارا نے اس کے سیل فون سمیت اس کی ہر چیز اس سے لے لی تھی۔ سیل فون نہ ہونے کی وجہ سے وہ کسی سے بات بھی نہ کر سکتا تھا اور اسے یہ تک معلوم نہ تھا کہ کرنل کاشارا کا یہ نیا ٹھکانہ کہاں پر ہے۔

”کرنل کاشارا۔ مجھے اس کمرے میں قید کر کے تم نے اچھا نہیں کیا ہے۔ مجھے نکالو یہاں سے۔ کرنل کاشارا۔ کرنل کاشارا“...... ریڈ مارٹن نے ایک بار پھر دروازے پر زور زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

”ہونہہ۔ ایک بار تم میرے سامنے آ جاؤ کرنل کاشارا یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہاری بوٹیاں نوچ لوں گا۔ تمہیں زندہ جلا دوں گا“...... ریڈ مارٹن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر دروازے پر ہاتھ مارتا رہا۔ چیختا چلاتا رہا لیکن باہر سے اسے کوئی جواب نہ ملا تو

وہ غصے سے کھولتا ہوا پیچھے ہٹ آیا اور بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"کرنل کاشارا۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے اس کمرے سے آزاد کر دو۔ میں راج ناتھ ہوں۔ ساکال ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ۔ تم مجھے اس طرح قید نہیں کر سکتے"...... ریڈ مارٹن نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے ایک دیوار سے ہلکی سی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اس دیوار کی طرف دیکھا جس میں سے اسے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھا۔

"راج ناتھ"...... اچانک اس دیوار میں چھپے ہوئے کسی اسپیکر سے کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی تو راج ناتھ اچھل پڑا۔

"تم۔ تم۔ کرنل کاشارا یہ تم ہو"...... راج ناتھ نے چیختے ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ میں کرنل کاشارا ہوں"...... اسپیکر سے آواز آئی۔

"یہ تم میرے ساتھ کیا کر رہے ہو کرنل کاشارا۔ تم نے مجھے اس کمرے میں قید کیوں کر رکھا ہے۔ کہاں ہو تم"...... راج ناتھ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہیں ہوں راج ناتھ۔ تم فکر نہ کرو۔ جلد ہی تمہیں اس کمرے سے رہائی مل جائے گی"...... کرنل کاشارا کی ٹھہری ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو کرنل کاشارا۔ مجھے اس کمرے سے

آزاد کرو۔ ابھی اور اسی وقت"...... راج ناتھ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں راج ناتھ۔ جب تک میں آفاق زبیری کو گریٹ لینڈ بھیجنے کا انتظام نہیں کر لیتا بلکہ جب تک وہ گریٹ لینڈ نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک میں تمہیں یہاں قید رکھنے پر مجبور ہوں"...... کرنل کاشارا نے کہا تو راج ناتھ اچھل پڑا۔

"مجبور۔ کیا مطلب۔ کس وجہ سے مجبور ہو تم"...... راج ناتھ نے کہا۔

"تمہارے بارے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو گیا ہے۔ وہ پاگلوں کی طرح ہر طرف تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تم تک پہنچ جائیں۔ تمہیں زندہ رکھنا میری ذمہ داری ہے اور میں اسی پر عمل کر رہا ہوں"...... کرنل کاشارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ ساتھ تنویر نے بھی تمہیں دیکھا تھا اگر وہ لوگ مجھ تک پہنچ سکتے ہیں تو ان کے لئے تم تک پہنچنا بھی مشکل نہیں ہو گا۔ حماقت نہ کرو اور کھولو دروازہ"...... راج ناتھ نے اسی انداز میں کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں نے بھی تمہاری طرح خود کو ایک کمرے تک ہی محدود کر رکھا ہے۔ میں یہاں بیٹھ کر اپنے گروپس کو صرف ہدایات دے رہا ہوں اور کوشش کر رہا ہوں کہ کسی مقامی گروپ

سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرا سکوں۔ اس کے لئے میں نے دو افراد کا انتخاب بھی کیا تھا۔ انہیں بیس لاکھ کا معاوضہ دیا تھا۔ وہ شارپ شوٹر تھے اور اپنے کام میں یکتا تھے۔ انہوں نے عمران پر حملہ بھی کیا تھا لیکن شارپ شوٹر ہونے اور اپنے کام میں یکتا ہونے کے باوجود وہ عمران کو ہلاک نہ کر سکے تھے بلکہ عمران نے ان دونوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا اور پھر وہ انہیں کسی نامعلوم مقام پر لے گیا تھا۔ اب ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ دونوں کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں ہم دونوں کو اسی طرح اس عمارت اور اپنے کمروں میں ہی مقید رہنا ہو گا۔ عمران اور اس کے ساتھی کسی طریقے سے ہلاک ہو جائیں یا پھر آفاق زبیری اس ملک سے نکل جائے تو پھر ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ پھر میں اور تم ایک ساتھ اس ملک سے نکل جائیں گے۔ اس وقت تک تم خود پر کنٹرول رکھو اور حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے یہیں رہو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''یہ غلط ہے کرنل کاشارا۔ سراسر غلط ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی جن بھوت نہیں ہیں جو ہم تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ ہم میک اپ ایکسپرٹ ہیں۔ تم مجھے آزاد کرو اور آفاق زبیری کو میرے حوالے کر دو۔ میں اس کا بھی میک اپ کر دوں گا اور ایسا میک اپ کروں گا جو کسی بھی میک اپ واشر سے صاف نہیں ہو سکے

گا اور نہ ہی اسے کسی کیمرے سے چیک کیا جا سکے گا۔ میں اس کا اور اپنا میک اپ کر کے اسے لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا۔ تم بھی ہمارے ساتھ جانا چاہو تو میں اس کا بھی انتظام کر لوں گا۔ تم بس مجھے اس کمرے سے آزاد کر دو''...... راج ناتھ نے غصے سے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میری اس سلسلے میں بگ باس سے بات ہو گئی ہے۔ بگ باس کو میں نے ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے۔ ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہم دونوں کو ہر ممکن احتیاط کرنی ہو گی اور جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیں اور آفاق زبیری کو تلاش کرتے کرتے تھک کر خاموش نہیں ہو جاتے ہمیں اسی طرح انڈر گراؤنڈ ہی رہنا ہو گا اور تم جانتے ہو کہ ہمیں ہر حال میں بگ باس کے حکم پر عمل کرنا ہی ہوتا ہے''...... کرنل کاشارا کی آواز سنائی دی۔

''تم میری بگ باس سے بات کراؤ۔ ابھی''...... راج ناتھ نے غصے سے کہا۔

''بگ باس کو ضرورت ہوئی تو وہ خود تم سے بات کر لیں گے اور جب وہ تمہارے لئے کال کریں گے تو میں تمہاری ان سے بات کرا دوں گا''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''کرنل کاشارا۔ میں کہہ رہا ہوں میری بگ باس سے بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت''...... راج ناتھ نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا لیکن جواب میں کرنل کاشارا کی آواز سنائی نہ دی۔ اس

نے اسپیکر اور مائیک آف کر دیئے تھے۔

''تم میری بات سن رہے ہو۔ مجھے جواب دو۔ تم میری بگ باس سے بات کرا رہے ہو یا نہیں''...... راج ناتھ نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا لیکن جواب ندارد۔

''ہونہہ۔ میں سمجھ گیا ہوں کرنل کاشارا۔ تم مجھے یہاں قید کر کے اس بات کا کریڈٹ اکیلے لینا چاہتے ہو کہ آفاق زبیری کو تم نے اغوا کیا تھا اور اسے تم نے گریٹ لینڈ پہنچایا ہے۔ اس کریڈٹ میں تم مجھے شامل نہیں کرنا چاہتے ہو۔ بولو۔ یہی بات ہے نا۔ جواب دو مجھے''......راج ناتھ نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا لیکن وہاں ایک بار پھر مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔ راج ناتھ کافی دیر تک غصے سے چیختا رہا لیکن کرنل کاشارا نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ آخر تھک ہار کر راج ناتھ ایک بار پھر آ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

''یہ کرنل کاشارا میرے ساتھ بہت غلط کر رہا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ کسی صورت میں نہیں چھوڑوں گا''...... راج ناتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ ابھی اسے لیٹے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اسی لمحے اچانک اسے تیز اور ناگوار بو کا احساس ہوا۔ اس نے فوراً سانس روک لیا لیکن اس وقت تک بو کا اثر اس کے دماغ تک پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران نہایت تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتا ہوا حیدر سلطان کی رہائش گاہ میں پہنچا تھا۔ اس نے کار گیٹ کے پاس روکی اور کار سے نکل کر اس دیوار کی طرف بڑھا جس پر کال بیل کا بٹن لگا ہوا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو دور اندر مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ جلد ہی ایک بوڑھا ملازم باہر نکلا۔

''جی فرمائیں''...... اس بوڑھے نے کہا۔

''مجھے بیگم صاحبہ سے ابھی اور اسی وقت ملنا ہے۔ میں انٹیلی جنس آفیسر ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی۔ کیا مطلب''...... اس نے چونک کر کہا۔

''مطلب سمجھانے کا وقت نہیں ہے۔ وہ خطرے میں ہیں۔ جلدی کرو۔ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ ابھی اور اسی وقت''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ارے باپ رے''...... اس نے کہا۔ عین اس وقت اس کے

پیچھے ایک آدمی نظر آیا۔ وہ باہر آ رہا تھا۔

''پیچھے ہٹو۔ مجھے باہر جانا ہے''...... اس آدمی نے کہا اور بوڑھے ملازم کو ایک طرف ہٹا کر باہر آ گیا اور پھر عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس نے عمران سے کنی کترا کر گزرنا چاہا۔

''ایک منٹ رکو''...... عمران نے کہا۔ وہ چونک کر اس کی طرف مڑا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف دیکھ کر عمران کو اس پر شک ہوا۔

''جی فرمائیں''...... اس نے پوچھا۔

''آپ کی تعریف''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں''...... اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تمہارا نام پوچھ رہا ہوں اور تم یہاں کیا کرنے آئے تھے''۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

''تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔ ہٹو میرے راستے سے اور مجھے جانے دو''...... اس آدمی نے غصے لہجے میں کہا اور عمران کا کاندھا پکڑ کر اسے پیچھے ہٹا کر جانے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

''میری مرضی کے بغیر تم یہاں سے نہیں جا سکتے۔ چلو واپس اندر''۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ چھوڑو میرا بازو۔ تم جانتے نہیں

میں کون ہوں''...... اس آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ بوڑھا ملازم آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

''یہی تو میں تم سے پوچھ رہا ہوں کون ہو تم اور تمہارا اس گھر سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''لیکن میں تمہیں کیوں بتاؤں کہ میں کون ہوں اور میرا اس گھر سے کیا تعلق ہے''...... اس آدمی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق انٹیلی جنس سے ہے اور میں ٹاپ سیکرٹ سیل کا چیف آفیسر طارق جلیل ہوں''...... عمران نے کہا تو وہ اچھل پڑا۔

''ٹاپ سیکرٹ سیل۔ چیف آفیسر''...... اس کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ اب تم شرافت سے اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میرا نام کاشف عباس ہے''...... اس نے کہا۔

''کاشف عباس صاحب۔ آپ کا اس گھر سے کیا تعلق ہے اور آپ یہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا''...... کاشف عباس نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا تم بیگم صاحبہ سے ملنے آئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... کاشف عباس نے جواب دیا۔ عمران دروازے پر کھڑے بوڑھے ملازم کی طرف متوجہ ہوا۔

''تم جا کر بیگم صاحبہ کو میرے بارے میں بتاؤ۔ جاؤ جلدی''۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا تو بوڑھا ملازم جی اچھا کہتا ہوا تیزی سے پلٹا اور اندر کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"تمہارے پاس آئی ڈی کارڈ یا کوئی ایسی دستاویز ہے جس پر تمہارا اصل نام و پتہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"کک۔ کک۔ کیوں"...... کاشف عباس نے کہا۔ اس وقت بوڑھا ملازم واپس آ گیا۔

"آئیں جناب۔ بیگم صاحبہ آپ کو بلا رہی ہیں"...... ملازم نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آؤ میرے ساتھ اندر"...... عمران نے پہلے ملازم سے اور پھر کاشف عباس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن میں کیوں اندر جاؤں آپ کے ساتھ۔ مجھے واپس جانا ہے۔ آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیں"...... کاشف عباس نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن عمران سے ہاتھ چھڑا لینا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ عمران اسے کھینچتا ہوا اندر لے آیا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ مجھے اندر نہیں جانا۔ میرا ہاتھ چھوڑیں پلیز"...... کاشف عباس نے کہا لیکن عمران نے اس کا بازو نہ چھوڑا اور اسے کھینچتا ہوا اس کمرے کی طرف لے آیا جس کی طرف بوڑھے ملازم نے اشارہ کر کے بتایا تھا کہ بیگم صاحبہ اس کمرے میں موجود ہیں۔ عمران، کاشف عباس کو لے کر اس کمرے میں آیا تو سامنے صوفے پر حیدر سلطان کی بیوہ بیٹھی تھیں۔ عمران کو

اس طرح کاشف عباس کو کھینچ کر اندر لاتے دیکھ کر وہ چونک پڑیں اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... بیگم صاحبہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"محترمہ۔ آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ کیا یہ آپ کا کوئی عزیز ہے"...... عمران نے فوراً کہا۔

"لل لل۔ لیکن کیوں۔ آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... بیگم حیدر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پہلے آپ یہ بتائیں۔ آپ کا ان سے کیا تعلق ہے"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ میرے بھائی ہیں"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"کیا کہا۔ بھائی"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں یہ میرے سگے بھائی ہیں۔ میرے بڑے بھائی۔ ان کا نام کاشف عباس ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"کیا واقعی"...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں۔ کیا آپ کو کوئی شک ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"تب پھر یہ بات بتانے سے یہ صاحب کیوں انکاری تھے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیوں کاشف بھائی۔ اگر یہ آپ کا نام اور مجھ سے تعلق پوچھ رہے تھے تو آپ نے کیوں نہیں بتایا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''مجھے حیرت ہو رہی تھی۔ کہ آخر یہ کیوں مجھ سے یہ سب پوچھ رہے ہیں''...... کاشف عباس نے کہا۔

''ابھی آپ کو اور حیرت ہو گی۔ آپ سے ہم بعد میں بات کریں گے پہلے بیگم صاحبہ سے بات کر لیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ کاشف عباس کو ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے ٹائیگر کے لئے بے چینی ہو رہی تھی۔ وہ اندر آ گیا تھا لیکن ٹائیگر ابھی تک اس کے پاس نہ آیا تھا جبکہ اسے فوراً اس کے پاس آ جانا چاہئے تھا۔

''تو یہ آپ کے بھائی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ کیا آپ کو اس بات پر کوئی شک ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنایا۔

''آپ کا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کاشفہ حیدر سلطان''...... بیگم صاحبہ نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

''ویری گڈ۔ کیا اتفاق ہے۔ بھائی کا نام کاشف اور بہن کا نام کاشفہ''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کیا اب آپ ہمارے ناموں پر بھی اعتراض کریں گے''۔ بیگم

حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں۔ کیا آپ کے بھائی اکثر آپ سے ملنے کے لئے آتے رہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''اکثر نہیں۔ کبھی کبھار''...... بیگم حیدر سلطان بیگم نے کہا۔

''کیا آج یہ خود آپ سے ملنے آئے ہیں یا آپ نے انہیں فون کر کے یہاں بلایا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ خود ملنے آئے ہیں۔ لیکن آپ ایسے سوال کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا سگا بھائی اپنی بہن سے ملنے کے لئے بھی نہیں آ سکتا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بالکل آ سکتا ہے۔ ضرور آ سکتا ہے۔ کیوں نہیں آ سکتا''۔ عمران نے مسکراتے کہا۔

''تب پھر آپ کو اعتراض کیا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے پوچھا۔

''معلوم نہیں کہ مجھے اعتراض ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اعتراض ہو اور یہ بھی سکتا ہے کہ اعتراض نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ کیا آپ وضاحت کریں گے''...... کاشف عباس نے جھلا کر کہا۔

''جی ہاں۔ کم از کم میں وضاحت کرنے کی کوشش ضرور کر سکتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر کریں''...... کاشف عباس نے کہا۔

"ایک منٹ"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ پھر اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس باس"...... رابطہ ملتے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

"کہاں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں اس کمرے کی چھت پر ہوں باس جہاں آپ اور وہ دونوں موجود ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کام ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ فوراً یہاں پہنچو"...... عمران نے کہا۔

"اوکے باس"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے سیل فون بند کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

"یہ تم نے کسے کال کیا تھا"...... کاشف عباس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی کو جو یہاں آ کر تم دونوں کی حقیقت بتائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہماری حقیقت۔ کیا مطلب"...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر کہا۔

"ایک منٹ ابھی پتہ چل جائے گا"...... عمران نے کہا اسی

وقت ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ان دونوں کے درمیان جو بات چیت ہوئی۔ وہ میں نے ریکارڈ کی ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کی بات سن کر بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس بری طرح سے اچھل پڑے۔

"کیا مطلب"...... دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

"ریکارڈنگ آن کرو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اللہ کا شکر ہے۔ کاشف کہ تم آ گئے۔ میں تو بہت پریشان تھی"...... یہ آواز بیگم حیدر سلطان کی تھی۔

"کیوں۔ ایسی کیا بات ہو گئی ہے"...... کاشف عباس کی آواز سنائی دی۔

"یہاں عمران آیا تھا"...... بیگم حیدر سلطان کی آواز آئی۔

"کون عمران"...... کاشف عباس کی آواز سنائی دی۔

"وہی عمران جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا تعلق انٹیلی جنس کے ٹاپ سیکرٹ سیل سے ہے لیکن میں نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا"...... بیگم حیدر سلطان کی دبا آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کیا کہہ رہا تھا وہ''...... کاشف عباس کی حیرت بھری اور قدرے پریشان سی آواز سنائی دی۔

''وہ اس خط کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ میں نے اس خط کو ایک ماہ پہلے سر سلطان تک کیوں نہیں پہنچایا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا جواب دیا اسے''...... کاشف عباس نے کہا۔

''وہی کہ میں بھول گئی تھی لیکن میری اس بات پر شاید اسے یقین ہی نہیں آیا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا ہوا۔ بس تم بھول گئی تھیں۔ اس میں تمہارا کیا قصور''...... کاشف عباس نے جھلاہٹ بھرے انداز میں کہا۔

''ل۔لیکن''...... بیگم حیدر سلطان کی ہکلاتی ہوئی آواز آئی۔

''اوہو۔ بس رہنے دو لیکن ویکن کو۔ جب تم بھول گئیں تو اس میں تمہارا کیا قصور''...... کاشف عباس نے کہا۔

''تو میں بے فکر ہو جاؤں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہاں بالکل''...... کاشف نے جواب دیا۔

''شکریہ۔ تم نے میرے ذہن سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا''۔ ورنہ اس عمران کی وجہ سے میں واقعی بے حد پریشان تھی اور میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ میں کروں کیا''...... بیگم حیدر سلطان نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سب ٹھیک ہے۔ تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں''۔

کاشف عباس نے کہا اور پھر ان کے درمیان عام سی باتیں شروع ہو گئیں۔ انہوں نے یہ سب باتیں بھی سنیں۔ آخر ٹیپ ختم ہو گئی۔ ان دونوں کے رنگ اُڑے ہوئے تھے اور وہ پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

''آپ اس بات چیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں''......عمران نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں یہ بتائیں''...... کاشف نے بھنا کر کہا۔

''آپ کی بہن آخر کس بات سے پریشان ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''آپ لوگوں کا کہیں آنا بھی تو پریشان کن بات ہے۔ یہ آپ کی آمد سے پریشان ہو گئی تھیں کہ کہیں آپ ان پر کسی قسم کا شک نہ کریں۔ لہٰذا انہوں نے مجھے فون کیا۔ اپنی پریشانی کی بات کی۔ اس میں انہیں دلاسہ دینے کے لئے یہاں آ گیا۔ کیا ایسا کرنا جرم ہے''...... کاشف عباس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

''نہیں۔ یہ جرم نہیں ہے۔ محترمہ آپ کی شادی حیدر سلطان مرحوم سے کب ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''تقریباً بیس سال پہلے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''پھر تو اس وقت کی تصاویر کا کوئی البم ہو گا آپ کے پاس''۔ اِن نے پوچھا۔

’’کیوں‘‘...... اس نے چونک کر کہا۔

’’میری بات کا جواب دیں‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

’’ہاں ہے البم‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

’’تو پھر یقیناً اس البم میں آپ کے بھائی کی تصاویر بھی ہونی چاہئیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ کا مطلب ہے۔ آپ کو اس بات پر شک ہے کہ یہ میرے بھائی ہیں‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’ہاں یہی بات ہے اگر تصاویر میں یہ موجود ہیں تو ہمیں کم از کم اس بات پر یقین ہو جائے گا کہ یہ آپ کے بھائی ہیں۔ چلیں تصویریں نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں۔ آپ دونوں کے پاس بھائی اور بہن ہونے کا کوئی تو ثبوت ہوگا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اچھی بات ہے۔ میں البم لاتی ہوں۔ آپ جیسے شکی مزاج لوگ میں نے آج سے پہلے نہیں دیکھے‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے تلملا کر کہا اور پاؤں پٹخ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

’’اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ آپ اگر اپنے شوہر کا دیا ہوا خط اپنے پاس ایک ماہ تک نہ رکھتیں تو ہم کبھی آپ پر شک نہ کرتے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کیا آپ یہ شک کر رہے ہیں کہ میں نے خط جان بوجھ کر اپنے پاس رکھے رکھا‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر کہا۔

’’ہاں محترمہ۔ ہمارا خیال یہی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں واقعی بھول گئی تھی‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

’’دیکھئے محترمہ۔ آپ اس بات کا کوئی ثبوت ہرگز ہرگز پیش نہیں کر سکتیں کہ آپ بھول گئی تھیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ اوہ ہاں۔ یہ تو ہے‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا اور وہ یہ کہتے وقت پریشان ہوگئی۔

’’بس تو پھر۔ آپ ذرا جلدی کریں اور البم لے آئیں‘‘۔ عمران نے کہا۔ وہ گئی اور چند منٹ بعد البم لے آئی۔ البم میں اس کے بھائی کی تصاویر موجود تھیں۔ ان میں اس نے حیدر سلطان کی تصاویر بھی دیکھیں پھر البم میں سے عمران نے چند تصاویر نکال لیں۔

’’یہ تصاویر چند روز کے لئے بطور امانت میرے پاس رہیں گے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’جی نہیں‘‘...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

’’جس گھر سے آپ کی رخصتی ہوئی تھی۔ کیا کاشف صاحب اب بھی اس گھر میں رہتے ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ وہ ہمارا آبائی گھر ہے‘‘...... کاشف نے کہا۔

’’اس گھر کا پتا اور فون نمبر دے دیں‘‘...... عمران نے کہا تو بیگم حیدر سلطان نے اسے پتہ نوٹ کرا دیا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا۔

''معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں مشکوک سمجھ رہے ہیں''۔ بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہاں۔ کیونکہ حالات ہی ایسے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ آپ شک ضرور کریں لیکن مہربانی فرما کر ہمیں پریشان نہ کریں۔ اگر ہمارے بارے میں کوئی ثبوت آپ کو مل جائے تو آپ ضرور ہمارے پاس آئیں ورنہ میں نئے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کروں گی کہ ہمیں بلاوجہ پریشان کیا جا رہا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم آپ کو بلاوجہ پریشان نہیں کر رہے اور آپ یقین کریں نئے چیف سیکرٹری بھی ہمیں نہیں روکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ اب اگر آپ نے ہمیں پریشان کیا تو ہم ان سے ضرور بات کریں گے''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''ہمیں ضرورت محسوس ہوئی تو ہم آئیں گے۔ آپ ضرور انہیں فون کر لیں اور ہاں اب ایک بات اور نوٹ کرلیں۔ آپ بغیر اجازت شہر سے باہر جانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ورنہ آپ کو گرفتار کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیا بات کہی آپ نے۔ اب تو ہمیں چیف سیکرٹری سے بات کرنا ہی پڑے گی''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ ایسا کرنے کے لئے پوری طرح آزاد ہیں۔ آؤ

چلیں''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جونہی وہ باہر نکلے۔ ایک آواز نے ان کے قدم روک لئے۔

''میں بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں جناب''...... آواز نے کہا۔عمران نے مڑ کر دیکھاتو وہ حیدر سلطان کا وہی بوڑھا گھریلو ملازم تھا جس نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا۔ اس کی بات سن کر عمران چونک پڑا۔

''ہمارا انتظار۔ خیر تو ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں جناب۔ میں اس گھر کا بہت پرانا ملازم ہوں۔ میرا نام رئیس احمد ہے۔ کیا آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گے''...... ملازم نے کہا۔

''ہاں ضرور کیوں نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر آپ کو میرے کوارٹر میں چلنا ہو گا میں یہاں بات نہیں کر سکتا''...... ملازم نے کہا۔

''چلیں''...... عمران نے فوراً کہا۔ وہ انہیں کوارٹر میں لے آیا۔ چارپائی پر انہیں بٹھایا۔

''یہ خاندان بہت پراسرار ہے صاحب''...... ملازم نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جہاں تک حیدر سلطان صاحب کا تعلق ہے۔ وہ تو انتہائی نیک اور ملنسار آدمی تھے لیکن یہ کاشفہ بیگم اچھی عورت نہیں ہیں''۔ رئیس احمد نے کہا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے اکثر چھت پر ان دونوں بہن بھائی کو بات کرتے دیکھا ہے۔ ایک روز میرے کان میں ایک جملہ پڑ گیا تھا۔ اس روز کے بعد میں ان کی باتیں چھپ کر سننے لگا کیونکہ میں مجبور ہو گیا تھا"...... رئیس احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور وہ جملہ کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"بیگم صاحبہ اپنے بھائی سے کہہ رہی تھیں آخر تم حیدر سلطان کو کب ہلاک کرو گے۔ میں اب تنگ آ گئی ہوں"...... رئیس احمد نے کہا تو عمران اور ٹائیگر بری طرح سے اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر حقیقتاً حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ کیا آپ نے واقعی یہ بات سنی تھی"...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں اور پھر ایک دن صاحب کے روڈ ایکسیڈنٹ کی خبر آ گئی۔ اس دن سے بیگم صاحبہ بے حد مطمئن اور خوش ہیں جیسے انہیں صاحب کے مرنے کا کوئی غم نہ ہو"...... رئیس احمد نے کہا۔

"مجھے پوری تفصیل بتائیں"...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ بوڑھا رئیس احمد اسے جواب دیتا اسی لمحے کوارٹر میں لگی گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ۔ وہ مجھے بلا رہے ہیں اب میں کیا کروں"...... رئیس احمد نے بے چینی سے کہا۔

"جانا تو پڑے گا۔ ورنہ انہیں شک ہو جائے گا۔ آپ جائیں اور ان کا کام کر آئیں ہم آپ کا انتظار کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کوئی لمبا کام بھی بتا سکتے ہیں"...... ملازم نے کہا۔

"اس صورت میں آپ ہمیں آ کر بتا دیں کہ کام لمبا ہے۔ ہم انتظار کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"آپ اتنی دیر تک انتظار کر لیں گے"...... اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"بالکل کیوں نہیں کریں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ میں کوشش کروں گا۔ جلد لوٹ آؤں"...... رئیس احمد نے کہا پھر وہ چلا گیا۔ پندرہ منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔ چہرے پر ناخوشگواری تھی۔

"کم بختوں نے مجھ سے شراب منگوائی تھی"...... رئیس احمد نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ شراب پیتے ہیں"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کا بھائی جب بھی یہاں آتا ہے۔ دونوں مل کر شراب پیتے ہیں"...... ملازم نے کہا۔

"اور آپ انہیں شراب لا کر دیتے ہیں۔ آپ کون سا اچھا کام

کرتے ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ آپ یہ ملازمت چھوڑ دیں''۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جب تک کوئی اور ملازمت نہ مل جائے تو یہ ملازمت چھوڑ کر کیا کروں گا۔ میرے بھی آخر بیوی بچے ہیں''...... ملازم نے کہا۔

''اچھا خیر۔ آپ ہمیں کیا بتانا چاہتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ کہ میں ان کی باتیں سنتا رہا ہوں۔ یہ دونوں چھپ کر حیدر سلطان کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھے۔ آخر وہ بے چارے مر گئے۔ لیکن یہ اب بھی ان کی برائی کرنے سے باز نہیں آتے اور ان کی باتیں کر کے خوب ہنستے ہیں''...... ملازم نے بتایا۔

''بس کیا یہی بتانے کے لئے آپ نے ہمیں روکا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا آپ کے خیال میں یہ بات اہم نہیں ہے۔ حیدر سلطان چیف سیکرٹری تھے کوئی عام آدمی تھے''...... رئیس احمد نے برا مان کر کہا۔

''اوہ ہاں۔ معاف کیجئے گا۔ ہم بھول گئے تھے۔ واقعی یہ بہت اہم بات ہے۔ خاص طور پر کاشفہ بیگم کا یہ جملہ۔ کہ آخر تم حیدر سلطان کو کب ہلاک کرو گے۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ دونوں انہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا چکے تھے''...... عمران نے کہا۔

''یہی میں کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ لوگ ان پر وار نہ کر سکے۔

وہ بہت محتاط آدمی تھے۔ شاید انہیں بھی اپنی بیوی اور اس کے بھائی پر شک ہو گیا تھا''...... رئیس احمد نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یہ جو جملہ ہے۔ تم حیدر سلطان کو کب ہلاک کرو گے۔ یہ ان کے ریٹائر ہونے سے پہلے کا ہے یا بعد کا''...... عمران نے پوچھا۔

''بعد کا۔ جب تک وہ سروس میں رہے۔ اس وقت تک دونوں ان کی بہت قدر کرتے رہے۔ ان کی ذرا ذرا سی بات کا بہت خیال کرتے تھے اور ان کا ہر کام دوڑ دوڑ کر کرتے تھے۔ ان کے آگے پیچھے گویا دم ہلاتے تھے۔

ان دنوں میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ بیگم صاحبہ ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں لیکن پھر جب وہ ریٹائر ہو گئے تو انہوں نے ان کی پروا ہ کرنی بالکل چھوڑ دی تھی۔ وہ انہیں بلاتے رہتے تھے۔ تب بھی یہ ان کے پاس جا کر یہ نہیں پوچھتی تھیں کہ کیا بات ہے۔ جب وہ بار بار بلاتے تو بھی تنگ آ کر مجھے بھیج دیتے تھے۔ میں ان کے پاس جاتا تو وہ جھلا جاتے اور چلا کر کہتے۔ میں نے تمہیں نہیں۔ بیگم کو بلایا ہے۔ میں بیگم صاحبہ سے جا کر کہتا کہ صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تو بھی یہ نہیں جاتی تھیں''...... رئیس احمد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ آپ بہت خوفناک باتیں بتا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے جو محسوس کیا ہے۔ جو سنا ہے۔ وہ بیان کر رہا ہوں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر رہا۔ میرا مطلب ہے میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں''...... رئیس احمد نے کہا۔

''آپ کا شکریہ اور کوئی بات''......عمران نے کہا۔

''ایک دن میں نے بیگم صاحبہ کو کاشف عباس سے یہ بھی کہتے سنا تھا کہ حیدر سلطان نے انہیں کوئی خط دیا ہے جو انہیں سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو دینا ہے۔ بیگم صاحب، کاشف عباس کو بتا رہی تھی کہ انہوں نے بھاپ سے لفافہ کھول کر اس خط کو پڑھا تھا۔ جس پر کاشف عباس نے ان سے خط کی تفصیل پوچھی۔ میں یہ سب دروازے کے پیچھے کھڑا سن رہا تھا۔ پہلے وہ عام انداز میں باتیں کر رہے تھے لیکن خط کے حوالے سے بات کرتے ہوئے بیگم صاحبہ کی آواز دھیمی ہوگئی۔

جیسے وہ خط کے بارے میں کاشف عباس کو اس کے کان میں بتا رہی ہو۔ جس پر کاشف عباس نے کہا کہ اس خط کو وہ اپنے پاس ہی رکھے۔ اسے خط سر سلطان کو کوریئر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس پر بیگم صاحبہ مان گئیں اور پھر اسی روز صاحب کی ہلاکت کی خبر آ گئی''...... رئیس احمد نے کہا تو اس بار عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ جس روز بیگم صاحبہ نے خط کے بارے میں کاشف عباس کو بتایا تھا اسی روز تمہارے صاحب کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا

تھا''......عمران نے حیرت سے کہا۔

''جی ہاں۔ اب میں آپ کو ایک ایسی بات بتاتا ہوں جسے سن کر آپ کے یقیناً ہوش اُڑ جائیں گے''...... رئیس احمد نے کہا تو عمران اور ٹائیگر ایک بار پھر چونک پڑے۔ بوڑھے ملازم رئیس احمد کے چہرے پر سنسنی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جیسے وہ واقعی انہیں کوئی انتہائی اہم بات بتانے جا رہا ہو۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کاشارا جو ایک کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا چونک پڑا۔ سیل فون سامنے پڑی ہوئی میز پر پڑا تھا جہاں ایک پورٹیبل مشین بھی پڑی تھی۔ کرنل کاشارا نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''ڈی ون''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل کاشارا چونک پڑا۔

''اوہ۔ ایک منٹ''...... کرنل کاشارا نے کہا۔ اس نے فوراً سیل فون کان سے ہٹایا اور تیزی سے چند بٹن نمبر پریس کرنے کے بعد سیل فون ایک بار پھر کان سے لگا لیا۔

''اب فون محفوظ ہے''...... کرنل کاشارا نے سیل فون دوبارہ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کوڈ بتاؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ساکال مشن''...... کرنل کاشارا نے کہا۔

''اپنا نام بتاؤ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''سوریا پرتاب''...... کرنل کاشارا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کوڈ نام''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''کرنل کاشارا''...... کرنل کاشارا نے جواب دیا۔

''اوکے۔ آل کوڈ از اوکے۔ بگ باس سے بات کرو''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''بگ باس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

''سوریا پرتاب بول رہا ہوں بگ باس''...... کرنل کاشارا نے جس کا اصل نام سوریا پرتاب تھا، مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آفاق زبیری کا پاکیشیا سے نکلنے کا انتظام ہوا ہے یا نہیں''۔ دوسری طرف سے بگ باس نے کہا۔

''میں کوشش کر رہا ہوں بگ باس لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہر طرف ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ وہ پوری شدت کے ساتھ ہمیں اور آفاق زبیری کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمیں تھوڑی سی بھی لچک مل جائے تو ہم آفاق زبیری کو فوراً یہاں سے نکال دیں لیکن فی الحال ایسا ہونا مشکل لگ رہا ہے''...... سوریا

پرتاب نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں جانتا تھا کہ تمہارے لئے یہ کام مشکل ہو جائے گا بہرحال میری بات دھیان سے سنو۔ میں نے دو اور ایجنٹوں کو تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔ وہ آج یا کل تم سے رابطہ کریں گے۔ ان کے کوڈ نام ایم ون اور ایم ٹو ہو گا۔ وہ جیسے ہی تم سے رابطہ کریں تم انہیں خود آ کر اپنے ٹھکانے پر لے جانا اور آفاق زبیری کو ان کے حوالے کر دینا۔ اب یہ ان کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ آفاق زبیری کو پاکیشیا سے نکال کر کافرستان کیسے پہنچاتے ہیں''۔ دوسری طرف سے بگ باس نے کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک رہے گا بگ باس۔ ورنہ میں واقعی اس بات کے لئے پریشان تھا کہ آخر آفاق زبیری کو یہاں سے کیسے نکالوں''۔ سوریا پرتاب نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے بگ باس نے یہ بات بتا کر اور اسے بہت بڑی پریشانی سے بچا لیا ہو۔

''یہ سب میں نے تمہاری مدد کے لئے کیا ہے سوریا پرتاب۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران واقعی بھرپور انداز میں تمہاری، راج ناتھ اور آفاق زبیری کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ جس تیزی سے کام کر رہے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تم تک پہنچ کر آفاق زبیری کو چھڑا کر نہ لے جائیں۔ ایک بار آفاق زبیری ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا تو پھر اس کا دوبارہ ہمارے ہاتھ لگنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ

جتنی جلد ممکن ہو سکے آفاق زبیری کو وہاں سے نکال لیا جائے''۔ بگ باس نے کہا۔

''یس بگ باس۔ یہی سب سے بہترین فیصلہ ہے۔ مجھے آپ کے فیصلے پر بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... سوریا پرتاب نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''راج ناتھ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے''...... بگ باس نے پوچھا۔

''وہ بھی میری طرح ایک کمرے میں محدود ہے بگ باس۔ اگر میں اسے آزاد چھوڑ دیتا تو وہ باہر جانے کی ضد کرتا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران اس تک پہنچ جاتے اس لئے میں نے اسے ایک کمرے میں بند کر دیا ہے۔ اس کمرے میں اس کی ضرورت کی ہر چیز رکھ دی ہے لیکن اس کے باوجود وہ بے حد اودھم مچا رہا ہے۔ مجھے دھمکیاں دیتا ہے اور آپ سے بات کرانے کا کہتا ہے۔ میں اسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ میری کوئی بات سننے اور ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا ہے''...... سوریا پرتاب نے کہا۔

''اسے گولی مار دو''...... دوسری طرف سے بگ باس نے کہا اور سوریا پرتاب بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بگ باس۔ وہ ٹاپ ایجنٹ ہے''...... سوریا پرتاب نے کہا۔

''اس ٹاپ ایجنٹ کے بارے میں عمران نے ورلڈ کراس

آرگنائزیشن سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے کھنڈر کے تہہ خانے سے راج ناتھ کا والٹ مل گیا تھا جس میں کافرستانی کرنسی کے ساتھ راج ناتھ کی اصل تصویر اور اس تصویر کے پیچھے اس کا نام و پتہ لکھا ہوا تھا۔ کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے تو عمران کو راج ناتھ کی کوئی معلومات نہیں ملی ہیں لیکن کافرستان میں موجود پاکیشیائی فارن ایجنٹ راج ناتھ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق انہیں راج ناتھ کی بہت سی تصویریں اور کافی معلومات مل گئی ہیں۔ اب راج ناتھ کسی بھی میک اپ میں باہر نکلا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے فوراً پہچان سکتی ہے اس لئے اس کا زندہ رہنا ساکال ایجنسی کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لئے اسے ابھی اور اسی وقت گولی مار کر ہلاک کر دو اور اس کی لاش وہیں دفن کر دو“...... بگ باس نے کہا۔

”اوکے بگ باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی“۔ سوریا پرتاب نے کہا اور دوسری طرف سے بگ باس نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

”مجھے پہلے ہی شک تھا کہ بگ باس کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ راج ناتھ سے کیا حماقت ہوئی ہے۔ اس نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس کا والٹ وہیں رہ گیا ہے۔ اس والٹ میں اس کی تصویر اور اور تصویر کے پیچھے اس کا نام و پتہ بھی لکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی

تصویر نام و پتے کے ساتھ اپنے والٹ میں رکھ کر بہت بڑی حماقت کی ہے اور یہی حماقت اس کی موت کا باعث بننے والی ہے“۔ سوریا پرتاب نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے سامنے پڑی ہوئی مشین کو آن کیا تو مشین سے گراریاں سی چلنے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں اور اس پر لگے مختلف رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔ سوریا پرتاب نے چند بٹن پریس کئے اور پھر سائیڈ پر رکھا ہوا ہیڈ فون اٹھا کر اپنے کانوں پر چڑھا لیا جس کا لنک اسی مشین کے ساتھ تھا۔

”راج ناتھ“...... سوریا پرتاب نے ہیڈ فون کے ساتھ لگے مائیک میں کہا۔

”تم۔ کرنل کاشارا۔ کہاں ہوتم۔ دیکھوتم اس طرح مجھے قید نہیں کر سکتے۔ تم جس ایجنسی سے وابستہ ہو۔ میرا بھی اسی ایجنسی سے تعلق ہے۔ میں ٹاپ ایجنٹ ہوں۔ تم ایک بار میری بگ باس سے بات کرا دو اور بس“...... اس کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے راج ناتھ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”اب تمہاری بات بگ باس سے کبھی بات نہیں ہوسکتی راج ناتھ“۔ سوریا پرتاب نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیوں نہیں ہوسکتی میری بگ باس سے بات“۔ دوسری طرف سے راج ناتھ نے چونک کر کہا۔

”بگ باس نے تمہارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے ہیں“۔

سوریا پرتاب نے کہا تو دوسری طرف سے راج ناتھ کے اچھل پڑنے کی آواز سنائی دی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بگ باس نے میرے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے ہیں۔ لیکن کیوں"...... راج ناتھ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہاری حماقت نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے سامنے تمہارا پول کھول دیا ہے"...... سوریا پرتاب نے اسی لہجے میں کہا۔

"میرا پول کھول دیا۔ کون سا پول۔ میں نے کیا کیا ہے۔ بولو۔ جواب دو مجھے"...... راج ناتھ نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"بگ باس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ تم کھنڈر کے تہہ خانے میں اپنا والٹ گرا آئے تھے۔ وہ والٹ عمران کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ والٹ میں کافرستانی کرنسی کے ساتھ اسے تمہاری تصویر بھی ملی تھی جس کے پیچھے تمہارا اصل نام و پتہ لکھا ہوا تھا۔ عمران اب تمہارے بارے میں کراس ورلڈ آرگنائزیشن سمیت کافرستان میں بھی معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے۔ بگ باس کو شک ہے کہ عمران جلد ہی تمہیں ڈھونڈ لے گا اور پھر وہ تم سے سب کچھ اگلوا لے گا اس لئے بگ باس نے تمہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا ہے"۔ سوریا پرتاب نے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔

بگ باس میری ہلاکت کا حکم نہیں دے سکتا۔ تم میری بگ باس سے بات کراؤ۔ ابھی اور اسی وقت"...... راج ناتھ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"سوری راج ناتھ۔ بگ باس نے تمہاری ہلاکت کا حکم دیا ہے اور میں اس کے حکم پر عمل کرنے کا پابند ہوں"...... سوریا پرتاب نے کہا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کک کک۔ کیا تم۔ تم مجھے واقعی ہلاک کر دو گے"...... راج ناتھ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... سوریا پرتاب نے اسی طرح بے حد ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم مم۔ میری بات سنو کرنل کاشارا۔ تم مجھے ایسے نہیں مار سکتے۔ مم مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں یہاں سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں شفٹ ہو جاؤں گا۔ میرے پاس بہت دولت ہے۔ وہ ساری دولت تم مجھ سے لے لو اور میری زندگی بخش دو۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔ میں کبھی بگ باس کے سامنے نہیں آؤں گا۔ میرے جانے کے بعد تم بگ باس سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے"...... راج ناتھ نے بری طرح سے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے دولت کا لالچ دے رہے ہو"...... سوریا پرتاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ مجھے ہلاک کر کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میری بات سنو کرنل کاشارا۔ پلیز"...... راج ناتھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بگ باس نے تمہاری فوری ہلاکت کا حکم دیا ہے اور میرا کام اس کے حکم پر عمل کرنا ہے"...... سوریا پرتاب نے کہا تو راج ناتھ خاموش ہو گیا۔

"تو کیا تم مجھے گولی مار کر ہلاک کرو گے"...... راج ناتھ نے کچھ دیر بعد بڑے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"نہیں"...... سوریا پرتاب نے کہا۔

"تو پھر"...... راج ناتھ نے کہا۔

"جیسا کہ تم جانتے ہو کہ مجھے سائنسی ہتھیار استعمال کرنے کا بے حد شوق ہے۔ اس عمارت میں بھی میں نے ایک سائنسی ہتھیار نصب کیا ہوا ہے اور وہ ہتھیار تمہارے کمرے میں موجود ہے"۔ سوریا پرتاب نے کہا۔

"کیا ہے وہ سائنسی ہتھیار"...... راج ناتھ نے پوچھا۔

"میکو ٹائبل گیس"...... سوریا پرتاب نے کہا تو دوسری طرف راج ناتھ ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

"کک کک۔ کیا میکو ٹائبل گیس۔ تت تت۔ تمہارا مطلب ہے وہ گیس جو ایک بار سانس کے ذریعے کسی کے جسم میں چلی جائے تو وہ اندر ہی اندر اس کے پورے جسم کو گلا دیتی ہے"...... چند لمحوں

بعد راج ناتھ کی تھرتھر کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ ٹھیک سمجھے ہو۔ یہ وہی میکو ٹائبل گیس ہے جو کافرستان میں بگ باس اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اس گیس کا اثر جلد زائل نہیں ہوتا ہے اور یہ ایک بار جہاں پھیل جائے اس کا اثر وہاں کئی گھنٹوں تک رہتا ہے اس لئے اگر کوئی سانس روکنے کا جس قدر بھی ماہر کیوں نہ ہو اس گیس کے اثر سے نہیں بچ سکتا۔ اسے سانس لینا ہی پڑتا ہے۔ اس کے ایک سانس کے ساتھ گیس اس کے پھیپھڑوں اور دماغ میں پہنچ جاتی ہے یہ گیس اسی وقت کام کرنا شروع کر دیتی ہے اور انسان انتہائی شدید اذیت کا شکار بن جاتا ہے۔ اس کا دماغ اور اس کے پھیپھڑوں کے ساتھ اس کے جسم کے اندر کا پورا نظام موم کی طرح پگھلنے لگتا ہے اور چند ہی لمحوں میں اس انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ انتہائی بھیانک اور لرزہ خیز موت"...... سوریا پرتاب نے کہا۔

"نن نن۔ نہیں کرنل کاشارا۔ تم نے مجھے ہلاک کرنا ہے تو مجھے گولی مار دو یا میرا سر دھڑ سے الگ کر دو لیکن مجھے میکو ٹائبل گیس کے ذریعے بھیانک موت سے ہمکنار نہ کرو۔ میں اس قدر اذیت برداشت نہیں کر سکوں گا اور نہ ہی میں ایسی بھیانک موت مرنا چاہتا ہوں"...... راج ناتھ کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سوری راج ناتھ۔ تمہیں ہلاک کرنے کا میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ تمہیں گولی مارنے کے لئے مجھے تمہارے کمرے کا

دروازہ کھولنا پڑے گا۔ میں جانتا ہوں تم ہپنا ٹائزم کے بہت بڑے ماہر ہو۔ تم نے ایک لمحے میں مجھے اپنی ٹرانس میں لے لینا ہے اور پھر بجائے اس کے کہ میں تمہیں ہلاک کروں۔ تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ اس لئے میں تمہارے کمرے میں آئے بغیر تمہیں اس گیس سے ہی ہلاک کروں گا۔ گڈ بائی راج ناتھ''۔ سوریا پرتاب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے مشین سے تیز گونج کی آواز ابھری اور پھر اسپیکر سے اس نے راج ناتھ کی تیز چیخ کی آواز سنی۔ شاید اس نے کسی دیوار سے گیس شوٹ ہوتے دیکھ لی تھی۔ پھر اس کی آواز بند ہو گئی۔ سوریا پرتاب جانتا تھا کہ گیس سے بچنے کے لئے راج ناتھ نے یقیناً سانس روک لیا ہو گا لیکن کب تک۔ تھوڑی ہی دیر بعد مشین میں لگے اسپیکروں سے راج ناتھ کی تیز اور انتہائی اذیت ناک چیخوں کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں۔ وہ اس بری طرح سے چیخ رہا تھا جیسے اسے آگ میں زندہ جلایا جا رہا ہو۔ اس کی ہولناک چیخیں سن کر ایک بار تو سوریا پرتاب بھی کانپ کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک اسپیکروں میں راج ناتھ کی دردناک چیخیں گونجتی رہیں پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں۔

''مجھے معاف کر دینا راج ناتھ۔ میں بگ باس کے حکم کے سامنے مجبور تھا''...... سوریا پرتاب نے افسوس زدہ لہجے میں کہا اور اس نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر میز پر رکھا اور پھر وہ مشین کو

آف کرنا شروع ہو گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اس کے سیل فون کی ایک بار پھر گھنٹی بج اٹھی تو اس نے سیل فون اٹھایا تو بگ باس کی کال تھی۔ اس نے کال رسیو کی تو دوسری طرف سے کوڈ ورڈز پوچھے گئے جو پہلے پوچھے گئے تھے اور پھر کوڈ ورڈز بتانے کے بعد بگ باس لائن سے رابطہ ہو گیا۔

''یس بگ باس۔ حکم''...... سوریا پرتاب نے بگ باس کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں جن دو ایجنٹوں کے بارے میں بتایا تھا ان کا پاکیشیا آنا کینسل ہو گیا ہے۔ پرائم منسٹر نے انہیں کسی مصلحت کے تحت پاکیشیا بھیجنے سے منع کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے بگ باس نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر اب کیا کرنا ہے بگ باس''...... سوریا پرتاب نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب آفاق زبیری کی ذمہ داری ایک بار پھر تم پر آن پڑی ہے اس لئے اسے اب تم ہی سنبھالو گے''...... بگ باس نے کہا۔

''لیکن ان حالات میں اسے میں یہاں سے کیسے نکال سکتا ہوں بگ باس''...... سوریا پرتاب نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اب اسے تمہیں گریٹ لینڈ یا کافرستان پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے تم لے کر ڈریم سنٹر پہنچ جاؤ۔ میری ڈریم سنٹر کے امیر سالم سے بات ہو گئی ہے۔ وہ تم سے آفاق زبیری کو وصول بھی

کر لیں گے اور تمہیں پناہ بھی دیں گے۔ تم جانتے ہو کہ وہ ہمارا مین سنٹر ہے اور امیر سالم انتہائی باصلاحت اور باوسائل کافرستانی ایجنٹ ہے“...... بگ باس نے کہا۔

”لیکن بگ باس۔ ڈریم سنٹر اگر ان کی نظروں میں آ گیا تو“...... سوریا پرتاب نے کہا۔

”نہیں۔ وہ وہاں تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ وہاں سب کے سب ہمارے ہی آدمی ہیں۔ ڈریم سنٹر کے سربراہ امیر سالم کے تعلقات اعلیٰ حکام سے ہیں۔ وہاں پولیس تو کیا پاکیشیا کی فوج بھی پہنچنے کی جرأت نہیں کر سکتی ہے۔ ڈریم سنٹر ہمارا محفوظ قلعہ ہے جہاں ہمارے کئی تربیت یافتہ ایجنٹ ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اگر ڈریم سنٹر کو فوج بھی آ کر گھیر لے تو امیر سالم کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ کئی روز تک فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے اور انہیں کسی بھی صورت میں سنٹر میں داخل نہ ہونے دے گا“۔ بگ باس نے کہا۔

”ٹھیک ہے بگ باس۔ اگر آپ کا یہی حکم ہے تو ایسا ہی سہی۔ میں آفاق زبیری کو یہاں سے لے کر نکل جاتا ہوں۔ آپ امیر سالم صاحب کو میرے اور آفاق زبیری کے بارے میں بتا دیں تاکہ وہ ہمیں سنٹر میں داخل ہونے سے نہ روکیں“...... سوریا پرتاب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میری امیر سالم سے بات ہو گئی ہے اور میں نے انہیں ساری صورتحال سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ تم اپنے خفیہ ٹھکانے سے نکلو اور

میرے بتائے ہوئے ایک پتے پر پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں لینے کے لئے ڈریم سنٹر کی کار پہنچ جائے گی۔ میں تمہیں کوڈ ورڈز کے ساتھ کار کا ماڈل اور نمبر بھی بتا رہا ہوں۔ سب کچھ نوٹ کر لو۔ وہ کار تمہیں ڈریم سنٹر پہنچا دے گی“...... دوسری طرف سے بگ باس نے کہا اور پھر وہ سوریا پرتاب کو کوڈز، کار کے رنگ اور ماڈل کے ساتھ نمبر نوٹ کرانے لگا۔

”میں نے سب نوٹ کر لیا ہے بگ باس“...... سوریا پرتاب نے کہا۔

”اوکے۔ تو پھر جلد سے جلد نکل جاؤ یہاں سے“...... بگ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سوریا پرتاب نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

”واقعی اب میرے لئے اس ڈریم سنٹر سے بڑھ کر کوئی محفوظ پناہ گاہ نہیں ہو سکتی ہے۔ مجھے جلد سے جلد آفاق زبیری کو لے کر یہاں سے نکل کر ڈریم سنٹر پہنچ جانا چاہئے۔ اب مجھے راج ناتھ کی ہلاکت کا بھی افسوس ہو رہا ہے۔ چیف اگر ڈریم سنٹر کا پہلے کہہ دیتے تو میں اسے بھی ساتھ لے جاتا اور وہاں وہ بھی محفوظ رہتا۔ لیکن افسوس کہ اب وہ زندہ نہیں ہے“...... سوریا پرتاب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈریم سنٹر جانے کے لئے تیاری کرنا شروع ہو گیا۔

''آپ کچھ بتا رہے تھے رئیس احمد صاحب''...... عمران نے رئیس احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سسپنس پیدا کرنے کے لئے خاموش ہو گیا تھا۔

''جی ہاں۔ صاحب کا ایکسیڈنٹ ضرور ہوا تھا لیکن وہ زخموں کی تاب لا کر ہلاک نہیں ہوئے تھے''...... رئیس احمد نے کہا تو عمران اور ٹائیگر چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ اگر وہ زخموں کی تاب لا کر ہلاک نہیں ہوئے تھے تو کیا ہوا تھا انہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا''...... رئیس احمد نے اسی انداز میں کہا تو عمران اور ٹائیگر کے چہروں پر موجود حیرت کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا۔

''ہارٹ اٹیک''...... عمران کے منہ سے نکلا۔

''جی ہاں۔ اور انہیں ہارٹ اٹیک بھی اپنے آپ نہیں آیا تھا۔ انہیں ڈاکٹر نے ایک ایسا انجکشن لگایا تھا جس سے ان کا خون گاڑھا ہو گیا جس سے ان کے دل کی شریانیں بند ہو گئی تھیں جس کے باعث صاحب کو دل کا دورہ پڑا اور وہ ہلاک ہو گئے''...... رئیس احمد نے کہا اور اس کے انکشافات سن کر عمران اور ٹائیگر کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

''آپ تو واقعی بڑے بڑے انکشاف کر رہے ہیں رئیس احمد صاحب۔ کیا واقعی آپ سچ کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر کے انجکشن لگانے کے بعد تمہارے صاحب کو دل کا دورہ پڑا تھا''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ میں آپ کو پوری بات بتا دیتا ہوں پھر آپ خود سمجھ جائیں گے کہ ہوا کیا تھا''...... رئیس احمد نے کہا۔

''آپ کی مہربانی ہو گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب کا جب روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تو وہ خاصے زخمی ہو گئے تھے۔ وہاں انہیں ریسکیو کیا گیا تھا۔ انہیں ایک سرکاری ہسپتال میں پہنچایا گیا تھا اور وہاں ڈاکٹروں نے ان کی مرہم پٹی کر دی تھی۔ جب بیگم صاحبہ اور ان کے بھائی کاشف عباس کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ اپنے فیملی ڈاکٹر کو لے کر اس ہسپتال پہنچ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر ہسپتال والوں نے صاحب کو ڈسچارج کر دیا تھا اور پھر ڈاکٹر صاحب انہیں

اپنے ہسپتال میں لے گئے۔ انہیں الگ کمرے میں رکھا گیا۔ مجھے اس کمرے میں جانے سے روک دیا گیا تھا لیکن میری جستجو کی عادت تھی۔ مجھے دال میں کالا نہیں پوری دال ہی کالی نظر آ رہی تھی اس لئے میں نے کمرے کے دروازے سے کان لگا دیئے اور پھر میں نے ڈاکٹر کی باتیں سنیں جو بیگم صاحبہ کو بتا رہا تھا کہ اس نے صاحب کو ایک ایسا انجکشن لگا دیا ہے جس سے تھوڑی ہی دیر میں ان کا خون گاڑھا ہو جائے گا اور ان کے دل کی شریانیں بند ہو جائیں گیں اور صاحب ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ یہی اعلان کر دیں گے کہ صاحب زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بیگم صاحب کو یہ بھی بتایا تھا کہ انہوں نے صاحب کو جو انجکشن لگایا ہے اس کے بارے میں کبھی کسی کو علم نہیں ہو گا۔ اس طرح ان پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ اس کے بعد وہ سب مطمئن ہو کر کمرے سے باہر آ گئے۔ میں فوراً دروازے سے ہٹ گیا تھا۔ پھر دو گھنٹوں بعد ایک نرس جو صاحب کے کمرے میں ان کی دیکھ بھال کے لئے موجود تھی اس نے آ کر اطلاع دی کہ صاحب کی حالت بگڑ رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب، بیگم صاحبہ اور کاشف عباس کے ساتھ میں بھی ان کے کمرے کی طرف بھاگا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو صاحب کی جان نکل چکی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے انہیں چیک کیا اور پھر انہوں نے اعلان کر دیا کہ صاحب زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئے ہیں''...... رئیس احمد نے پوری تفصیل بتاتے

ہوئے کہا۔

''ان کے ڈاکٹر کا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈاکٹر اشفاق احمد''...... رئیس احمد نے بتایا۔

''ان کا پتا بتا سکتے ہیں آپ''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ بیگم صاحبہ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اس لئے مجھے ڈاکٹر اشفاق سے دوا لینے کے لئے اکثر ان کے ہسپتال جانا پڑتا ہے''...... رئیس احمد نے کہا۔

''ان کے ہسپتال کا نام اور پتہ کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ان کے ہسپتال کا نام اشفاق ہسپتال ہے''...... رئیس احمد نے کہا اور پھر اس نے ہسپتال کا پتہ بھی انہیں بتا دیا۔

''کیا اب بھی ڈاکٹر اشفاق احمد یہاں آتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ان کا یہاں کافی آنا جانا ہے۔ بیگم صاحبہ اور کاشف صاحب دونوں انہیں بہت پسند کرتے ہیں''...... رئیس احمد نے کہا۔

''بہت بہت شکریہ۔ آپ نے واقعی بہت اہم باتیں بتائی ہیں اور اب آپ میری بات دھیان سے سنیں۔ آپ نے بیگم صاحبہ، کاشف مرزا اور ڈاکٹر اشفاق کو اس بات کا علم نہیں ہونے دینا ہے کہ ہم آپ سے علیحدگی میں ملے تھے اور آپ نے ہمیں یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ ہم اب یہاں سے خاموش سے رخصت ہوں گے۔ اگر آپ کسی قسم کا خطرہ اپنے لئے محسوس کریں تو اس گھر کو

بلکہ سنیں۔ اب ہم آپ کو یہاں نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ ہمارے ساتھ ہی چلیں''...... عمران کہتے کہتے رک گیا۔

''جی۔ کیا مطلب اور میری ملازمت''...... رئیس احمد نے چونک کر کہا۔

''آپ کو اس سے بھی اچھی ملازمت مل جائے گی۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اب یہاں آپ کی جان کو خطرہ ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا میں انہیں کچھ بتاؤں بھی نہیں''...... رئیس احمد نے پوچھا۔

''نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں''...... عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا پھر وہ اسے ساتھ لئے باہر آ گئے۔ گاڑی کو دھکیل کر کچھ دور لے آئے تا کہ انجن کی آواز اندر سنائی نہ دے سکے۔

''ٹائیگر تم یہیں رہو گے اور اس گھر کی بھرپور نگرانی جاری رکھو گے۔ کوئی آئے۔ اس کا تعاقب کیا جائے گا۔ گھر کے افراد کہیں جائیں تو بھی تعاقب کیا جائے گا۔ میں تمہاری مدد کے لئے جوزف اور جوانا کو یہاں بھیج دیتا ہوں''...... عمران نے ٹائیگر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دی جائے گی۔ یہ دو افراد نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر یہ فرار ہونے کی کوشش کریں باس تو پھر''...... ٹائیگر نے

پوچھا۔

''تو انہیں زندہ پکڑ لینا اور رانا ہاؤس لے جانا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران رئیس احمد کو کار میں بٹھا کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

''رئیس احمد صاحب میں آپ کو ایک دوست کے گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ چند دن وہاں اطمینان سے رہیں۔ اس دوران میں آپ کی نئی ملازمت کا بندوبست کر دوں گا''...... عمران نے کہا تو رئیس احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران، رئیس احمد کو کوٹھی لے گیا اور اسے کوٹھی کے ملازم بابا عبدالکریم کے حوالے کر دیا۔ بابا عبدالکریم چونکہ سرونٹ کوارٹر میں اکیلے ہی رہتے تھے اس لئے ان کے لئے رئیس احمد کو اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اماں بی سر عبدالرحمٰن کے ساتھ اپنے کسی عزیز سے ملنے گئی ہوئی تھیں اس لئے عمران رئیس احمد کو وہیں چھوڑ کر واپس چل پڑا۔ عمران اب اس ڈاکٹر اشفاق سے ملنا چاہتا تھا۔ رئیس احمد نے بے حد اہم انکشافات کئے تھے۔

راستے میں ہی اس نے بلیک زیرو کو فون پر ہدایات دیں کہ ڈاکٹر اشفاق احمد کی مکمل نگرانی شروع کر دی جائے اور حیدر سلطان کی قبر کھود کر ان کی نعش نکالنے کی فوری اجازت حاصل کی جائے۔ نعش نکلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم کرایا جائے تا کہ اس بات کی تصدیق

ہو سکے کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہوئے تھے یا واقعی انہیں زہریلا انجکشن لگایا گیا تھا جس کے باعث انہیں ہارٹ اٹیک آیا تھا۔ عمران نے بلیک زیرو کو خود اس معاملے کی تحقیقات کرنے کا حکم دیا تھا۔

عمران اشفاق ہسپتال پہنچا تو یہ دیکھ کر اس نے ہونٹ بھینچ لئے کہ اشفاق ہسپتال بے حد شاندار اور کئی منزلہ تھا اور اس کی تزئین و آرائش میں کوئی کمی نہ رکھی گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ انٹرنیشنل لیول کا ہسپتال ہو۔ عمران نے سنٹرل انٹیلی جنس کے سینئر آفیسر کا ایک کارڈ ڈاکٹر اشفاق کو بھیج دیا جو اس ہسپتال کا آنر تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر اشفاق نے اسے اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں بلا لیا۔ عمران اس ہسپتال اور ڈاکٹر اشفاق کے آفس کی شان بان دیکھ کر واقعی حیران ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اشفاق نے ہسپتال بنانے اور خاص طور پر اپنے آفس کو سجانے میں بے دریغ دولت خرچ کی تھی۔ ہسپتال کی تزئین و آرائش دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ ایشیا کا مہنگا ترین ہسپتال ہو۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا اور شکل و صورت سے ہی خرانٹ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پیشہ ورانہ مسکراہٹ تھی۔

''تشریف رکھیں''...... سلام و دعا کے بعد ڈاکٹر اشفاق نے عمران سے کہا تو عمران میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''فرمائیں۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ سابق حیدر سلطان صاحب کے فیملی ڈاکٹر ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ میرے حیدر سلطان صاحب سے نجی تعلقات تھے اس لئے مجھے انہوں نے مستقل طور پر اپنا فیملی ڈاکٹر بنا لیا تھا اور ان کے جانے کے بعد میں اب بھی ان کی فیملی کے لئے کام کرتا ہوں''...... ڈاکٹر اشفاق نے جواب دیا۔

''میں آپ سے حیدر سلطان صاحب کے بارے میں کچھ معلومات لینا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھ سے تعاون کریں گے۔ یہاں میں آپ کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اگر آپ نے انکار کیا یا کچھ بھی جھوٹ بولا تو میرے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ میں آپ کو باقاعدہ یہاں سے گرفتار کر کے لے جاؤں۔ ایسی صورت میں ہسپتال کی انتظامیہ اور لوگوں کے لئے آپ کی کیا قدر رہ جائے گی یہ آپ مجھ سے بہتر سوچ سکتے ہیں''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا تو ڈاکٹر اشفاق نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''آپ حیدر سلطان صاحب کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''مجھے ان کی موت کی پوری تفصیل بتائیں۔ ان کا روڈ ایکسیڈنٹ کیسے ہوا تھا اور پھر انہیں سرکاری ہسپتال سے آپ اپنے

ہسپتال کیوں لائے تھے۔ ان کی آپ نے کیا ٹریٹمنٹ کی تھی اور یہ کہ ان کی ہلاکت کیسے ہوئی تھی۔ پوری تفصیل بتائیں اور وہ بھی سچ سچ''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''وہ اپنی کار میں کسی نجی کام کے سلسلے میں گئے تھے۔ ان کی کار اوور سپیڈ کی وجہ سے ان بیلنس ہو گئی تھی اور سڑک پر پلٹ گئی تھی جس کے باعث وہ شدید زخمی ہو گئے تھے۔ وہاں موجود لوگوں نے انہیں زخمی حالت میں کار سے نکال لیا تھا اور پھر ان لوگوں میں سے ہی کسی نے ریسکیو کو کال کر کے بلایا تھا جو فوراً پہنچ گئے اور پھر وہ شدید زخمی حیدر سلطان صاحب کو لے گئے اور ایک سرکاری ہسپتال میں ایڈمٹ کرا دیا۔ حیدر سلطان صاحب کی حالت کافی خراب تھی۔ ڈاکٹروں نے ان کا ٹریٹمنٹ کیا اور ان کی جان بچانے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں۔ جب ان کے روڈ ایکسیڈنٹ کے بارے میں بیگم حیدر سلطان کو علم ہوا تو وہ گھبرا گئیں اور انہوں نے مجھے فون کر دیا۔ میں فوراً ان کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں بیگم حیدر سلطان کے بھائی کاشف عباس بھی موجود تھے۔ میں ان کے ساتھ اس سرکاری ہسپتال میں گیا اور ہسپتال کے ایم ایس سے مل کر ان سے بات کی کہ میں ان کا فیملی ڈاکٹر ہوں اور نجی ہسپتال کا مالک ہوں۔ میں انہیں اپنے ہسپتال میں لے جانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں ان کا پراپر طریقے سے علاج کیا جا سکے۔ چونکہ ایم ایس صاحب مجھے بخوبی جانتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے اس بات کی اجازت دے دی

کہ میں مریض کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔ میں نے اپنے ہسپتال سے ایمبولینس منگوائی اور پھر ہم ایمبولینس میں زخمی حیدر سلطان صاحب کو لے گئے۔ میں نے انہیں اپنے ہسپتال میں ایڈمٹ کیا اور پھر ان کا علاج شروع کر دیا۔ چوبیں گھنٹوں تک وہ ٹھیک رہے لیکن وہ شدید زخمی تھے۔ ان کے دونوں بازو، ٹانگیں اور کئی پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ وہ چونکہ دل اور بلڈ پریشر کے مریض تھے اس لئے ان کا فوری آپریشن نہ کیا جا سکتا تھا۔ آپریشن سے پہلے ان کی صحت کو اس پوزیشن پر لانا ضروری تھا کہ وہ آپریشن کے قابل ہو جائیں لیکن دو گھنٹوں بعد انہیں دل کا دورہ پڑ گیا۔ شدید زخمی ہونے کی وجہ سے ان کا خون رگوں میں گاڑھا ہو گیا تھا جو ان کے دل کی شریانوں میں رک گیا تھا۔ ہم نے انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور ان کا انتقال ہو گیا''۔ ڈاکٹر اشفاق نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ عمران خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''کیا انہیں پہلے سے دل کی تکلیف تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں تھی اور وہ مجھ سے ہی علاج کرا رہے تھے''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے کہا۔

''کیا انہیں پہلے بھی دل کا دورہ پڑ چکا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''جی۔ جی ہاں''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے قدرے گڑبڑا کر

جواب دیا۔

''آپ نے جب ان کا ٹریٹمنٹ شروع کیا تو اس وقت آپ کے ساتھ اور کون سا ڈاکٹر تھا''...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں ان کا فیملی ڈاکٹر ہوں اس لئے میں ہی ان کا علاج کر رہا تھا۔ میرے ساتھ اور کوئی نہ تھا''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''آپ نے ان کے علاج کے لئے جو میڈیسن رکمنڈ کی تھیں اور ان کے علاج کے لئے جو بھی کیا تھا کیا آپ مجھے اس کی تفصیل بتا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب پرانے ریکارڈ میں ہو گا۔ اگر آپ کو تفصیلات چاہئیں تو آپ سٹور کیپر کے پاس چلے جائیں وہ آپ کو حیدر سلطان صاحب کی فائل نکال کر دے دیں گے۔ اس فائل میں وہ سب کچھ موجود ہے جو آپ جاننا چاہتے ہیں۔

''ٹھیک ہے۔ میں سٹور کیپر سے فائل لے لوں گا۔ آپ اسے فون کر دیں تاکہ وہ بھی مجھ سے تعاون کرے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اشفاق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''ڈاکٹر اشفاق بول رہا ہوں۔ میری بات سنو نعمان میاں۔ تمہارے پاس عمران صاحب آئیں گے۔ ان کا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔ انہیں ایک پرانی فائل مطلوب ہے۔ وہ تم سے فائل

مانگیں تو انہیں ریکارڈ روم سے نکال کر دے دینا''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سن کر اوکے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''فائل آپ کو مل جائے گی''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ اور پوچھتا اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر اشفاق نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ڈاکٹر اشفاق بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بات سن کر ڈاکٹر اشفاق نے چونکتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔

''کیا ہوا''...... عمران نے کہا جو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔

''ایک مریض کی حالت خراب ہے۔ مجھے اسے دیکھنے فوری طور پر جانا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو''...... ڈاکٹر اشفاق نے کہا۔

''ہاں۔ ضرور جائیں۔ آپ تو مسیحا ہیں۔ مریضوں کی دیکھ بھال آپ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اشفاق فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ عمران سے کچھ کہے بغیر تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آفس سے باہر آیا

اور پھر آفس کے باہر کھڑے اردلی سے ریکارڈ روم کا راستہ پوچھ کر اس طرف بڑھ گیا۔ ریکارڈ روم کے انچارج نعمان نے اس کا نام پوچھ کر فائل کے بارے میں پوچھا پھر اثبات میں سر ہلا کر ریکارڈ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل لے آیا۔

’’یہ لیں صاحب۔ یہ ہے حیدر سلطان صاحب کی فائل‘‘۔ نعمان نے کہا اور فائل عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اس سے فائل لے کر اسے کھول کر دیکھا۔ فائل میں ہسپتال کے کئی پرنٹڈ پیپر لگے ہوئے تھے۔

’’شکریہ‘‘...... عمران نے کہا اور پھر وہ فائل لے کر ہسپتال سے باہر آ گیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر اس نے فائل کھولی اور اس پر لگے کاغذات دیکھنے لگا جو حیدر سلطان کو دی جانے والی ٹریٹمنٹ کے حوالے سے تھے۔ کچھ دیر تک وہ فائل دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

’’بابا عبدالکریم بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے کوٹھی کے ملازم بابا عبدالکریم کی آواز سنائی دی۔

’’عمران بول رہا ہوں بابا عبدالکریم‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ چھوٹے صاحب آپ۔ فرمائیں‘‘...... بابا عبدالکریم نے کہا۔

’’رئیس احمد صاحب کہاں ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’وہ میرے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ بات کراؤں‘‘...... بابا

عبدالکریم نے کہا۔

’’جی ہاں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’جی صاحب۔ رئیس احمد بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد حیدر سلطان کے ملازم رئیس احمد کی آواز سنائی دی۔

’’یہ بتائیں۔ کیا کبھی حیدر سلطان مرحوم کو دل کا دورہ بھی پڑا تھا‘‘...... عمران نے ان سے پوچھا۔

’’میرے علم میں نہیں، گھر میں ایسا ذکر کبھی نہیں ہوا تھا‘‘۔ رئیس احمد نے کہا۔

’’کیا آپ دن رات وہیں رہتے تھے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ہاں جناب۔ ہفتے میں صرف ایک دن کے لئے مجھے گھر جانے کی چھٹی ملتی تھی‘‘...... رئیس احمد نے کہا۔

’’اور جب بھی آپ چھٹی کا دن گزار کر آئے۔ آپ نے یہ نہیں سنا کہ کل صاحب کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ نہ اس سلسلے میں کبھی کوئی ملنے آیا تھا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ بالکل نہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ انہیں دل کی تکلیف تھی ہی نہیں‘‘...... رئیس احمد نے کہا۔

’’شکریہ‘‘...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں ڈال لیا۔

’’یہ سب تو کوئی بہت بڑا کھیل لگتا ہے‘‘...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے کار اسٹارٹ کی اور اسے تیزی سے

ایک طرف بڑھاتا لے گیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس عجیب و غریب اور انوکھے کیس نے واقعی اس کے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔ ہر بار نئے سے نئے انکشافات ہو رہے تھے جو اس کے لئے پریشانی کا باعث بنتے جا رہے تھے۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کار سڑک کے کنارے پر روک لی۔ اس کی عادت تھی کہ سفر کے دوران جب بھی سے کال کرنی ہو یا کوئی کال موصول ہوتی تھی تو وہ کار سڑک کے کنارے روک لیتا تھا۔ یہ ٹریفک قوانین کے خلاف تھا کہ چلتی کار میں سیل فون کا استعمال کیا جائے۔

عمران نے سیل فون کی اسکرین پر ڈسپلے دیکھا تو اسے ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

'یس ٹائیگر۔ کوئی نئی بات''...... عمران نے پوچھا کیونکہ اس نے ہی ٹائیگر کو ہدایات دی تھیں کہ وہ اسے پل پل کی رپورٹ دیتا رہے اور خاص طور پر جب کوئی نئی بات سامنے آئے تو وہ ضرور

اسے مطلع کرے۔

''باس۔ بیگم حیدر سلطان کا بھائی کاشف عباس شراب کے نشے میں دھت یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔ میں اس کی کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔ جوزف اور جوانا میرے پاس پہنچ گئے تھے اور اب میری جگہ وہ حیدر سلطان صاحب کی رہائش کی نگرانی کر رہے ہیں''۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں بھی راستے میں ہوں۔ تم مجھے بتاؤ کہ وہ کس سمت جا رہا ہے۔ میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ راستے کے بارے میں بتاتے رہنا۔ فون بند نہ کرنا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ عمران کو راستہ بتانے لگا اور عمران تیزی سے کار گھماتا ہوا اس سڑک پر آ گیا جس پر کاشف عباس کی کار جا رہی تھی اور اس کے پیچھے ٹائیگر کی کار تھی۔ عمران نے اپنی کار ٹائیگر کے کار کے پیچھے لگا دی۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی کار دوڑ رہی تھی جس کے بارے میں ٹائیگر نے بتایا تھا کہ یہ کاشف عباس کی کار ہے۔ کار کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ کاشف عباس نے چونکہ شراب پی رکھی تھی اس لئے اس کا دھیان صرف کار چلانے پر تھا۔ اس لئے اسے اس بات کا علم نہ تھا کہ اس کی کار کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک نئی اور جدید رہائشی کالونی کی طرف مڑ گیا اور پھر دو تین سڑکیں مڑ کر اس نے کار ایک بڑی اور شاندار رہائش گاہ کے

گیٹ کے سامنے روک دی۔ ٹائیگر اور عمران نے اس کی کار سے کافی پیچھے اپنی کاریں روک لیں۔ کاشف عباس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اندر سے ایک ملازم نے اس کے لئے گیٹ کھول دیا اور گیٹ کھلتے ہی کاشف عباس اپنی کار اندر لے گیا۔ جیسے ہی اس کی کار اندر گئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ کاشف عباس کو کار اندر لے جاتے دیکھ کر عمران کار سے باہر آ گیا۔ اسے کار سے نکلتے دیکھ کر ٹائیگر بھی اپنی کار سے باہر آ گیا۔

''اب کیا کرنا ہے باس۔ کیا اس کی رہائش گاہ کے اندر داخل ہوا جائے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ پہلے ہمیں اس کے ہمسایوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی ہے۔ تم خود کو انٹیلی جنس کا آفیسر ظاہر کرنا۔ کوئی بھی نام بتا دینا۔ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ پتہ تو چلے کہ اس علاقے سے اس آدمی کے بارے میں ہمیں کیا کچھ پتہ چلتا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ تو مکمل طور کسی سراغ رساں کی طرح کام کر رہے ہیں اور مجھ سے بھی ایسا ہی کرا رہے ہیں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ کیس ہی ایسا ہے کہ اس میں ہمیں سراغ رسانی کرنی پڑ رہی ہے۔ اس کیس میں دھوم دھاکہ اور لڑائی جھگڑے کم اور ذہنی جنگ زیادہ لڑنی پڑ رہی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب

میں ٹائیگر بھی مسکرا دیا اور پھر انہوں نے کاشف عباس کی رہائش گاہ کے ارد گرد موجود رہائش گاہوں کے مکینوں سے کاشف عباس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ وہ واقعی کسی ماہر انویسٹی گیٹر کی طرح کام کر رہے تھے۔ لوگوں سے پوچھنے پر اسے پتہ چلا کہ کاشف عباس کا تعلق کافرستان سے تھا اور وہ یہاں بھی کافرستانی نژاد کے طور پر رہ رہا تھا۔ ان لوگوں سے کاشف عباس کی شراب نوشی اور دوسری بہت سی بری عادتوں کے بارے میں بھی پتہ چلا۔ بعض لوگوں کا تو یہ بھی کہنا تھا کہ وہ ایک کرمنل ہے اور انتہائی پراسرار زندگی بسر کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں تھیں۔ لوگوں سے معلومات حاصل کر کے ٹائیگر اور عمران اپنی کاروں کی طرف آئے ہی تھے کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

''سنیں جناب''...... اس آدمی نے کہا تو عمران اور ٹائیگر مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ آدمی ادھیڑ عمر ہونے کے ساتھ خاصا خوش شکل تھا اور انتہائی معزز بھی دکھائی دے رہا تھا۔

''فرمائیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ کا تعلق واقعی انٹیلی جنس سے ہے''...... اس آدمی نے ان دونوں کے قریب آ کر کہا۔

''جی ہاں۔ کیوں آپ کو شک ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مجھے بھلا کیوں ہونے لگا شک۔ بہرحال اگر آپ کاشف عباس کے بارے میں انکوائری کر رہے ہیں تو میں آپ کو اس کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں"...... اس آدمی نے جواب دیا تو وہ چونک پڑے۔

"کیا بتا سکتے ہیں آپ کاشف عباس کے بارے میں ہمیں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"وہ سب جو یہاں شاید کوئی نہ جانتا ہو"...... اس آدمی نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔

"سب سے پہلے تو آپ اپنا نام بتائیں اور یہ بتائیں کہ آپ کی یہاں کون سی رہائش گاہ ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"میرا نام خاقان تیموری ہے اور میں کاشف عباس کے بالکل سامنے والی کوٹھی میں رہتا ہوں۔ آپ لوگ میرے ساتھ آئیں۔ میں کاشف عباس کے بارے میں آپ کو ساری باتیں تفصیل سے بتا دیتا ہوں"...... اس آدمی نے پراسرار انداز میں کہا۔ عمران اور ٹائیگر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ خاقان تیموری کے ساتھ چل پڑے۔ وہ خاقان تیموری کی شاندار رہائش گاہ میں داخل ہوئے اور پھر وہ انہیں ایک خوبصورت ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"سب سے پہلے یہ بتائیں کیا منگواؤں آپ کے لئے۔ چائے کافی یا پھر کولڈ ڈرنک"...... خاقان تیموری نے کہا۔

"ہم اس وقت ڈیوٹی پر ہیں اور ڈیوٹی کے دوران ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ باتیں بتائیں جس کے لئے آپ ہمیں یہاں لائے ہیں"...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا تو خاقان تیموری ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"پہلی بات یہ ہے کہ اس کا باپ کافرستانی تھا۔ اس کی ماں بھی کافرستانی تھی۔ یہ خود بھی کافرستانی ہے۔ یہ خود کو یہاں مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اس نے اپنا نام بھی مسلمانوں والا رکھا ہوا ہے لیکن اصل میں یہ مسلمان نہیں ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں اس کا اصل نام بال ٹھاکرے ہے"...... خاقان تیموری نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا اور یہ نیا انکشاف سن کر عمران اور ٹائیگر حیران رہ گئے۔

"بہت خوب۔ آپ یہ بات کس طرح جانتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"کیونکہ میں نے اکثر اس کے گھر میں کافرستانیوں کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ میں ایسے لوگوں پر کڑی نظر رکھتا ہوں اور ان لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہوں۔ جو دکھاوے کے لئے مسلمان بنے ہوئے ہیں لیکن اصل میں کٹر کافرستانی ہیں"...... خاقان تیموری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ جان کر خوشی ہوئی۔ بلکہ بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ آپ تو پھر

یہ بھی جانتے ہوں گے کہ اس کی ایک بہن بھی ہے'' ...... عمران نے اسے بغور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس کی ایک بہن بھی ہے۔ وہ بھی کافرستانی ہی ہے۔ اس نے بھی خود کو مسلمان ظاہر کر رکھا ہے اور مسلمانوں والا نام کاشفہ رکھا ہوا ہے لیکن اس کا بھی اصل نام کچھ اور ہے اور پھر اس کی شادی ایک بڑے آفیسر سے ہو گئی تھی۔ مال و دولت کے لحاظ سے یہ ہمیشہ سے دولت مند ہیں'' ...... اس نے کہا۔

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس کی بہن کی شادی فوج کے کس آفیسر سے ہوئی تھی'' ...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ ان کا نام حیدر سلطان ہے۔ وہ چیف سیکرٹری کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے تھے اور پھر ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وہ ہلاک ہو گئے'' ...... خاقان تیموری نے کہا۔

''کیا وہ بھی کافرستانی تھے'' ...... عمران نے پوچھا۔

''اوہ نہیں۔ ان کے بارے میں ایسی کوئی بات سننے میں نہیں آئی'' ...... خاقان تیموری نے کہا۔

''تب پھر انہوں نے ایک کافرستانی عورت سے شادی کیسے کر لی'' ...... عمران نے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے آپ کو کہ اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ شاید ان کے آپس میں خاندانی تعلقات ہوں گے۔ اس طرح رشتہ ہو گیا ہو گا'' ...... خاقان تیموری نے کہا۔

''بہت خوب۔ آپ نے بہت کام کی باتیں بتائیں۔ کوئی اور بات'' ...... عمران نے پوچھا۔

''جی بس۔ میں تو یہی بتا سکتا ہوں'' ...... خاقان تیموری نے جواب میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کا یہ ساری معلومات دینے کا شکریہ۔ آپ اس ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کیجئے گا'' ...... عمران نے کہا۔

''جی بہت بہتر سر نہیں کروں گا'' ...... خاقان تیموری نے کہا۔

عمران نے اس سے چند مزید باتیں معلوم کیں اور پھر وہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر آ گئے۔

''یہ معاملہ تو ہر لمحے عجیب اور پیچیدہ ہوتا چلا جا رہا ہے باس'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں کہ بیگم حیدر سلطان کافرستانی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کافرستان کی کسی ایجنسی کی بڑی ایجنٹ ہو اور بظاہر مسلمان بن کر اپنے کسی مقصد کے لئے سابق چیف سیکرٹری سے رشتہ استوار کیا ہو اور پھر ان کی شادی ہو گئی ہو۔ بہرحال اگر یہ خاتون کافرستان کے لئے کام کر رہی ہے تو اس نے اب تک سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان سے نہ جانے کتنے ملکی راز معلوم کر لئے ہوں گے۔ چوری چھپے نہ جانے کتنی فائلیں پڑھ لی ہوں گی یا ان کی مائیکرو فلم بنا کر کافرستان بھیجی ہوں گی۔ میرا خیال ہے اس معاملے میں ہمیں فوری طور پر قدم اٹھانا

چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن باس آپ انہیں کس جرم کے تحت گرفتار کریں گے۔ جبکہ ابھی تک ان کا کوئی جرم سامنے نہیں آیا ہے''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں نے چیف سے کہا تھا کہ وہ سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی لاش نکلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم کرائیں تاکہ ان کی ہلاکت کی اصل وجہ سامنے آ سکے۔ اگر حیدر سلطان صاحب کی ہلاکت واقعی رئیس احمد کے کہنے کے مطابق ہوئی ہے تو پھر معاملہ واقعی خطرناک صورت حال اختیار کر سکتا ہے۔ بہرحال میں چیف سے پوچھتا ہوں۔ انہوں نے یقیناً اب تک یہ سارا کام مکمل کرا لیا ہو گا اور حیدر سلطان صاحب کی باڈی کا پوسٹ مارٹم ہو چکا ہو گا''...... عمران نے کہا اس نے کار میں بیٹھ کر سیل فون جیب سے نکالا اور بلیک زیرو کو کال کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں چیف۔ میں آپ سے حیدر سلطان صاحب کے پوسٹ مارٹم کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ان کی رپورٹ آ گئی ہے یا نہیں''...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کا اس انداز میں بات کرنے کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس کے پاس کوئی موجود ہے اس لئے بلیک زیرو ایسی صورت میں

عمران سے بطور چیف ہی بات کرتا تھا۔

''ہاں۔ رپورٹ مجھے موصول ہو گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ویری گڈ۔ کیا ہے اس رپورٹ میں''...... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے چیف اسے حیدر سلطان کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ رپورٹ سن کر عمران اور ٹائیگر کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران نے شکریہ کہہ کر چیف سے رابطہ ختم کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے حیدر سلطان کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ عمران اور ٹائیگر نے جیسے ہی کاریں روکیں۔ رہائش گاہ کے ایک ستون کے پیچھے سے جوزف نکل کر سامنے آ گیا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا عمران کی کار کی طرف بڑھا۔

''جوانا کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ رہائش گاہ کے عقبی جانب موجود ہے باس''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ابھی تک نہ تو رہائش گاہ کے اندر کوئی گیا ہے اور نہ باہر آیا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''بہت خوب۔ ٹائیگر۔ کال بیل بجاؤ''...... عمران نے تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ جلد ہی دروازہ کھلا اور انہیں بیگم حیدر سلطان کی شکل نظر آئی۔ اس کے چہرے پر

جھلاہٹ کے تاثرات تھے۔

''بوڑھا نہ جانے کہاں چلا گیا۔ کچھ بتائے بغیر''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''کیا آپ اپنے ملازم رئیس احمد کی بات کر رہی ہیں''۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پہلے کبھی وہ بتائے بغیر نہیں گیا اور یہ کیا آپ پھر آ گئے تھوڑی دیر پہلے ہی تو آپ نے ہم سے ملاقات کی تھی''۔ بیگم حیدر سلطان نے کہا۔اس دوران وہ ڈرائنگ روم میں آ کر صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔

''جی ہاں۔لیکن مجبوراً دوبارہ آپ کے پاس آنا پڑا۔آپ کے بھائی تو یہاں نہیں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی نہیں۔ وہ گھر چلے گئے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''مہربانی فرما کر انہیں یہاں بلا لیں۔ یہاں ان کی ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''ضرورت ہے۔کیا مطلب''...... بیگم حیدر سلطان نے چونک کر کہا۔

''ضرورت ہے سے مراد یہ ہے کہ ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ بات چیت ان کی موجودگی میں ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں انہیں فون کر کے بلا لیتی ہوں''...... یہ کہہ کر اس

نے اٹھ کر سائیڈ تپائی پر پڑے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور سلسلہ ملنے پر بات کرنے لگی۔

''بھائی جان۔ یہاں ایک بار پھر عمران پہنچ گیا ہے اور اس بار اس کے ساتھ ایک سیاہ فام دیو قامت آدمی بھی ہے۔ مجھے ان کے ارادے نیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔ بہرحال وہ آپ کی موجودگی میں مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ جلد یہاں آ جائیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سن کر اس نے فون بند کر دیا۔

''وہ آرہے ہیں۔لیکن بات کیا ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے پوچھا۔

''بات ان کی موجودگی میں ہو گی''...... عمران نے کہا۔ پھر وہ انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر اٹھ کر گیٹ کھولنے چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ کاشف عباس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔کاشف عباس کے چہرے پر شدید جھلاہٹ اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ہاں جناب۔ فرمائیں۔ اب آپ ہم سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں اور اب ایسی کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے جو آپ پھر آ گئے ہیں''...... کاشف نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''قیامت ٹوٹی نہیں بلکہ ٹوٹنے والی ہے۔ بہرحال کچھ دیر انتظار کریں۔ ذرا میں چند کالز کر لوں''...... عمران نے کہا پھر اس نے

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران، سر سلطان اور اشفاق ہسپتال کے سربراہ ڈاکٹر اشفاق کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر عبدالغنی اور سر سلطان کو بھی کال کر کے جلد حیدر سلطان کی رہائش گاہ پر پہنچنے کے لئے کہا اور پھر اس نے سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

''آخر یہ تم سب کر کیا رہے ہو اور ان سب کو یہاں کیوں بلا رہے ہو''...... بیگم حیدر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ سب آپ کے مہمان ہیں۔ کیا آپ ان سب کی مہمان نوازی نہیں کریں گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تو زبردستی کی مہمان نوازی ہو جائے گی''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''جو بھی ہے۔ اب سب آ رہے ہیں اس لئے ان کی مہمان نوازی تو آپ کو کرنی ہی پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ ان سب کو بلا کر ہم پر پریشر ڈالنا چاہتے ہیں تو مجھے چیف سیکرٹری سے بات کرنی پڑے گی۔ میں انہیں بھی یہاں بلاؤں گی اور انہیں بتاؤں گی کہ آپ کس طرح میری زندگی اجیرن کر رہے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ضرور بلائیں۔ وہ آ جائیں تو اور اچھا ہو جائے گا۔ انہیں فون کر کے کہیں کہ وہ آئیں تو اپنے ساتھ کسی تحریر ایکسپرٹ کو بھی لے آئیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو پھر میں پروفیسر ابرار حسین کو بلا لیتا ہوں۔ وہ زبردست تحریر ایکسپرٹ ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ

دونوں چونک پڑے۔

''اب یہاں کسی تحریر ایکسپرٹ کی کیا ضرورت پیش آ گئی''۔ کاشف عباس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرے گا''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ ہی بلا لیں۔ ہم ایسا نہیں کریں گے''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہی بلا لیتا ہوں۔ ٹائیگر میرے ساتھ تم کئی بار پروفیسر ابرار حسین سے مل چکے ہو۔ وہ جتنی میری قدر کرتے ہیں اتنی ہی تمہاری کرتے ہیں۔ انہیں ساری بات بتاؤ اور ان سے کہو کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں پہنچ جائیں۔ ان کا یہاں آنا بے حد ضروری ہے''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے سیل فون نکالتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''آخر آپ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''بس تھوڑی دیر اور انتظار کر لیں۔ سب آ جائیں گے تو پھر میں ان کے سامنے ساری باتیں بتاؤں گا۔ آپ چیف سیکرٹری صاحب کو کال کر کے بلا سکتی ہیں تو بلا لیں۔ ورنہ میں انہیں کال کر کے بلا لیتا ہوں۔ آپ کے کال کرنے پر وہ شاید نہ آئیں لیکن اگر میں

نے انہیں کال کیا تو وہ یہاں آنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائیں گے لیکن اس وقت انہیں یہاں بلانا مناسب نہ ہو گا۔ بہرحال آپ کی اطلاع کے لئے میں یہ ضرور بتا دیتا ہوں کہ میری ایک کال پر یہاں چیف سیکرٹری تو کیا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ صاحب بھی پہنچ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا تو ان دونوں کے رنگ زرد پڑ گئے۔

تھوڑی دیر بعد سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی رہائش گاہ کے باہر یکے بعد دیگرے کئی کاریں آنا شروع ہو گئیں اور پھر ایک ایک کر کے کئی افراد وہاں پہنچ گئے۔ جن میں سر سلطان، اشفاق ہسپتال کے سربراہ ڈاکٹر اشفاق، ڈاکٹر عبدالغنی اور ایسے ہی کئی اعلیٰ عہدے دار تھے۔ ان کی آمد کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبران بھی وہاں پہنچ گئے۔

”عمران بیٹا۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ یہاں اتنے لوگ کیوں جمع کر رکھے ہیں“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

”بہت ہی سنگین مسئلہ ہے جناب“...... عمران نے کہا۔

”کوئی سنگین مسئلہ نہیں ہے جناب۔ یہ لوگ ہمیں بلاوجہ پریشان کرنے پر تلے ہوئے“...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

”عمران بیٹا۔ یہ بیگم صاحبہ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ میرے لئے بہت محترم ہیں اور میں ان کی شکایت سننا پسند نہیں کروں گا۔ پہلے تم

ان کی شکایت دور کرو'' ...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بیگم حیدر سلطان کی بات سن کر عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں اسی لئے تو یہاں آیا ہوں جناب اور آپ سب کو بھی اسی مقصد کے لئے بلایا ہے تا کہ ان کی اور آپ سب کی پریشانی دور کر سکوں'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے سنا بیگم حیدر سلطان صاحبہ۔ یہ اسی لئے تو آئے ہیں کہ آپ کی شکایت دور کر دیں'' ...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بیگم حیدر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی نہیں۔ یہ مذاق کر رہے ہیں۔ اصل میں تو یہ ہمیں پریشان کرنے آئے ہیں'' ...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں عمران۔ اب کہو کیا کہنا ہے'' ...... ڈاکٹر عبدالغنی نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

''جناب۔ ایک ماہ پہلے ہمارے سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب کی وفات ہو گئی تھی۔ ان کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ ان کی کار تیز رفتاری کے باعث بے قابو ہو کر سڑک پر الٹ گئی تھی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گئے۔ لوگوں نے اپنی انہیں زخمی حالت میں کار میں سے نکالا اور پھر ان میں سے کسی نے ریسکیو سروس کو کال کر دیا۔ ریسکیو والے آئے اور حیدر سلطان صاحب کو ابتدائی ٹریٹمنٹ دی گئی اور پھر وہ انہیں ایک سرکاری ہسپتال میں لے گئے۔ یہ سٹی ہسپتال تھا۔ بہرحال حیدر سلطان

صاحب کی حالت کریٹیکل تھی۔ ڈاکٹروں نے جان توڑ محنت کر کے ان کی جان تو بچا لی لیکن حادثے میں وہ چونکہ شدید زخمی تھے اور ان کے دونوں بازو، دونوں ٹانگیں اور کئی پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں اس لئے ان کا ایمرجنسی آپریشن کرنا مقصود تھا۔ وہ آپریشن کی تیاری کر رہے تھے کہ بیگم صاحبہ اپنے بھائی کاشف عباس اور اپنے فیملی ڈاکٹر جناب ڈاکٹر اشفاق کو لے کر وہاں پہنچ گئیں اور پھر ڈاکٹر اشفاق نے اپنے اثر و رسوخ سے ایم ایس کو اس بات پر قائل کیا کہ حیدر سلطان صاحب چیف سیکرٹری رہ چکے ہیں اس لئے ان کا علاج سپیشل ہسپتال میں ہونا چاہئے یا پھر وہ انہیں اپنے ساتھ اپنے ہسپتال میں لے جائیں گے اور خود ان کا علاج کریں گے۔ چونکہ ڈاکٹر اشفاق کا ہسپتال انٹرنیشنل لیول کا ہسپتال ہے اور یہ کسی تعارف کے بھی محتاج نہیں تھے اس لئے سٹی ہسپتال کے ایم ایس نے ان کی ذمہ داری پر حیدر سلطان صاحب کو ان کے ساتھ بھیج دیا اور یہ انہیں لے کر اپنے ہسپتال پہنچ گئے'' ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے وہی ساری تفصیل ان سب کو بتانی شروع کر دی جو ڈاکٹر اشفاق نے اسے بتائی تھی۔

''کیا میں نے ایک ایک بات صحیح بتائی ہے ڈاکٹر اشفاق صاحب'' ...... عمران نے ڈاکٹر اشفاق سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ بالکل۔ آپ نے وہی باتیں بتائی ہیں جو میں نے آپ کو بتائی تھیں۔ لیکن اب آخر کیا مسئلہ پیش آ گیا ہے کہ ہمیں یہاں

جمع کیا گیا ہے''...... ڈاکٹر اشفاق احمد نے کہا۔

''میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ یہ حیدر سلطان صاحب کی بدنصیبی تھی کہ وہ ڈاکٹر اشفاق جیسے ماہر ترین ڈاکٹر کی زیرنگرانی ہونے اور ان کے بہترین علاج کے باوجود ایکسپائر ہو گئے۔ ڈاکٹر اشفاق صاحب نے ان کی ہلاکت کی تصدیق کی اور انہیں روڈ ایکسیڈنٹ اور اچانک دل کا دورہ پڑنے کے کاز کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ اس کے بعد حیدر سلطان صاحب کی تدفین کر دی گئی حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ حیدر سلطان صاحب کا پہلے روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس لئے جب وہ ہلاک ہوئے تھے تو ان کا باقاعدہ پوسٹ مارٹم ہونا چاہئے تھا جو ان لوگوں نے نہیں کرایا۔ بہرحال مرنے سے پہلے حیدر سلطان صاحب نے چند دستاویزات سیکرٹری خارجہ سر سلطان کو بھیجنے کے لئے اپنے ایک دوست آفاق زبیری کے حوالے کیں کہ وہ انہیں حفاظت کے ساتھ سر سلطان تک پہنچا دیں۔ سر سلطان، حیدر سلطان اور آفاق زبیری کے دوستوں میں شامل تھے انہوں نے جو دستاویزات دی تھیں وہ ان دستاویزات کو سر سلطان کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچانا چاہتے تھے۔ یہ کام وہ خود بھی کر سکتے تھے لیکن طبیعت ناساز رہنے کی وجہ سے وہ خود نہ جا سکے تھے۔ دستاویزات آفاق زبیری کو دینے کے بعد انہوں نے سر سلطان کے نام ایک خط لکھا اور یہ خط انہوں نے اپنی بیگم کو دیا کہ وہ یہ خط سر سلطان کو دے دیں۔ خط بیگم صاحبہ کے حوالے کر کے وہ

اپنے چیک اپ کے لئے اشفاق ہسپتال ہی جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی طبیعت بگڑ گئی جس کی وجہ سے ان کی کار آؤٹ آف کنٹرول ہو کر الٹ گئی اور وہ زخمی ہو گئے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو خط انہوں نے بیگم صاحبہ کو دیا تھا وہ اسے فوراً سر سلطان کو دے دیتیں لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور پھر انہوں نے پورا ایک ماہ بعد گزرنے کے بعد وہ خط سر سلطان کو بھجوا دیا''...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''ہاں عمران بیٹا۔ انہوں نے یہ بات تو مجھے بتا دی تھی اور انہوں نے اس کے لئے معذرت بھی کی تھی۔ حیدر سلطان صاحب کی اچانک موت نے انہیں صدمہ پہنچایا تھا اور ایسے وقت میں کسی بھی انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے''۔ سر سلطان نے کہا۔

''اور انہوں نے آپ کو بتایا کہ وہ یہ خط بھجوانا بھول گئی تھیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بیگم صاحبہ نے یہی بتایا تھا''...... وہ بولے۔

''میں نے کال کر کے آپ سے کہا تھا کہ وہ خط آپ اپنے ساتھ ضرور لائیں۔ کیا آپ لائے ہیں وہ خط''...... عمران نے اس ارسنجیدگی سے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ خط میرے پاس ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''مہربانی فرما کر وہ خط نکال کر پڑھیں''...... عمران نے کہا۔

"آخر بات کیا ہے۔ تم یہ سارا سسپنس کیوں پھیلا رہے ہو۔ جو بات تم ثابت کرنا چاہتے ہو کرو"...... کاشف عباس نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے ہم وہ خط سن لیں"...... عمران نے کہا۔

"اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے عمران۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ میں آج کل بہت بیمار رہنے لگا ہوں۔ دل میں اکثر درد رہتا ہے۔ پتا نہیں میں کب اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ آپ میرے بعد میرے گھر کا خیال رکھنا۔ ہم چونکہ پرانے دوست ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں نے ایک فائل آفاق زبیری کو دی ہے وہ آپ تک پہنچا دے گا"...... سر سلطان نے جیب سے خط نکال کر پڑھتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے خط عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے خط کو ایک نظر دیکھا پھر بیگم حیدر سلطان کی طرف مڑے۔

"کیا یہی وہ خط ہے جو آپ نے سر سلطان صاحب کو دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہی ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

"ایک بار پھر دیکھ لیں۔ کیا یہ تحریر واقعی حیدر سلطان صاحب کی ہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تحریر انہی کی ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے بے حد کڑوے لہجے میں کہا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک ڈائری نکال کر ان کے سامنے کر دی۔

"اسے بھی ایک نظر دیکھ لیں"...... عمران نے کہا تو بیگم حیدر سلطان نے اس سے ڈائری لے لی اور پھر وہ بری طرح سے چونک پڑیں۔

"یہ کیا۔ یہ تو میرے شوہر کی ڈائری ہے۔ یہ آپ کو کہاں سے ملی"...... بیگم حیدر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

اسے میرے ساتھی نے آپ کے کمرے کی ایک الماری سے چوری کی تھی۔ اب کیوں چوری کی تھی اس کی وجہ میں آپ کو ضرور بتاؤں گا لیکن اس سے پہلے آپ اسے کھول کر دیکھیں اور بتائیں کیا یہ واقعی حیدر سلطان صاحب کی ہی تحریر کردہ ڈائری ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ میرے شوہر کی ہے ڈائری ہے اور اس کی ایک ایک تحریر ان کی ہے"...... بیگم حیدر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں اس بات کا غصہ آ رہا تھا کہ ان کے شوہر کی ڈائری ان کے بیڈ روم کی الماری سے چرائی گئی ہے۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس نے ان سے ڈائری لے لی۔ پھر عمران نے ڈائری اور سر سلطان سے لیا ہوا خط ایک طرف بیٹھے تحریر ایکسپرٹ پروفیسر ابرار حسین کی طرف بڑھا دی۔

"پروفیسر صاحب۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ دونوں تحریریں دیکھ کر بتائیں کہ کیا یہ ایک ہی ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں یا دو الگ الگ ہاتھوں کی"...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر بیگم حیدر سلطان

اور اس کے بھائی کاشف عباس کے رنگ اُڑتے نظر آئے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ دو الگ تحریریں کیسے ہو سکتی ہیں''...... کاشف عباس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جاتا ہے اور یہاں بیٹھے ہوئے تمام افراد کو پروفیسر ابرار حسین صاحب کی مہارت کا مکمل ادراک ہے اور ان کی بات ٹھوس اور حقیقت پر مبنی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔ پروفیسر ابرار حسین نے خط اور ڈائری کی تحریر کو ایک دوسرے سے ملانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا اور پھر انہوں نے ڈائری اور خط سامنے پڑے ہوئے میز پر رکھ دیئے۔

''اس خط کی تحریر حیدر سلطان صاحب کی نہیں ہے۔ ہاں ان کے انداز میں لکھنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے اور کوئی عام آدمی فرق کو محسوس نہیں کر سکتا''...... پروفیسر ابرار حسین نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور ان کی بات سن کر بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس بری طرح سے اچھل پڑے۔

''یہ کیا بکواس ہے۔ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ خط میرے شوہر نے ہی تحریر کیا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ بیگم صاحبہ''...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے ایک اور ڈائری نکال کر پروفیسر ابرار حسین کو دے دی اور اس

ڈائری کی تحریر کو خط کی تحریر سے ملانے کے لئے کہا۔ دوسری ڈائری دیکھ کر بیگم حیدر سلطان کا رنگ اور پھیکا پڑ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو میری ڈائری ہے۔ کیا یہ بھی تم نے میرے کمرے سے چوری کرائی تھی''...... بیگم حیدر سلطان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کافی ذہین ہیں بیگم صاحبہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بیگم حیدر سلطان کانپ کر رہ گئیں۔

''یہ دونوں تحریریں ایک ہیں۔ اگر یہ ڈائری بیگم حیدر سلطان صاحبہ کی ہے تو خط کی تحریر بھی انہی کی ہے''...... پروفیسر ابرار حسین نے کہا تو اب وہاں موجود تمام افراد بری طرح سے اچھل پڑے اور سب کی نظریں بیگم حیدر سلطان پر جم گئیں جن کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا اور ان کے جسم میں ہونے والی کپکپاہٹ واضح بھی جا سکتی تھی

''نہیں۔ نہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔ کمرے میں اب موت کا سناٹا چھا گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سب کے سب سکتے میں آ گئے ہوں۔ تھوڑی دیر پہلے جو بیگم حیدر سلطان بری طرح چیخ رہی تھی۔ بار بار طنز کر رہی تھی اب وہ اس طرح خاموش تھی جیسے اب کبھی نہ بولے گی۔

''اس میں کوئی شک نہیں محترمہ بیگم حیدر سلطان۔ یہ خط جعلی ہے۔ یہ وہ خط نہیں ہے جو حیدر سلطان صاحب نے سر سلطان کے

لئے لکھا تھا بلکہ آپ نے وہ خط بدل دیا تھا۔ حیدر سلطان صاحب کا لکھا ہوا خط اپنے پاس رکھ کر ان کے انداز میں یہ نئی تحریر آپ نے لکھی تھی اور اب میں آپ کو ایک اور بات بتا دیتا ہوں کہ خط حیدر سلطان صاحب نے آپ کو نہیں دیا تھا۔ وہ یہ خط خود کو بھجوانا چاہتے تھے لیکن آپ نے ان کے میز کی دراز سے یہ خط چوری کر لیا تھا اور پھر آپ نے بھاپ سے خط کا لفافہ کھول کر اسے پڑھا اور پھر اس کی جگہ اپنی تحریر لفافے میں ڈال کر لفافہ بند کر کے وہیں رکھ دیا جہاں حیدر سلطان صاحب نے رکھا تھا۔ حیدر سلطان باہر جاتے ہوئے یہ خط اپنے ساتھ لے جانا بھول گئے تھے اور پھر ان کا حادثہ ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے بھی ایک ماہ بعد یہ خط دیکھا تو آپ نے اسے فوراً سر سلطان کو دے دیا۔ آپ میری اس بات کو جھٹلا نہیں سکتیں کیونکہ حیدر سلطان کی طرح آپ بھی ڈائری لکھنے کی عادت میں مبتلا ہیں۔ آپ ڈائری ایک قدیم سنسکرتی زبان میں تحریر کرتی ہیں جسے کوئی عام آدمی نہیں پڑھ سکتا۔ اسی ڈائری میں آپ نے اس خط کے بارے میں بھی سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ کہیں تو پروفیسر ابرار حسین آپ کی وہ تحریر بھی پڑھ کر سنا دیں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بیگم حیدر سلطان جیسے گنگ سی ہو کر رہ گئی۔

"آپ کے ان ماہر صاحب کو ضرور دھوکا ہوا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ان کی رپورٹ غلط ہو"...... کاشف عباس نے کہا۔

"ایسا ممکن ہو سکتا تھا اور ہم اس پر غور کر سکتے تھے اگر دو اور

باتیں ہمارے سامنے نہ آتیں"...... عمران نے کہا۔

"دو اور باتیں۔ کیا مطلب"...... بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس نے ایک ساتھ چونک کر کہا۔

"کیا مطلب عمران۔ اب تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"پہلی بات۔ حیدر سلطان صاحب کی موت ہارٹ اٹیک سے نہیں ہوئی تھی"...... عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"کیا کہا۔ ان کی موت دل کے دورے سے نہیں ہوئی تھی"۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے چلاتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں اور نہ ہی ان کی حالت اتنی خراب تھی کہ ان کے زخموں کا علاج نہ کیا جا سکتا ہو۔ ان کے علاج کی کوشش بھی نہیں کی گئی تھی اور یہ سب جان بوجھ کر کیا گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب کی رپورٹ تو یہی کہتی کہ ان کی موت ہارٹ اٹیک سے ہوئی ہے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے ڈاکٹر شفاق احمد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب نے یہی رپورٹ دی تھی لیکن نہوں نے غلط رپورٹ دی تھی"...... عمران نے کہا۔

"غلط۔ بالکل غلط۔ میری رپورٹ بالکل درست تھی"...... ڈاکٹر شفاق احمد نے چیخ کر کہا۔

"آپ کی رپورٹ غلط تھی اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ

سے غلطی ہوئی تھی۔ نہیں۔ آپ سے غلطی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ آپ نے جان بوجھ کر غلط رپورٹ لکھی تھی کیونکہ حیدر سلطان کے قتل میں آپ کا بھی ہاتھ تھا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر اچھل پڑے۔

''قتل۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔ کیا حیدر سلطان صاحب کو قتل کیا گیا تھا''...... سر سلطان نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے ڈاکٹر اشفاق کے ہسپتال سے وہ فائل لے لی تھی جس میں ان کے ٹریٹمنٹ کے حوالے سے معلومات تھیں۔ ان کاغذات کی رو سے حیدر سلطان صاحب کی مکمل ٹریٹمنٹ کی ہی نہیں گئی تھی بلکہ ان کا عام سے انداز میں اور عام سی دواؤں سے علاج کیا جا رہا تھا اور پھر بیگم حیدر سلطان اور کاشف عباس کے کہنے پر ڈاکٹر اشفاق نے حیدر سلطان کو ایمکورائین کا انجکشن لگا دیا تھا۔ اس انجکشن کی وجہ سے نہ صرف حیدر سلطان صاحب کی حالت بگڑ گئی بلکہ ان کا خون رگوں میں جم گیا جس کے باعث انہیں ہارٹ اٹیک آیا اور وہ ہلاک ہو گئے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر اشفاق ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ سراسر الزام''...... ڈاکٹر اشفاق نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''میرے پاس آپ کی ہی لکھی ہوئی ٹریٹمنٹ کی پوری رپورٹ ہے ڈاکٹر صاحب اور یہی نہیں ہم نے حیدر سلطان صاحب کی لاش قبر سے نکلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم بھی کرا لیا ہے۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق حیدر سلطان صاحب کے باقیات سے اس انجکشن کے ٹریسز مل گئے ہیں جو ان کی ہلاکت کا باعث بنا تھا اور آپ کو یاد ہو گا آپ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ حیدر سلطان صاحب ل کے مریض تھے اور انہیں پہلے بھی ہارٹ اٹیک آ چکا تھا تو اس کے لئے عرض ہے کہ آپ ہی کی رپورٹ کے مطابق حیدر سلطان صاحب کو ایسی کوئی بیماری نہ تھی۔ نہ دل کی نہ شوگر کی اور نہ کوئی ور۔ آپ نے ان کا جتنا بھی ٹریٹمنٹ کیا تھا ان کے بلڈ ٹیسٹ اور وسرے تمام ٹیسٹوں کی رپورٹس بھی فائل میں منسلک ہے۔ اگر آپ ئل میں یہ رپورٹس نہ منسلک کرتے تو شاید میں بھی الجھ جاتا لیکن پ کی بدقسمتی کہ ایسا نہ ہو سکا تھا۔

''اور آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ انہوں نے ہمارے کہنے حیدر سلطان کو یہ انجکشن لگایا تھا''...... بیگم حیدر سلطان نے طنزیہ راز میں کہا۔ شاید اپنے بچاؤ کی کوئی پلاننگ اس کے ذہن میں ئی تھی اس لئے گنگ بیٹھی ہوئی بیگم حیدر سلطان نے اس گمبھیر ول میں پہلی بار طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اگر آپ اس قتل میں شامل نہیں ہیں تو آپ کو خط تبدیل رنے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''کیا یہ بات ثابت ہو چکی ہے''...... بیگم حیدر سلطان نے جھلا کر کہا۔

''ہاں ۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میں پروفیسر ابرار حسین کی رپورٹ کو درست تسلیم نہیں کرتی''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''آپ کے نہ ماننے سے کچھ نہیں ہو گا۔ یہ تحریر ایکسپرٹ ہیں، عدالت میں اپنی بات ثابت کر دیں گے۔ ان کی رپورٹ کو عدالت جھٹلا نہیں سکتی''...... عمران نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میرا وکیل اس معاملے کو عدالت میں دیکھ لے گا''...... کاشف عباس نے کہا۔

''ضرور دیکھ لے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو اس وقت ان سب باتوں سے زیادہ سنگین ایک اور بات سب کو بتانی ہے اور اس بات نے خود مجھے بھی بہت پریشان کر رکھا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ وہ ایسی کیا بات ہے''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''وہ بات ان سب سے زیادہ خوفناک ہے۔ ان کے قتل کے جرم سے بھی زیادہ۔ اس خط کو بدلنے کے جرم سے بھی زیادہ''...... عمران نے کہا۔

''آخر وہ کیا بات ہے عمران''...... سر سلطان نے بے چین ہو کر پوچھا۔

''یہ دونوں کافرستانی ہیں لیکن بظاہر یہ مسلمان ہو گئے تھے جبکہ انہوں نے ابھی تک اپنا مذہب نہیں بدلا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نن۔ نہیں۔ نہیں''...... عمران کی بات سن کر اس بار ڈاکٹر عبدالغنی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ ان سب کی بھی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیل گئیں۔ ادھر کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کے چہرے تاریک ہو گئے یہ ایسی خبر تھی جس نے سب لوگوں کو سکتے میں مبتلا کر دیا تھا۔

''بیگم حیدر سلطان کافرستانی تھی اور اس کے شوہر چیف سیکرٹری تھے تو اس سے زیادہ خطرناک بات اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ جو بھی خفیہ معلومات یہ حاصل کر چکی ہوں گی۔ وہ اپنے بڑوں کو پہنچاتی رہی ہوں گی اور یہ واقعہ بھی یہی ثابت کرتا ہے۔ آخر وقت میں حیدر سلطان صاحب کو ان کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا ہو گا۔ انہیں اس بات کا پتہ چلا ہو گا کہ ان کی بیوی ان سے ہی نہیں ملک و قوم سے بھی غداری کی مرتکب ہو رہی ہیں تو انہیں شدید صدمہ پہنچا ہو گا۔ اس وقت وہ ریٹائر ہو چکے تھے۔ مزید کوئی نقصان تو یہ دونوں ان کے ذریعے ملک اور قوم کو پہنچا نہیں سکتے تھے۔ لیکن وہ اس کرب اور اذیت میں مبتلا ہو گئے کہ یہ کیا ہوا۔ میری غدار بیوی کے ذریعے نہ جانے اب تک کتنے راز دشمنوں کے ہاتھ لگ چکے ہوں گے چنانچہ انہوں نے یہ تمام تفصیلات لکھ کر اپنے بااعتماد دوست آفاق زبیری کو دیں تاکہ وہ یہ معلومات سر سلطان تک پہنچا

دیں اور احتیاطاً ایک خط انہوں نے سر سلطان کے نام لکھ کر رکھ لیا کہ موقع ملتے ہی وہ اسے بھجوا دیں گے تاکہ سر سلطان کو بھی علم ہو سکے کہ انہوں نے انہیں اہم دستاویزات بھیجی ہیں۔ وہ اہم دستاویزات کوریئر نہ کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے تمام دستاویزات آفاق زبیری کے سپرد کی تھیں۔ بہرحال خط میں انہوں نے صرف اتنا لکھا تھا کہ انہوں نے ایک فائل آفاق زبیری کو دی ہے اور احتیاطاً یہ خط لکھ دیا ہے اور بس خط میں صرف یہ الفاظ ہوں گے لیکن ان دونوں نے خط پڑھ لیا اور اس فائل کے بارے میں الجھن میں مبتلا ہو گئے۔ یہ جان گئے کہ اب حیدر سلطان کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔ شاید کسی طرح ان کے کانوں میں ان کی بات چیت پڑ گئی ہو گی۔ لہٰذا انہوں نے آفاق زبیری پر حملہ کرا کر وہ فائل حاصل کر لی اور آفاق زبیری بے چارے شرمندگی کی وجہ سے یہ بات کسی کو نہ بتا سکے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب ایک ماہ گزرنے پر انہیں وہ خط سر سلطان انکل کو دینے کی کیا ضرورت تھی اور اب آفاق زبیری صاحب کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں اس سوال کا جواب ابھی تک تلاش نہیں کر سکا کیا آپ ہمیں بتائیں گی آپ نے ایسا کیوں کیا''...... عمران نے بیگم حیدر سلطان سے پوچھا۔

''یہ تمام الزامات ہیں اور سرے سے غلط اور بے بنیاد ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ پھلا کر کہا۔

''جعلی خط سر سلطان کو بھیجنے کی ایک وجہ ذہن میں آتی ہے''...... عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

''چلیں۔ ہم اس وجہ پر ہی اکتفا کر لیں گے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور وہ وجہ یہ ہے کہ اس خط کے ذریعے انہوں نے سر سلطان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ یہ ظاہر کر سکیں کہ یہ ملک اور اپنے شوہر کی وفادار تھیں اور ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن آفاق زبیری کے اغوا کو ہم کس خانے میں فٹ کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس کے لئے ہمیں محترمہ بیگم حیدر سلطان اور ان کے بھائی کو یہاں سے سپیشل ہیڈ کوارٹر لے جانا پڑے گا۔ جب وہاں ان پر تشدد کیا جائے گا۔ کوڑے مار مار کر ان کی کھال اتاری جائے گی اور ان کا ایک ایک رعشہ ان کے جسموں سے الگ کیا جائے گا تو یہ سب کچھ خود ہی اگل دیں گے اور میرے خیال میں اس بات پر اب یہاں موجود کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ کیا خیال ہے۔ ڈاکٹر عبدالغنی اور سر سلطان صاحب''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ عمران بیٹا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ غدار ہیں تم نے ہر بات ثابت کر دی ہے۔ آفاق زبیری کے اغوا کے بھی یہی ذمہ دار

ہیں۔ ان کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ملک دشمنوں کا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ہاں۔ تم ان سے جو معلوم کرنا چاہتے ہو کرو۔ اس کے بعد بے شک انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دینا اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا دینا۔ ہم تم سے کوئی سوال نہ کریں گے اور یہ بات اس کمرے سے باہر بھی نہیں جائے گی''...... سر سلطان نے کہا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ عمران نے ڈاکٹر عبدالغنی اور سر سلطان کو ایسی باتیں کہنے کے' لئے پہلے ہی بریف کر دیا تھا تاکہ مجرموں کے منہ کھلوانے کے لئے آسانی ہو جائے۔ جبکہ بیگم حیدر سلطان، کاشف عباس اور ڈاکٹر اشفاق کے جسموں میں تھرتھری سی دوڑ گئی تھی۔

''لیکن جب تک آفاق زبیری صاحب دستیاب نہیں ہو جاتے۔ اس وقت تک یہ کیس نامکمل رہے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اب وہ بہت جلد دستیاب ہو جائیں گے۔ ان کا پتہ اب یہ ہمیں بتائیں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''تت۔ تت۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... بیگم حیدر سلطان نے تھرتھر کانپتے ہوئے کہا۔

''اگر تم تینوں تشدد برداشت نہیں کر سکتے تو بہتر ہے سب کے سامنے سب کچھ اگل دو۔ اسی میں تم تینوں کی بھلائی ہے اور سب

سے پہلے یہ بتاؤ۔ آفاق زبیری کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں یہ بات واقعی معلوم نہیں کہ آفاق زبیری کہاں ہیں۔ ان کے اغوا میں کم از کم ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے''...... کاشف عباس نے کہا۔

''کم از کم سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا باقی کے الزامات تم تسلیم کرتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''اور ڈاکٹر صاحب کیا اب بھی آپ اس بات سے انکار کریں گے کہ آپ نے حیدر سلطان صاحب کو ان کے کہنے پر زہریلا انجکشن لگا کر ہلاک کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں اپنا جرم قبول کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے دولت کا لالچ دیا تھا۔ مجھے اپنا ہسپتال انٹرنیشنل لیول کا بنانے کے لئے بڑی رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے ان کا کام کرنے کی حامی بھر لی تھی''...... ڈاکٹر اشفاق نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

''کتنا معاوضہ لیا تھا آپ نے ان سے''...... عمران نے پوچھا۔

''پچاس کروڑ''...... ڈاکٹر اشفاق نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

''اور محترمہ آپ نے جان بوجھ کر خط بدلا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''اور تم خفیہ معلومات جو بھی حاصل کر سکے۔ اپنے بڑوں کو

پہنچاتے رہے ہو''...... عمران نے پھر پوچھا۔

''ہاں یہ بھی درست ہے''...... دونوں نے کہا۔

''اس شخص کا نام بتاؤ جسے براہ راست تم یہ معلومات پہنچاتے رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم ساری معلومات ڈریم سنٹر پہنچاتے تھے''...... کاشف عباس نے بھی شکست خوردگی سے جواب دیا تو ڈریم سنٹر کا سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈریم سنٹر۔ یہ وہی ڈریم سنٹر ہے نا جو سرحدی قصبے ماٹال میں ہے۔ وہاں بظاہر مسلم کمیونٹی ہے لیکن حقیقت میں وہاں زیادہ تعداد کافرستانی نژاد افراد کی ہے اور اس سنٹر کو ایک بڑے قلعے کی شکل میں بنایا گیا ہے۔ بظاہر اس سنٹر کو مذہبی سرگرمیوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہی ہمارا مین مرکز ہے۔ سپیشل سنٹر''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''تو کیا وہاں سب کے سب غیر مسلم ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن بظاہر سب مسلم ہیں۔ ان کے نام بھی مسلمانوں جیسے ہی ہیں تاکہ حکومت کی نظروں سے خود کو بچا کر اپنی مخصوص سرگرمیاں جاری رکھ سکیں''...... کاشف عباس نے کہا۔

''ڈریم سنٹر کا سربراہ کون ہے''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا اصل نام کچھ اور ہے لیکن مسلمان کی حیثیت سے اس نے اپنا نام امیر سالم رکھا ہوا ہے اور سب اسے اسی نام سے جانتے ہیں''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''معاملات اس نہج پر پہنچ جائیں گے اس کا مجھے واقعی اندازہ نہ تھا۔ یہ تو صورتحال اور زیادہ خوفناک اور گمبھیر ہو گئی ہے''...... عمران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو کیا ماٹال میں صرف کافرستانی رہتے ہیں۔ وہاں ان کا قبضہ ہے''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن ان سب نے مسلمانوں کے نقاب اوڑھ رکھے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ سب اقلیت ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اب کیا کرنا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے یہ سارا کام امیر سالم یا جو بھی اس کا نام ہے اسی کے کہنے پر کیا گیا ہے۔ اس سارے کھیل کے پیچھے اسی کا ہاتھ ہے اس لئے آفاق زبیری بھی وہیں ہوں گے اور ہمیں انہیں وہاں سے ہر صورت بازیاب کرانا ہو گا۔

''تمہارا کیا خیال ہے ماٹال اور ڈریم سنٹر تک پہنچنا تمہارے لئے اس قدر آسان ہو گا''...... اس بار کاشف عباس نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... عمران نے کہا۔ باقی سب بھی چونک کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"وہ ہمارا قلعہ ہے۔ ایک جنگی قلعہ جس کی حفاظت کے لئے امیر سالم نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں۔ قصبے اور قلعے کی حفاظت کے لئے باقاعدہ مسلح فورس ہے جو فوج کی پوری بٹالین کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ وہاں صرف وہی لوگ جا سکتے ہیں جن کا تعلق اقلیت سے ہو۔ مسلمانوں کے وہاں جانے پر پابندی ہے اور اگر کوئی مسلمان وہاں غلطی سے پہنچ جائے تو پھر اس کی واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ کسی بھی صورت میں"...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

"تو تم لوگ سمجھ رہے ہو کہ پاکیشیا کے اس علاقے پر تم لوگوں کا قبضہ ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے اور یہ علاقہ کافرستان کے سرحدی علاقے کے ساتھ ہے اس لئے ہمیں کافرستان کی مکمل سپورٹ حاصل ہے"...... کاشف عباس نے کہا تو عمران نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تب تو ہمارا وہاں جانا اور بھی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر دشمن سمجھ رہا ہے کہ انہوں نے ہمارے اس علاقے پر قبضہ جما لیا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی بھول ہے۔ ہم اپنے ملک کے لئے کٹ مرنے کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ اب ہمارا مشن اس قصبے اور آفاق زبیری کو دشمنوں سے بازیاب کرنا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ماٹال قصبہ کافرستانی سرحد سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہ پہاڑوں میں گھرا ہوا علاقہ تھا۔ ہر طرف خشک اور ویران پہاڑیاں تھیں جن کے درمیان ایک چھوٹی سی وادی میں یہ قصبہ آباد تھا اور اس قصبے میں چھوٹی بڑی ہر قسم کی رہائش گاہیں موجود تھیں۔ قصبے کے وسط میں ایک بڑی قلعہ نما عمارت بنائی گئی تھی جس میں داخلے کے چار راستے تھے اور ان چاروں راستوں پر سیکورٹی ڈورز کے علاوہ چیکنگ کے دوسرے خصوصی انتظامات بھی موجود تھے۔ کوئی بھی شخص ان چیکنگ پوائنٹس سے گزرے بغیر قلعے میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

قلعے کی فصیلیں کافی اونچی بنائی گئی تھیں جہاں ہر وقت مسلح افراد موجود رہتے تھے۔ یہی نہیں اس قلعے میں چاروں اطراف سرچنگ ٹاور بھی بنے ہوئے تھے جن میں ماہر شوٹر موجود رہتے تھے۔ قلعے کی دیواروں پر اندر اور باہر فلڈ لائٹس بھی لگائی گئی تھی جنہیں شام

ہوتے ہی روشن کر دیا جاتا تھا اور وہاں اس قدر روشنی ہو جاتی تھی کہ دن کا سا سماں ہو جاتا تھا۔ قلعے کے اندر اور باہر بھی مسلح افراد کا گشت رہتا تھا اور یہی عالم قصبے کی سرحدوں کا تھا۔

ہر پہاڑی پر مسلح افراد کی کثیر تعداد ہر وقت موجود رہتی تھی جن کے پاس جدید ترین اسلحہ ہوتا تھا اور اگر قصبہ میں کوئی اجنبی بھولے بھٹکے سے بھی آ جاتا تو اس کی لاش بھی غائب کر دی جاتی تھی۔ چونکہ اس علاقے کی سرحد کافرستان سے ملتی تھی اس لئے سیکورٹی فورسز اس علاقے کا چکر لگاتی رہتی تھیں اور قصبے کے لوگ پاکیشائی سیکورٹی فورسز کے آنے پر سارا اسلحہ غائب کر دیتے تھے اور عام لوگوں کی طرح گھومتے پھرتے نظر آتے تھے۔

سیکورٹی فورسز کی آمد پر قلعے کے بھی دروازے کھول دیئے جاتے تھے۔ وہاں ایسا کوئی سسٹم دکھائی نہ دیتا تھا جس سے پتہ چلتا ہو کہ یہ علاقہ اور قلعہ عسکریت پسندوں کا گڑھ ہو۔ دوسرے لفظوں میں دکھاوے کے لئے یہ ایک عام سا قصبہ تھا جہاں لوگ صرف اپنے کام سے کام رکھتے تھے اور کسی بھی قسم کی غیر قانونی یا غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث نہ پائے جاتے تھے۔

اس قصبے کے اردگرد کے دوسرے علاقوں میں موجود اقلیتوں کا بھی قصبے کے امیر سے گٹھ جوڑ تھا اور وہ ہر معاملے میں ان کی بھرپور مدد کرتے تھے۔ اگر کسی طرف سے بھی کوئی سیکورٹی فورس یا چیکنگ ٹیم اس قصبے کی طرف روانہ ہوتی تو اس کے بارے میں قصبے

کے امیر کو فوری طور پر مطلع کر دیا جاتا تھا جو چند ہی گھنٹوں میں پورے کے پورے قصبے کو بدل کر رکھ دیتا تھا۔ اس قصبے کے امیر نے اس بات کا بھی انتظام کر رکھا تھا کہ اس قصبے کو کسی بھی سیٹلائٹ سے چیک نہ کیا جا سکے۔ یہ چونکہ پہاڑی علاقہ تھا اس لئے اس علاقے میں اکثر بادل چھائے رہتے تھے اور پھر کافرستان کی مدد سے قصبے کے امیر نے اس قصبے پر ایک مشین کے ذریعے نقلی دھند بھی پیدا کر رکھی تھی جو ہر قسم کے سپائی سیٹلائٹ سے ان کی سرگرمیوں کو محفوظ رکھتی تھی اور قصبے کے لوگ آزادی سے ہر کام کرتے تھے۔ قصبے کا امیر جس کا نام امیر سالم تھا انتہائی باوسائل اور وسیع اثر و رسوخ کا مالک تھا جس کے نہ صرف پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے رابطے تھے بلکہ کافرستان میں بھی اس نے فوج اور سول اداروں سے رابطے استوار کر رکھے تھے۔ قصبے میں امیر سالم کی ہر بات مقدم سمجھی جاتی تھی اور اس کا ہر حکم پتھر کی لکیر ہوتا تھا۔ ایک بار وہ جو حکم دے دیتا اس کی بجا آوری قصبے کے ہر فرد پر فرض تھی۔

امیر سالم قلعے میں موجود اپنے وسیع اور انتہائی قیمتی سامان سے سجے آفس میں بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ امیر سالم بھاری بھرکم اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر درشتگی اور کرختگی نمایاں تھی۔ وہ سامنے میز پر پڑی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"جناب"...... اس آدمی نے اندر داخل ہو کر نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر امیر سالم نے فائل سے سر اٹھایا اور اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"توشو۔ تم"...... امیر سالم نے کہا۔

"ہاں جناب۔ ایک اہم خبر ہے"...... آنے والے نوجوان نے کہا جس کا نام توشو تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"بتاؤ۔ کیا خبر ہے"...... امیر سالم نے چونک کر کہا۔ اس نے نوجوان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ لئے تھے۔

"ڈی ایل کو پاکیشیائی فورس نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے جناب اور پوری وادی میں اس وقت فورس موجود ہے"...... توشو نے کہا تو امیر سالم بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیائی فورس ماٹال میں پہنچ گئی ہے۔ کب، کیسے اور کیوں"...... امیر سالم نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس بار تو ہمیں مخبروں نے کوئی اطلاع بھی نہیں دی جناب۔ اچانک ہی ماٹال کے چاروں اطراف سے تیز رفتار جیپوں میں فورس آئی اور ماٹال میں داخل ہو گئی۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹروں نے پہاڑیوں پر موجود ہماری فورس کو بھی فوری طور پر پہاڑیوں سے نیچے اترنے کا حکم دیا تو وہ سب نیچے آ گئے۔ اس کے بعد اب چھ اور

گن شپ ہیلی کاپٹر آ گئے ہیں جو پوری وادی میں چکراتے پھر رہے ہیں"۔ توشو نے کہا تو امیر سالم کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یہ سب کیا ہو گیا۔ کیسے ہو گیا۔ ہمارے مخبروں نے ان کی آمد کے بارے میں کیوں نہیں بتایا اور پاکیشیائی فورس یہاں کیوں پہنچ گئی ہے وہ بھی اتنی بڑی تعداد میں اور کیا گن شپ ہیلی کاپٹر ڈی ایل پر بھی منڈلا رہے ہیں"...... امیر سالم نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ابھی تک کوئی گن شپ ہیلی کاپٹر ڈیل ایل کے پاس نہیں آیا ہے۔ ڈی ایل میں چاروں طرف سرچنگ ٹاور ہیں اور ہم نے یہاں چاروں طرف اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب کر رکھی ہیں اور ہر طرف میزائل لانچر بھی موجود ہیں جو ایئر کرافٹس اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں شاید اسی لئے وہ ڈی ایل کے قریب نہیں پھٹک رہے ہیں"...... توشو نے کہا۔

"کیا یہ لوگ آفاق زبیری کے لئے یہاں پہنچے ہیں"۔ امیر سالم نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں جناب۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔ فورس کے ساتھ علی عمران بھی موجود ہے"...... توشو نے جواب دیا اور عمران کا سن کر امیر سالم بے اختیار اچھل پڑا۔

"آفاق زبیری اور سوریا پرتاب کہاں ہیں"...... امیر سالم نے

اس سے پوچھا۔

''ان دونوں کو ریڈ ونگ میں رکھا گیا ہے جناب''...... توشو نے کہا۔

''ہونہہ۔ کتنی فورس ہے''...... امیر سالم نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''بے شمار ہے جناب اور بھاری اسلحے کے ساتھ ہیں''...... توشو نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ان کا کمانڈنگ آفیسر کون ہے''...... امیر سالم نے اسی انداز میں کہا۔

''میں نے فورس کے آنے کے بعد معلومات حاصل کی ہیں جناب۔ یہ ریڈ بٹالین فورس ہے جو سیکرٹری داخلہ سر سلطان کی ایماء پر یہاں پہنچی ہے اور فورس کا کمانڈر کرنل طاہر عالم ہے''...... توشو نے کہا۔

''کیا وادی میں ان کی طرف سے کوئی اعلان کیا گیا ہے''۔ امیر سالم نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ جو فورس وادی میں ہے ان کی طرف سے ہر خاص و عام کو اپنے گھروں کے اندر جانے اور اندر سے دروازے بند رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ مسلح افراد کو ایک جگہ الگ جمع کیا جا رہا ہے اور ان سے اسلحہ حاصل کیا جا رہا ہے البتہ جو فورس ڈی ایل کا گھیراؤ کر رہی ہے اس کی طرف سے ابھی کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ فورس

بھاری اسلحے کے ساتھ خاموشی سے قلعے کے چاروں طرف پہنچ چکی ہے اور پوزیشنیں سنبھال رہی ہے''...... توشو نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے توشو کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک اٹھا۔

''معافی چاہتا ہوں جناب۔ اجازت ہو تو فون سن لوں شاید کوئی اہم کال ہے''...... توشو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے سن لو''...... امیر سالم نے کہا تو توشو نے سیل فون جیب سے نکالا اور پھر اسکرین پر ڈسپلے دیکھ کر اس نے فوراً کال رسیونگ کا بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''توشو بول رہا ہوں''...... اس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

''اوکے۔ ہولڈ کرو''...... دوسری طرف کی بات سن کر توشو نے کہا۔ اس نے سیل فون کان سے ہٹا لیا۔

''ٹاورز ون سے کال تھی جناب۔ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ فورس کے ساتھ علی عمران بھی موجود ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے''...... توشو نے کہا۔

''تو کیا یہ علی عمران فورس کو لیڈ کر رہا ہے''...... امیر سالم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں شاید''...... توشو نے جواب دیا تو امیر سالم خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرے پر غصے اور پریشانی کے ساتھ الجھن کے تاثرات بھی

دکھائی دے رہے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ لے آؤ اسے''...... چند لمحے سوچنے نے بعد امیر سالم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو توشو نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آفس سے نکلتا چلا گیا۔

''اگر مجھے فورس کی آمد کی پیشگی اطلاع مل جاتی تو میں اس معاملے کو بہتر طریقے سے ہینڈل کرتا لیکن اب نجانے مجھے یہ سب کچھ کیسے ڈیل کرنا پڑے گا''...... امیر سالم نے غصے اور پریشانی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد توشو کے ساتھ دو خوش شکل اور مضبوط جسموں کے مالک نوجوان اندر داخل ہوئے۔ امیر سالم ان میں سے عمران کو پہچانتا تھا۔ دوسرا آدمی شاید اس کا ساتھی تھا۔

''بیٹھیں''...... امیر سالم نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ توشو ان کے پیچھے دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔

''فرمائیں جناب۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... امیر سالم نے کہا۔

''آفاق زبیری کہاں ہیں''...... عمران نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کون آفاق زبیری۔ میں کسی آفاق زبیری کو نہیں جانتا''۔

امیر سالم نے کہا۔

''تمہارے قلعے سمیت اس وقت پوری وادی ماتال ریڈ بٹالین کے گھیرے میں ہے امیر سالم۔ تمہارے پاس اب بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو ورنہ''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں کسی آفاق زبیری کو نہیں جانتا تو پھر میں اس کے بارے میں تمہیں کیا بتاؤں اور کیا تعاون کروں''...... امیر سالم نے غرا کر کہا۔

''اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر ساری فورس قلعے میں داخل ہو کر خود آفاق زبیری کو تلاش کرے گی۔ ایسی صورت میں جو بھی نقصان ہو گا اس کے ذمہ دار تم ہو گے''...... عمران نے کہا۔

''تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے امیر سالم ہو''...... امیر سالم نے کہا۔

''تم صرف دکھاوے کے امیر سالم ہو۔ میں جانتا ہوں تم کافرستانی ہو اور تمہارا نام کچھ اور ہے۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ آفاق زبیری کو میرے حوالے کر دو ورنہ......'' عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ جھوٹ ہے۔ تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ میں اور یہ پوری وادی مسلم ہے اور میں ان کا امیر ہوں۔ سمجھے تم''...... امیر سالم نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''آفاق زبیری کہاں ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... امیر سالم نے بھی جواب میں سرد لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تم آفاق زبیری کے بارے میں نہیں بتاؤ گے اور اسے میرے حوالے نہ کرو گے تو پھر فورس ڈی ایل کے اندر بھی پہنچ جائے گی اور تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ ہمارے ساتھ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی ہیں جو تمہارے اس جنگی قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے کہا۔

''ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ہم بھی تیار ہیں۔ اگر قلعے پر حملہ کیا گیا تو اس کے نتائج بہت خطرناک ہو سکتے ہیں''...... امیر سالم نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو تم میری بات نہیں مانو گے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں''...... امیر سالم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے اس بار امیر سالم کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اٹھتے ہی اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ہوا ایک ریوالور نظر آیا۔ اس سے پہلے کہ امیر سالم اور اس کا ساتھ توشو اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگے ریوالور کو دیکھ کر چونکتے، ٹائیگر نے تیزی سے توشو کی طرف مڑتے ہوئے اس پر فائر کر دیا۔ گولی ٹھیک توشو

کے سر پر پڑی اور اس کے سر میں سوراخ کرتی ہوئی پیچھے دیوار میں جا گھسی۔ توشو کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا اس کے سر سے خون کا فوارا سا نکلا اور وہ منہ کے بل گرتا چلا گیا۔ توشو کو اس طرح گولی مارتے دیکھ کر امیر سالم ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا ہے۔ تم نے ڈی ایل میں میری آنکھوں کے سامنے میرے ساتھی کو گولی مار دی ہے''...... امیر سالم نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے توشو کو گولی مارتے ہی مڑ کر ریوالور کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

''اگلی گولی ٹھیک تمہارے سر پر پڑے گی''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو امیر سالم کا رنگ زرد ہو گیا۔

''نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... امیر سالم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تم سے کہا ہے نا کہ اس وقت ہم تمہارے اس ڈی ایل کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں اور پوری وادی کو نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ اس لئے تم سے جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو فوراً''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔مم۔ میں آفاق زبیری کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوں۔ تم میری بات کا یقین کرو''...... امیر سالم نے جواب دیا۔

''ٹائیگر۔ گولی مار دو اسے''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو

کر کہا تو ٹائیگر کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے لگی۔ یہ دیکھ کر امیر سالم ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر موت کا خوف طاری ہو گیا تھا۔

''یہ اقدام آپ کو بہت مہنگا پڑے گا''...... امیر سالم نے غصے میں کہا۔

''ہم غریب نہیں ہیں۔ جتنا بھی مہنگا ہو گا خرید لیں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو وہ کرسی ہٹا کر میز کی طرف گھوم کر امیر سالم کے عقب میں آ گیا اور اس نے ریوالور کی نال امیر سالم کے سر سے لگا دی۔ اسی لمحے اچانک کمرے کی چاروں دیواروں میں ایک ایک دروازہ کھلا اور وہاں سے دو دو ہٹے کٹے اور انتہائی طاقتور جسموں کے مالک مسلح افراد نکل کر باہر آ گئے اور ان کے پیچھے خود کار انداز میں چاروں دروازے بند ہو گئے۔ مسلح افراد نے مشین گنوں کے رخ عمران اور ٹائیگر کی طرف کر دیئے۔ انہیں دیکھ کر امیر سالم کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''میں نے دیکھ لیا تھا۔ تم نے میز کے نیچے کوئی بٹن پریس کیا تھا جس کے نتیجے میں یہ دروازے کھلے ہیں اور یہ لوگ مشین گنیں لے کر اندر آئے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گن پھینک دو۔ ورنہ گولیوں سے تم دونوں کو بھون دیا جائے گا''۔ آنے والوں میں سے ایک آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''حماقت مت کرو۔ میری گن تمہارے امیر کے سر سے لگی ہوئی ہے۔ اپنا اسلحہ گرا دو۔ ورنہ میں اس کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑا دوں گا''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔ اس کی بات سن کر امیر سالم کا رنگ اڑ گیا۔

''اسلحہ گرا دو''...... امیر سالم نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''لیکن جناب......'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''جیسا کہہ رہا ہوں وہ کرو نانسنس۔ دیکھ نہیں رہے۔ یہ میرے سر پر کھڑا ہے اور اس کی گن میرے سر سے لگی ہوئی ہے''۔ امیر سالم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ وہ لوگ چند لمحے ان دونوں کو گھورتے رہے پھر انہوں نے اسلحہ گرانا شروع کر دیا۔ عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل نظر آیا تو امیر سالم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سب ایک ساتھ اس دیوار کے پاس آ جاؤ''...... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے دیوار کے پاس آ گئے۔

''ٹائیگر اسے باہر لے جاؤ۔ احتیاط کے ساتھ۔ اسے اپنے سامنے رکھنا تا کہ اگر کوئی فائر کرے تو پہلے یہی گولی کا شکار بنے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کے ساتھیوں کی طرف کر رکھا تھا۔

''چلو''...... ٹائیگر نے امیر سالم سے کہا تو اس کے قدم دروازے کی طرف اٹھنے لگے۔ پھر وہ دونوں جیسے ہی دروازہ کھول کر باہر

نکلے عمران کے مشین پسٹل سے یکلخت ریٹ ریٹ کی آواز نکلی اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے ان پر کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی فائرنگ کر دی تھی۔ اس نے اندر آتے ہی دیکھ لیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ دروازہ بند ہونے پر اندر کی آواز نہ باہر جا سکتی ہے اور نہ باہر کی کوئی آواز اندر آ سکتی ہے۔ ان افراد کو ہلاک کرتے ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ راہداری خالی تھی۔ ٹائیگر بدستور امیر سالم کے سر سے ریوالور لگائے اسے ایک طرف لے جا رہا تھا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

عمران کے کہنے پر امیر سالم انہیں خفیہ راستوں سے گزارتا ہوا قلعے سے باہر لے آیا۔ یہ وہ راستے تھے جہاں مسلح تو کیا ویسے بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ جیسے ہی باہر آئے اسی لمحے ایک فصیل سے ان پر گولیاں برسا دی گئیں۔ گولیاں ان تینوں کے ارد گرد زمین پر پڑیں۔ ٹائیگر نے فوراً امیر سالم کو پکڑ کر ایک دیوار کی طرف چھلانگ لگا دی۔ عمران نے بھی دیوار کی طرف چھلانگ لگائی اور دیوار سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے امیر سالم نے ٹائیگر کو دھکا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اور عمران اسے پکڑتے، امیر سالم تیزی سے بھاگتا ہوا اس دروازے سے اندر داخل ہوا جس سے نکل کر وہ باہر آئے تھے۔ جیسے ہی وہ اندر گیا اسی لمحے دروازہ خودکار سسٹم کے تحت بند ہوتا چلا گیا۔

عمران نے وادیٔ ماٹال پر قبضہ کرنے اور وہاں موجود جنگی قلعے سے آفاق زبیری کو زندہ سلامت نکال کر لانے کے لئے سر سلطان کے ذریعے پرائم منسٹر سے بات کی تھی جنہوں نے آرمی چیف کو عمران کی مدد کرنے کا حکم دیا تھا اور عمران کے کہنے پر آرمی چیف نے ان کی مدد کے لئے ماؤنٹین بٹالین جسے ریڈ بٹالین کیا جاتا تھا بھیج دی تھی جس کا کمانڈر کرنل طاہر عالم تھا۔

کمانڈر کرنل طاہر عالم عمران کا دوست تھا۔ وہ تیز رفتار جیپوں پر سوار ہو کر وادیٔ ماٹال پہنچ گئے۔ کرنل طاہر عالم کے ساتھ آٹھ گن شپ ہیلی کاپٹر تھے جو ان کی جیپوں سے پہلے ہی وادی میں پہنچ گئے تھے۔ کرنل طاہر عالم کے کہنے پر گن شپ ہیلی کاپٹروں میں موجود فورس نے پہاڑیوں پر موجود مسلح افراد کو فوراً نیچے جانے کا حکم دیا تھا اور پھر جب وہ وادی میں داخل ہوئے تو انہوں نے مسلح افراد کو گھیرنے کے ساتھ عام لوگوں کو فوری طور پر اپنے گھروں میں

جانے کا حکم دیا۔ پوری وادی میں یکلخت موت کی سی خاموشی چھا گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری وادی ویران سی ہو گئی۔ ہر طرف مسلح فورس موجود تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کرنل طاہر عالم اور ان کی فورس کے ساتھ فوراً جنگی قلعے کا محاصرہ کرنا شروع کر دیا۔ قلعے کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ چونکہ عمران اور کرنل طاہر عالم کی اطلاع کے مطابق قلعے میں ایئر کرافٹ گنوں کے ساتھ میزائل لانچر بھی نصب تھے اس لئے گن شپ ہیلی کاپٹروں کو قلعے سے دور ہی رہنے کا کہا گیا تھا۔

عمران اور کرنل طاہر عالم ساتھ ساتھ تھے۔ وہ دونوں قلعے کا محاصرہ کرنے والی فورس کی نگرانی کر رہے تھے۔ پھر عمران نے میگا فون پر امیر سالم سے ملنے کی بات کی تو اسے اندر بلا لیا گیا اور عمران، ٹائیگر کو لے کر اندر چلا گیا۔ اب وہ امیر سالم کے ساتھ باہر آیا تھا لیکن امیر سالم موقع کا فائدہ اٹھا کر فوراً واپس اندر بھاگ گیا تھا۔ جیسے ہی وہ واپس اندر گیا۔ اسی لمحے قلعے کی فصیلوں اور ٹاورز سے یکلخت فورس پر فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔

''یہ کیا۔ یہ تو انہوں نے فائرنگ شروع کر دی ہے''...... کرنل طاہر عالم نے عمران کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''معاملات خراب ہو گئے ہیں۔ فورس سے کہیں کہ جوابی کارروائی کریں۔ اب یہ لوگ آسانی سے ہمارے ہاتھ نہیں آئیں

گے بلکہ کھل کر ہمارا مقابلہ کریں گے''...... عمران نے کہا تو کرنل طاہر عالم نے میگا فون پر فورس کو جوابی حملے کا حکم دے دیا۔ کرنل طاہر عالم کا حکم سنتے ہی فورس نے جوابی فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہر طرف فائرنگ کی تیز آوازوں کے ساتھ بموں اور میزائلوں سے بھی حملہ شروع کر دیا گیا۔ قلعے سے بھی بم اور میزائل فائر کئے جا رہے تھے۔ عمران کو دیکھ کر اس کے ساتھی دوڑتے ہوئے ان کے قریب آ گئے تھے۔

''صفدر۔ اس دروازے کو بم سے اُڑا دو۔ ہمیں اندر جانا ہے۔ جلدی کرو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو صفدر نے تیزی سے جیب سے ایک راڈ بم نکالا اور اسے پوری قوت سے دروازے پر مار دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا آگ کا الاؤ سا روشن ہوا اور دروازے کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ سامنے طویل راہداری تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی جو دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ دروازے کو تباہ ہوتے دیکھ کر تیزی سے سامنے آئے اور پھر وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اندر کی جانب دوڑتے چلے گئے۔

''اس طرف چھت پر جانے والی سیڑھیاں ہیں۔ اوپر جاؤ اور جو نظر آئے اسے بھون دینا۔ منی میزائل گنوں سے ان کی ایئر کرافٹ گنیں اور میزائل لانچر سب تباہ کر دینا''...... عمران نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے اس طرف دوڑتے چلے گئے۔ عمران ٹائیگر کے ساتھ ان راہداری میں آ گیا

جہاں سے امیر سالم انہیں باہر لایا تھا۔

عمران اور ٹائیگر کے ہاتھوں میں اب مشین پسٹلز کے ساتھ منی میزائل گنیں بھی تھیں۔ وہ دونوں جیسے ہی دوڑتے ہوئے راہداری میں مڑے انہیں سامنے سے کئی مسلح افراد اس طرف دوڑ کر آتے دکھائی دیئے۔ عمران نے فوراً ان افراد کی طرف منی میزائل گن فائر کر دیا۔ منی میزائل کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ان افراد نے جھک کر اس سے بچنے کی کوشش کی لیکن میزائل ٹھیک کے قریب جا کر پھٹا اور ان کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔

"تم تمام کمروں کے دروازے اُڑا کر اندر موجود افراد کو ختم کرو۔ میں امیر سالم کے آفس کی طرف جاتا ہوں"...... عمران نے ٹائیگر کو حکم دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلا کر دائیں طرف راہداری میں مڑ گیا۔ عمران اس طرف دوڑ رہا تھا جس طرف امیر سالم کا آفس تھا۔ اسے یقین تھا کہ امیر سالم واپس اپنے آفس میں ہی گیا ہو گا تاکہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے سکے۔ دوڑتے ہوئے وہ دائیں طرف مڑا ہی تھا کہ اس پر سامنے سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی تو وہ فوراً زمین پر گر گیا اور پھر کروٹیں لیتا ہوا اٹھ کر سائیڈ کی دیوار کے ساتھ چپک گیا۔

اسے راہداری میں دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ عمران فوراً جھکا اور پھر اس نے زمین کے ساتھ لگتے ہوئے دیوار کے سرے سے منی میزائل والا ہاتھ دیوار کی دوسری طرف

کرتے ہی یکے بعد دیگرے دو بار بٹن پریس کر دیا۔ زائیں زائیں کی آوازوں کے ساتھ گن سے دو میزائل نکلے اور پھر کچھ ہی لمحوں بعد یکے بعد دیگرے دو دھماکوں کے ساتھ متعدد انسانی چیخیں ابھریں اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی۔ عمران نے ایک لمحے توقف کیا اور پھر اس نے دیوار کے پیچھے سے سر نکال کر راہداری میں جھانکا اور یہ دیکھ کر مطمئن ہو گیا کہ راہداری میں انسانی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر رکے بغیر سامنے کی طرف دوڑنا شروع ہو گیا۔ راہداری کے پاس آتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر لمبی چھلانگ لگاتا ہوا راہداری کراس کر کے آگے پہنچ گیا۔ جلد ہی وہ راہداری کے اس سرے پر پہنچ گیا جہاں امیر سالم کا آفس تھا۔ آفس کے دروازے کے پاس چار مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے اسے دیکھتے ہی اس پر فائرنگ کر دی لیکن عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو بچایا اور پھر اس نے ان پر بھی منی میزائل فائر کر دیا۔

میزائل ایک آدمی کے جسم سے ٹکرا کر زور دار دھماکے سے پھٹا اور اس کے ساتھ باقی تینوں کے بھی پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ عمران دوڑتا ہوا دروازے کے پاس آیا اور پھر اس نے پیچھے ہٹ کر دروازے پر دو میزائل فائر کر دیئے۔ اس نے دروازے کی چوکھٹ پر میزائل فائر کئے تھے۔ ایک ساتھ دو دھماکے ہوئے اور دروازہ اکھڑ کر اندر جا گرا۔ جیسے ہی دروازہ ٹوٹا عمران چھلانگ لگا

کر کمرے میں داخل ہوا اور تیزی سے دیوار کی سائیڈ سے لگ گیا۔ اسی لمحے اس نے سائیڈ کی دیوار میں ایک دروازہ بند ہوتے دیکھا۔ اس نے دروازہ بند ہونے سے قبل امیر سالم کو چھلانگ لگا کر اندر جاتے دیکھا تھا۔

اس سے پہلے کہ عمران اس دروازے تک پہنچتا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ عمران نے ایک نظر میں کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ خالی تھا۔ اس نے کچھ سوچ کر اس دیوار پر ایک منی میزائل فائر کر دیا جس میں نمودار ہونے والے دروازے سے اس نے امیر سالم کو غائب ہوتے دیکھا تھا۔ میزائل تیزی سے دیوار کے اس حصے سے ٹکرا کر پھٹا لیکن یہ دیکھ کر عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کہ دیوار کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ دیوار شاید ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے آفس سے باہر نکلا اور پھر اس نے مشین پسٹل اور منی میزائل گن جیب میں ڈالی اور کوٹ کی اندرونی جیب سے بلیک مارگم فورس گن نکال لیا۔ یہ گن اس کی اپنی ایجاد تھی اور وہ اسے خصوصی طور پر اپنے ساتھ لایا تھا۔

اس گن کی خصوصیت یہ تھی کہ اس گن سے نکلنے والی ریز وسیع رینج میں بے جان اور ٹھوس چیزوں کو چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر بنا دیتی تھی جبکہ انسانوں پر اس کا اثر بے ہوشی کی صورت میں ہوتا تھا۔ کافی آگے بڑھنے کے بعد عمران جیسے ہی ایک راہداری کے سرے سے پہنچا اسے دوسری جانب سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی

دی۔ وہ چونک پڑا۔ اسی لمحے اس نے ایک طرف سے ٹائیگر کو دوڑ کر اس طرف آتے دیکھا۔ اس کے پیچھے چار آدمی مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے دوڑے آ رہے تھے اور ٹائیگر ان کی گولیوں سے بچنے کے لئے اچھلتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ ٹائیگر نے عمران کو دیکھ لیا۔

"نیچے گرو جلدی"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے فوراً زمین پر چھلانگ لگا دی۔ وہ چکنے فرش پر پیٹ کے بل گرا اور گھسٹتا ہوا آگے بڑھتا آیا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا عمران نے گن کا رخ ان چار افراد کی طرف کیا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ گن کی نال سے روشنی کی دھار سی نکل کر ان چاروں سے ٹکرائی۔ دوڑتے دوڑتے وہ اچھلے اور ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتے اور چیختے ہوئے یوں اچھل کر پیچھے جا گرے جیسے کئی طاقتور دیوؤں نے انہیں اٹھا کر پیچھے پھینک دیا ہو۔ وہ فرش پر دور تک پھسلتے چلے گئے اور پھر ساکت ہو گئے۔ ریز گن نے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں موجود ان کی گنیں ریز کی وجہ سے فوراً پگھل گئی تھیں۔ انہیں گرتے اور بے ہوش ہوتا دیکھ کر ٹائیگر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سوری باس۔ میری گولیاں اور منی میزائل ختم ہو گئے تھے۔ یہ اچانک ہی ایک موڑ سے نکل کر آ گئے اور انہوں نے مجھ پر فائرنگ کرنی شروع کر دی جس کے لئے مجھے دوڑنا پڑا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ لو گن"...... عمران نے کہا اور اس نے

جیب سے منی میزائل گن نکال کر اسے دے دی۔ اسی لمحے انہیں دوسری راہداری سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''راہداری کے اس طرف مسلح افراد چھپے ہوئے ہیں۔ آؤ''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے راہداری میں زگ زیگ انداز میں دوڑتے ہوئے موڑ کی طرف بڑھے۔ عمران کو صورتحال کی سنگینی کا احساس تھا۔ راہداری کے موڑ پر پہنچتے ہی عمران نے رکے بغیر سامنے کی جانب چھلانگ لگائی۔ وہ کمر کے بل فرش پر آیا اور قلابازی کھانے والے انداز میں اس طرف مڑا جہاں اس کے خیال کے مطابق آدمی موجود تھے۔ وہاں واقعی دو افراد موجود تھے جو دیوار سے چپکے ہوئے تھے۔

عمران کو دیکھ کر وہ چونک پڑے اور انہوں نے مشین گنوں کے رخ عمران کی جانب کئے لیکن اسی لمحے عمران کی گن سے ریز نکل کر ان پر پڑی اور وہ چیختے ہوئے گرے اور بے ہوش ہو گئے دوسرے لمحے ان کی مشین گنیں پگھلتی دکھائی دیں۔ اس نے ٹائیگر کو بلایا اور پھر وہ مختلف راہداریوں میں دوڑتے چلے گئے۔ اس دوران کئی بار گولیاں ان کے بالکل قریب اور اوپر سے نکل گئی تھیں اور وہ بال بال بچے تھے۔ عمران کو احساس ہو گیا تھا کہ یہ ساری عمارت مسلح افراد سے بھری ہوئی ہے لیکن وہ اور ٹائیگر ان افراد کا خاتمہ کرتے ہوئے وہاں موجود کمروں کا جائزہ لے رہے تھے۔ باہر اور چھت

سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دو دشمن فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئی ہوں اور ان میں بھرپور جنگ چھڑ گئی ہو۔ دیواریں اور زمین بری طرح سے لرز رہی تھی۔ عمران اور ٹائیگر وہاں موجود ایک ایک فرد کو ہلاک کر رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے باقی ساتھی بھی ان کے پاس آ گئے۔ انہوں نے عمران کو بتایا کہ انہوں نے منی میزائلوں اور بموں سے ایئر کرافٹ گنیں اور میزائل لانچرز کو تباہ کر دیا ہے اور چھت پر موجود ان تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا ہے جو باہر فورس پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ چھت اب دشمنوں سے پاک ہو چکی ہے۔ جلد ہی کرنل طاہر عالم اور ان کے ساتھ بے شمار مسلح فورس کے آدمی دوڑتے ہوئے اندر آ گئے۔

''ہمارے ساتھی اندر داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے قلعے پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے''...... کرنل طاہر عالم نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ان کے ساتھی پورے قلعے میں پھیل گئے۔ قلعے کی مسلح فورس نے پاکیشائی فورس کے سامنے اسلحہ گرا کر خود کو سرنڈر کرنا شروع کر دیا تھا۔ جو عسکریت پسند تھے وہ اب بھی مقابلہ کر رہے تھے لیکن ریڈ بٹالین کے سامنے بھلا وہ کب تک ٹھہر سکتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پورے قلعے کی چیکنگ کی اور پھر انہوں نے آخر کار ایک تہہ خانے میں چھپے ہوئے امیر سالم کو ڈھونڈ نکالا۔ امیر سالم کی حالت خراب تھی۔ وہ گرفتاری سے بچنے

کے لئے یہاں آ کر چھپا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے یہاں پہنچنے پر اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

عمران نے اسے ایک کرسی پر بٹھایا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ امیر سالم کا چہرہ خوف سے بگڑا ہوا تھا اور وہ اس کی طرف ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پورا قلعہ کھنگال لیا تھا لیکن انہیں آفاق زبیری کہیں دستیاب نہ ہوئے تھے۔ جس پر عمران کو واقعی حیرت ہو رہی تھی۔

''آفاق زبیری کہاں ہیں''...... عمران نے امیر سالم کو گھورتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کون آفاق زبیری۔ میں کسی آفاق زبیری کو نہیں جانتا''۔ امیر سالم نے کہا۔

''تو تم اس بات سے بھی انکار کرو گے کہ سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان کی بیوہ بیگم حیدر سلطان نے تمہیں فون پر یہ اطلاع دی تھی کہ حیدر سلطان نے کوئی فائل آفاق زبیری کے حوالے کی ہے۔ اس سے فائل حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ وہ فائل سر سلطان کو مل جائے گی اور ہم سب کی شامت آ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں اس نے تو ایسا کوئی فون نہیں کیا''...... امیر سالم نے فوراً کہا۔

''اور وہ حساس خفیہ معلومات بھی تمہیں نہیں دیتی رہی''......

عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ بالکل نہیں''...... امیر سالم نے کہا۔

''سوچ لو۔ ہم انہیں بکتر بند گاڑی میں ساتھ ہی لے آئے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ تم آسانی سے یہ بات قبول نہیں کرو گے۔ اس لئے انہیں ساتھ لے آیا ہوں۔ بلاؤں اسے''...... عمران نے کہا۔

''بلا لو''...... امیر سالم نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ ٹائیگر بیگم حیدر سلطان کو یہاں لے آؤ۔ یہ یوں نہیں مانے گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ آ کر کچھ بھی کہتی رہے۔ میں تو وہی کہوں گا جو سچ بات ہے''...... امیر سالم نے جھلا کر کہا۔

''تم سے سچ اگلوانا ہمارا کام ہے۔ فکر نہ کرو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ جلد ہی وہاں بیگم حیدر سلطان کو لے آیا گیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اس کی اور امیر سالم کی نظریں ملیں تو دونوں کے رنگ اڑ گئے۔

''بیگم حیدر سلطان صاحبہ۔ آپ خفیہ معلومات کسے دیتی رہیں''۔ عمران نے بیگم حیدر سلطان سے پوچھا۔

''انہی کو دیتی تھی''...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

''لیکن یہ اس بات سے انکاری ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں''...... بیگم حیدر سلطان نے منہ بنا

کر کہا۔

”آپ انہیں معلومات کس طرح پہنچاتی تھیں۔ بذریعہ فون تو یہ کام ہو نہیں سکتا۔ ظاہر ہے کسی کے ذریعے پہنچاتی ہوں گی یا پھر خود آ کر دیتی ہوں گی“...... عمران نے کہا۔

”یہ کام میرا بھائی کاشف عباس کرتا تھا۔ وہ مجھ سے معلومات لے کر خود یہاں آ کر اس سے ملتا تھا“...... بیگم حیدر سلطان نے کہا۔

”یہ جھوٹ ہے۔ میرے خلاف سازش ہے“...... امیر سالم نے کہا۔

”تم لوگوں کے خلاف کوئی کیا سازش کرے گا تم تو خود مجسم سازش ہو“...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کوئی سازش نہیں کی“...... امیر سالم نے کہا۔

”تم ان معلومات کا کیا کرتے تھے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں بتاؤں گا“...... امیر سالم نے کہا۔

”بہت خوب۔ تو تم نے یہ بات تسلیم کر لی کہ کاشف عباس کے ذریعے معلومات تم وصول کیا کرتے تھے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں کیا کرتا تھا۔ بگاڑ لو جو بگاڑ سکتے ہو“...... امیر سالم نے غرا کر کہا۔

”تنویر۔ اب تمہیں اجازت ہے اس کی زبان کھلواؤ“۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور

جیب سے ایک خنجر نکال کر امیر سالم کی طرف بڑھا۔ خنجر دیکھ کر امیر سالم کا رنگ اُڑ گیا۔ دوسرے لمحے کمرہ یکلخت امیر سالم کی تیز اور دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے خنجر مار کر اس کی ناک اور کان اُڑا دیئے تھے اور پھر اس نے اس کے چہرے پر خنجر چلانا شروع کر دیا۔ امیر سالم کی چیخوں سے کمرے کی چھت اُڑ رہی تھی لیکن عمران خاموش تھا۔

”بس رک جاؤ“...... عمران نے کہا تو تنویر پیچھے ہٹ گیا۔ اس وقت تک امیر سالم کا چہرہ زخموں سے چور ہو گیا تھا اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا تھا۔

”ہوش میں لاؤ اسے“...... عمران نے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر امیر سالم کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دوسرا یا تیسرا تھپڑ پڑتے ہی امیر سالم نے چیختے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”بولو۔ کہاں ہیں آفاق زبیری“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا

”میں نہیں جانتا“...... امیر سالم نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”او کے۔ تنویر دوبارہ شروع ہو جاؤ“...... عمران نے غرا کر کہا تو تنویر ایک بار پھر اس پر پل پڑا۔ اس بار تنویر نے خنجر سے اس کی ایک آنکھ نکال دی اور پھر اس کے جسم کے مختلف حصوں پر خنجر سے کٹ لگانے لگا لیکن امیر سالم ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیٹ ثابت

ہو رہا تھا۔ وہ بار بار بے ہوش ہو رہا تھا اور تنویر کو اسے ہوش میں لانے کے لئے بار بار اسے تھپڑ مارنے پڑ رہے تھے۔

''امیر سالم۔ آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ راز تم کسے دیتے رہے ہو''...... اس کے ہوش آنے پر عمران نے اسے گھورتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''میں بھی آخری بار بتا رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا''...... امیر سالم نے کہا۔

''اوکے۔ تنویر۔ اس کا رعشہ رعشہ الگ کر دو۔ یہ جب تک زبان نہیں کھول دیتا اس وقت تک اس کی ہڈیاں توڑتے رہو مجھے ہر صورت میں اس کے منہ سے سچ سننا ہے''...... عمران نے سرد آواز میں کہا۔

''کوئی فائدہ نہیں ہو گا''...... امیر سالم نے کہا۔

''تنویر تم اپنا کام جاری رکھو میں باقی سب کے ساتھ ایک بار پھر ڈریم سنٹر کی تلاشی لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس بار ہم باریک بینی سے تلاشی لیں گے۔ ہو سکتا ہے قلعے میں کہیں کوئی اور خفیہ تہہ خانہ ہو اور ہمارا مسئلہ صرف تلاشی سے حل ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''یہ ٹھیک رہے گا۔ ویسے تو تمہاری واپسی تک میں اس سے بھی سچ اگلوا لوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''آؤ''...... عمران نے اٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور

دروازے کی طرف بڑھا۔

''ہم بھی چلیں ساتھ''...... کرنل طاہر عالم نے کہا۔

''ہاں۔ آ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''سنو۔ کرنل آفاق زبیری تمہیں یہاں کہیں نہیں ملے گا''۔ امیر سالم نے کہا۔

''تو پھر یہ بتا دو۔ کہاں ملیں گے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... امیر سالم نے کہا۔

''تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ کرنل کاشارا یا جو بھی تمہارے ایجنٹ کا نام ہے وہ آفاق زبیری کو لے کر یہاں نہیں آیا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ یہاں نہیں آیا بلکہ وہ اسے لے کر پاکیشیا سے نکل چکا ہے''...... امیر سالم نے کہا۔

''یہ جھوٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تلاشی تو تم لے ہی رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ''...... امیر سالم نے کہا۔ عمران چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ کرنل طاہر عالم اور ان کے ساتھی بھی تھے۔ وہ ایک بار پھر قلعے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئے۔ اس بار وہ نہایت باریک بینی سے تلاشی لے رہے تھے۔ کمروں کے

سر ہلائے اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ امیر سالم اور تنویر کے ساتھ اندر آ گئے۔ امیر سالم کی حالت بے حد خراب تھی۔ کیپٹن شکیل نے اسے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر دیوار کی سائیڈ پر کھلی ہوئی سیڑھیوں پر پڑی تو اس کا رنگ زرد ہو گیا۔

''یہی ہے نا اس تہہ خانے کا راستہ جہاں آفاق زبیری کو چھپایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں''...... امیر سالم نے ہکلا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چلو نیچے چل کر دیکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تم نیچے گئے تو گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے''...... امیر سالم نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ اس تہہ خانے میں کوئی حفاظتی انتظام ان لوگوں نے کر رکھا ہے''...... عمران نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

''ضرور یہی بات ہے''...... کرنل طاہر عالم نے کہا۔

''تب پھر امیر سالم تم ہمارے آگے چلو گے''...... عمران نے امیر سالم سے کہا۔

''کیا کہا۔ نہیں میں نیچے نہیں جاؤں گا''...... امیر سالم نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اسے لے کر سیڑھیوں کی طرف آئے تو وہ حلق کے بل چیخنے لگا۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہ کرو۔ مم۔ میں گولیوں سے چھلنی ہو جاؤں گا''...... امیر سالم نے بوکھلا کر کہا۔

''بہت خوب۔ تو پھر بتا دو۔ گولیاں کیسے چلیں گی''...... عمران نے کہا۔

''اس تہہ خانے میں ہم نے ایسا سسٹم نصب کر رکھا ہے کہ جیسے ہی کوئی اس تہہ خانے میں داخل ہو اسی لمحے اس پر ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں''...... امیر سالم نے کہا۔

''کیا یہ آٹومیٹک سسٹم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... امیر سالم نے جواب دیا۔

''تو پھر اس سسٹم کو آف کر دو''...... عمران نے کہا۔

''تم مجھے چھوڑ دو۔ میں ابھی جا کر آٹو سسٹم آف کر دیتا ہوں''...... امیر سالم نے کہا۔

''نہیں۔ تم ہمیں بتاؤ۔ کس طرح آف ہو گا وہ سسٹم''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ۔ سرخ بٹن پریس کر دو''...... امیر سالم نے جھلا کر کہا تو انہوں نے آتش دان کے ایک طرف موجود سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے سرخ بٹن کو آف کر دیا اور پھر امیر سالم کو آگے رکھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔

''اب تو مجھے چھوڑ دو''...... امیر سالم نے چلا کر کہا۔

''کافرستانیوں پر اعتبار کرنا حماقت ہے۔ لہٰذا اب بھی ہم تمہیں آگے رکھ کر چلیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر سرخ بٹن آف کر دو اور سفید بٹن آن کر دو پھر تہہ خانے میں اترو ورنہ میرے پرخچے اڑ جائیں گے''...... اس نے چلاتے ہوئے کہا۔

''اور تمہارے ساتھ ہمارے نہیں اڑیں گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے اس سے کیا۔ مجھے تو خود کو بچانا ہے''...... امیر سالم نے کہا۔ اب انہوں نے سرخ بٹن کو آف کیا اور سفید بٹن کو آن کر دیا۔ پھر وہ اسے آگے رکھ کر اس تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ وہاں اسلحے کے ڈھیر تو تھے ہی کچھ لوگ بھی قید تھے۔ ان کے علاوہ دستاویزات اور فائلوں کی الماریاں بھری پڑی تھیں۔ فورس ان سب چیزوں کو اوپر لے آئی۔ اب ان دستاویزات اور فائل کو دیکھنے کا کام شروع ہوا۔ ان فائلوں اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے دوران انہیں بار بار جھٹکے لگتے رہے۔ کرنل طاہر عالم کے تو ان فائلوں کو دیکھ کر حقیقتاً ہوش اڑ گئے۔

''اوہ میرے خدا۔ کافرستانی ہمارے ملک کے اس حد تک دشمن بھی ہو سکتے ہیں یہ تو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ غضب خدا کا۔ یہ لوگ تو یہاں ہمارے حساس اداروں میں گھسے ہوئے ہیں اور

ان میں سے کئی اعلیٰ آفیسر بھی بن چکے ہیں۔ ان فائلوں کے مطابق انہوں نے اصل افراد کو ہٹا کر ان کے میک اپ کر رکھے ہیں''...... کرنل طاہر عالم نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہی تو ہماری بدقسمتی ہے''...... عمران نے کہا۔ ان فائلوں میں ملک کے ایسے ایسے راز موجود تھے۔ جن کا کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگنا تباہ کن تھا لیکن یہ راز ان لوگوں نے حاصل کر رکھے تھے صاف ظاہر ہے۔ جب چیف سیکرٹری کی بیوی کافرستانی ہو سکتی ہے تو حساس راز کیسے راز رہ سکتے ہیں۔ ان تمام فائلوں کو دیکھنے کے بعد وہ ان لوگوں کی طرف مڑے۔ جنہیں تہہ خانے میں قید کیا گیا تھا۔

''آپ لوگوں کا کیا قصور تھا۔ آپ کو کیوں قید کیا گیا تھا۔ باری باری بتائیں''...... عمران نے ان سے پوچھا۔

''ہمارا تعلق حساس اداروں سے ہے اور ہم اعلیٰ افسران ہیں۔ ان لوگوں نے ہمیں اغوا کر کے یہاں قید کر رکھا ہے اور ان کے چند آدمی ہمارے انداز میں بولنے، ہماری چال ڈھال اختیار کرنے کی پریکٹس کر رہے ہیں تاکہ میک اپ کر کے ہماری جگہ لے سکیں''...... ان سب نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہاں ایک اور آدمی بھی موجود تھا۔ جو ادھیڑ عمر تھا اور کھویا کھویا سا دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا آپ بھی آفیسر ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

"مم۔ میں نہیں جانتا۔ میں کون ہوں"...... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں جناب۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ یہاں ہم لوگوں سے پہلے ہی موجود تھے۔ ہم نے بھی ان سے بہت مرتبہ سوالات کئے۔ لیکن ہر سوال کے جواب میں انہوں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ میں کون ہوں"...... ان میں سے ایک آدمی نے جواب دیا۔

"تم بتاؤ۔ یہ کون ہے"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"میں خود نہیں جانتا۔ یہ کون ہے"...... امیر سالم نے کہا۔

"کیا کہا۔ تم نہیں جانتے یہ کون ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"یہی بات ہے۔ تم یقین کرو یا نہ کرو۔ مجھ سے پہلے یہاں جو امیر تھا یہ اسی کا قیدی ہے۔ اس کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے"...... امیر سالم نے کہا۔

"کون تھا تم سے پہلے امیر"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام امیر اصفہان تھا لیکن اسے اچانک دل کا دورہ پڑا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اس طرح اس شخص کا راز، راز ہی رہ گیا۔ اس نے اس آدمی کا برین واش کرایا تھا"...... امیر سالم نے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ معاملہ تو اور زیادہ پراسرار ہوگیا ہے"...... عمران نے

ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب سوال یہ ہے کہ آفاق زبیری کہاں ہیں۔ وہ تو یہاں بھی نہیں ہیں۔ جب کہ ہمیں یقین تھا وہ ان لوگوں کی قید میں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن میرا خیال بالکل غلط نکلا۔ اس کیس میں میرے کئی اندازے بھی درست ثابت نہیں ہو رہے"...... عمران نے کہا اور امیر سالم کی طرف مڑا۔

"کیا یہ بات واقعی درست ہے کہ تم اس آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل"...... امیر سالم نے کہا۔ تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"کرنل صاحب لے چلیں ان سب کو۔ ان افراد کو ان کے اصل ٹھکانے پر پہنچانا اب آپ کا کام ہے اور اس آدمی کو میں اپنے ساتھ لے جاتا ہوں تاکہ ان کے بارے میں پتہ لگایا جا سکے کہ یہ کون ہے اور یہ کام میرا شاگرد آسانی سے کر لے گا"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ عمران اس نوجوان کو اپنے ساتھ لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

"افسوس۔ ہم اب تک آفاق زبیری صاحب کو تلاش نہیں کر سکے"...... جولیا نے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جلد ہی آفاق زبیری ہمارے ساتھ ہوں گے۔ میرا خیال ہے اس بار ہم ناکام نہیں رہیں گے“...... عمران نے کہا۔

”کیا تمہارے ذہن میں کوئی پلان ہے“...... جولیا نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں ایک اندازہ ہے۔ شاید آفاق زبیری اس جگہ مل جائے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوکے“...... جولیا نے کہا۔ رانا ہاؤس میں انہوں نے ادھیڑ عمر آدمی کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر عمران بھی اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیوں جناب۔ آپ کا نام کیا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”میں نہیں جانتا“...... اس آدمی نے جواب دیا۔

”اور آپ کے والد کا نام کیا ہے“...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

”میں نہیں جانتا“...... اس نے پھر وہی جواب دیا۔

”آپ کہاں کے رہنے والے ہیں“...... عمران نے پوچھا جواب میں اس نے میں نہیں جانتا ہی کہا۔ ادھیڑ عمر نے جب ہر سوال کا جواب یہی دیا تو عمران خاموش ہوگیا۔ پھر اس نے ادھیڑ عمر آدمی پر ہپناٹائزم کرنے کا عمل شروع کر دیا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کو جھٹکا لگا اور پھر اس کی آنکھیں سکڑتی چلی گئیں۔ عمران نے اس کا دماغ ٹرانس

میں لینے کی کوشش کی لیکن اس کا مائنڈ مکمل طور پر واش تھا۔ شاید اس کا مائنڈ کسی مشینی ذریعے سے واش کیا گیا تھا۔ عمران کی یہ کوشش بھی ناکامیاب رہی۔

”نہیں۔ میں اس کا مائنڈ ٹرانس میں نہیں لے سکتا۔ اس کا مائنڈ مکمل طور پر واش کر دیا گیا ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر“...... جولیا نے کہا۔

”اسے ایسی ہی حالت میں چھوڑنا پڑے گا۔ جب یہ گہری نیند میں ہوگا تب میں اسے دوبارہ اپنی ٹرانس میں لینے کی کوشش کروں گا۔ شاید تب کچھ کام بن جائے“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوزف کو کہا کہ وہ اسے اٹھا کر کمرے میں لے جا کر بیڈ پر لٹا دے۔ جوزف اسے اٹھانے کے لئے آگے بڑھا تو عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔

”آؤ سب“...... عمران نے ایک کار میں بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب تین کاروں میں سوار ہوئے اور عمران کے پیچھے چل پڑے۔ عمران کی کار میں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور صالحہ تھے۔

”ارے یہ کیا۔ آپ تو کاشف عباس کے گھر کی طرف جا رہے ہیں“...... صفدر نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ اب اس کا گھر ہی رہ گیا ہے جس کی ہم نے اب تک تلاشی نہیں لی“...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو حراست میں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ہم اس کی غیر موجودگی میں تلاشی لیں گے"...... عمران نے کہا۔ کاشف عباس کے گھر کے سامنے پہنچ کر انہوں نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو کچھ دیر بعد اندر سے ایک بوڑھا سا آدمی باہر نکلا۔

"ہمیں اس گھر کی تلاشی لینی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب یہی باقی رہ گیا ہے۔ میرے بیٹے کو گرفتار کر کے آپ کو تسلی نہیں ہوئی"...... بوڑھے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں ہوئی"...... عمران نے برا سا منہ بنایا۔

"تو پھر لے لو تلاشی"...... بوڑھے نے کہا۔

"عورتوں اور بچوں کو آپ ایک کمرے میں کر لیں۔ ہم اس کمرے کو باہر سے بند کر دیں گے پھر گھر کی تلاشی لیں گے اور پھر آخر میں اس کمرے کی تلاشی لیں گے۔ آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ ساتھ رہ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اچھی بات ہے"...... بوڑھے نے کہا وہ اندر چلا گیا۔ جلد ہی وہ لوٹ آیا۔

"آپ تلاشی لے سکتے ہیں لیکن میں آپ کے ساتھ رہوں گا"...... بوڑھے نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے تلاشی کا کام شروع کر دیا۔ پورے گھر کی تلاشی لی گئی۔ تہہ خانے کے امکان کا

بھی جائزہ لیا گیا لیکن وہاں کہیں تہہ خانے کے آثار نظر نہ آئے نہ آفاق زبیری کا کوئی نشان ملا۔ آخر میں انہوں نے عورتوں والے کمرے میں جولیا اور صالحہ کو بھیجا۔ انہوں نے گھر کی عورتوں کا جائزہ لیا اس کمرے کو بھی بغور دیکھا۔ لیکن یہاں بھی آفاق زبیری نظر نہ آئے۔ اب تو وہ بہت چکرائے۔ ناکام ہو کر باہر نکل آئے۔

"دس سال پہلے جو واقعہ ہوا تھا۔ میرا مطلب ہے آفاق زبیری صاحب کے ساتھ۔ ہم نے اس واقعے کہ ذہن سے جھٹک دیا اور جھٹک اس لئے دیا کہ کاشف عباس کا کردار سامنے آ گیا تھا۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اصل معاملہ وہی ہو۔ آفاق زبیری صاحب نے سرحد پار کرتے ہوئے ایک نوجوان کو گرفتار کیا تھا۔ وہ کافرستانی ایجنٹ تھا۔ انہوں نے اسے گولی مروا کر وہیں کہیں دفن کرا دیا تھا۔ اس واقعے کے دس سال بعد ان پر قاتلانہ حملے ہونے لگے۔ یہاں تک کہ انہیں اغوا کر لیا گیا۔ ہمیں کسی لائبریری میں جا کر یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا اس واقعے کی خبر اس وقت کے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اگر شائع ہوئی تھی تو کیا اس نوجوان کی تصویر بھی اخبارات میں شائع ہوئی تھی"...... جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ میں سمجھا گیا کہ تم کیا سوچ رہی ہو"...... عمران نے اس کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ڈاکٹر عبدالغنی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈاکٹر عبدالغنی کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونکہ سیل فون کا اسپیکر آن کر دیا تھا اس لئے سب اس کی آواز بخوبی سن سکتے تھے۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران بیٹا تم۔آفاق زبیری کا کچھ پتا چلا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں اور یہ فون بھی اسی سلسلے میں کیا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آفاق زبیری نے سرحد پر جب کافرستانی ایجنٹ کو پکڑا تھا اس دن کیا تاریخ تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں کیوں نہیں۔ وہ واقعہ ہم سب کے ذہنوں پر نقش ہو گیا تھا اس دن تیرہ اگست تھی اور یہ ٹھیک دس سال پہلے کی بات ہے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"کیا اس وقت یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی"۔ عمران نے پوچھا۔

"یاد پڑتا ہے کہ ہوئی تھی۔ شاید آفاق زبیری نے وہ اخبار مجھے خود دکھایا تھا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا پھر وہ رانا ہاؤس لائبریری میں گیا اور پھر اس نے دس سال پہلے کے اخبارات میں سے چودہ پندرہ اگست کے اخبارات الگ کئے اور ان کا مطالعہ شروع کیا۔ ایک جگہ سرخی نظر آئی۔ 'سرحد پار کرتے ہوئے ایک کافرستان ایجنٹ پکڑا گیا'۔ نیچے خبر یوں تھی۔

"کل رات کافرستان سرحد پار کرتے ہوئے ایک ایجنٹ کو کیپٹن آفاق زبیری نے گرفتار کیا ہے اس کے قبضے سے کچھ بہت اہم راز بھی ملے ہیں سرحدی قوانین کی خلاف ورزی کے تحت کیپٹن آفاق زبیری نے اسے موقع پر گولی مار دی۔ دستاویزات اپنے ہیڈکوارٹر کے حوالے کر دی ہیں نوجوان کی سرحد پر ہی تدفین کر دی گئی ہے"...... اس خبر کے ساتھ اس نوجوان کی تصویر بھی تھی۔ چند لمحے تک وہ اس تصویر کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اور پھر وہ اس اخبار کو لے کر باہر آ گیا اور اس نے سب کو وہ خبر پڑھنے اور تصویر دیکھنے

کے لئے کہا تو وہ سب غور سے خبر پڑھنے کے ساتھ تصویر دیکھنے لگے۔

"کیا خیال ہے کیا یہ تصویر اس نوجوان کی ہے جو ہمیں تہہ خانے میں ملا ہے"......عمران نے کہا۔

"نقوش بالکل مختلف ہیں اور پھر اسے تو گولی ماری گئی تھی"۔ صفدر نے کہا۔

"دوسری بات یہ کہ اگر یہ نوجوان وہی ہے تو پھر گولی کس شخص کو ماری گئی۔ اس صورت میں تو آفاق زبیری مشکوک نظر آتے ہیں۔ کیا آفاق زبیری نے اس وقت کوئی گڑبڑ کی تھی"...... کیپٹن شکیل نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا امکان بھی ہے۔ آخر آفاق زبیری بھی انسان ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ اس وقت کوئی چکر چل گیا ہو اور وہ اس چکر کی زد میں آ گئے ہوں لیکن انہیں ہم نے دشمنوں کے قبضے میں دیکھا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"گویا اب کیس کا جائزہ نئے سرے سے لینا ہوگا۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ یہ تصویر اس وقت لی گئی ہے۔ جب نوجوان کے چہرے پر میک اپ ہو۔ بعد میں میک اپ کا پتا چلا ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"یہ بھی تو ہوسکتا ہے۔ امیر سالم نے ہم سے اس نوجوان کے بارے میں جھوٹ بولا ہو اور وہ اس کے بارے میں جانتا ہو"......

صفدر نے کہا۔

"اس کا بھی ہم جائزہ لیں گے۔ اب اس کہانی میں اور بھی سسپنس پیدا ہوگیا ہے"......عمران نے کہا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ سسپنس تو بڑھتا ہی جا رہا ہے اور معاملہ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں بھئی۔ جب تک ہم آفاق زبیری کو تلاش نہیں کر لیتے۔ اس وقت تک ہمیں اس کیس میں کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا غور کرو کہ ہم اسے کہاں تلاش کریں"......عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں بات تو ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں"......عمران نے کہا۔

"تم سوچنے کی مہلت تو دو"...... جولیا نے گھبرا کر کہا۔

"چلو لے لو مہلت۔ تم بھی کیا یاد کرو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر پندرہ منٹ بعد جولیا نے سر اٹھایا۔

"میرا خیال ہے ہمیں آفاق زبیری صاحب کو وہاں تلاش کرنا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"وہاں کہاں"......عمران نے پوچھا۔

"بس وہیں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا"...... عمران نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک بھر آئی تھی۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ بس وہیں اور تم نے بھی فوراً کہہ دیا کہ اچھا میں سمجھ گیا''...... تنویر نے جل بھن کر کہا۔

''اوہ ہاں ٹھیک ہے''...... صفدر بھی بول اٹھا۔

''حد ہو گئی۔ اب تم نے بھی کہہ دیا ہاں ٹھیک ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب میں اور کیا کہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ارے اوہ۔ واقعی ٹھیک ہے''...... تنویر نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

''اب تمہیں کیا ہوا''...... صفدر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی علم ہو گیا ہے کہ تم کہاں کی بات کر رہے ہو''...... تنویر نے کہا اور پھر سب وہاں سے روانہ ہوئے اور اس بار ان کی منزل جنگل کا بلیک ہاؤس تھی۔ یہاں سب کچھ جوں کا توں پڑا تھا۔ اس کمرے میں وہ سوراخ بھی اسی طرح تھا دوسری طرف سے وہ اس کمرے میں بھی گئے۔ وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔ عمران کے کہنے پر وہ سب ایک بار پھر وہاں کی تلاشی لینا شروع ہو گئے۔

''شاید ہمارا خیال غلط تھا۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''اس جگہ تک تو ہم پہلے بھی پہنچ گئے تھے لیکن اس سے آگے کسی جگہ پہنچنے کی ہم نے کوشش نہیں کی۔ اگر اس کھنڈر میں کوئی اور پوشیدہ جگہ ہے تو ان لوگوں کے لئے آفاق زبیری کو چھپانے کی اس

سے اچھی جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس وقت تک تو انہوں نے آفاق زبیری کا نہ جانے کیا حال کر ڈالا ہو گا''...... خاور نے کہا۔

''اس کا افسوس ہمیں ہمیشہ رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہو۔ ایک منٹ''...... جولیا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی۔ اچانک وہ زمین پر لیٹ گئی اور اس نے اپنا کان فرش سے لگا دیا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات دیکھے۔

''اس جگہ کے نیچے کہیں کچھ لوگ موجود ہیں اور وہ آپس میں بلند آواز میں باتیں کر رہے ہیں۔ ہمیں اس جگہ تک پہنچنا ہو گا''...... جولیا نے کہا۔ پھر وہ سوچنے لگے کہ کس طرح پہنچیں۔ عمران پرسکون انداز میں ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر وہ ایک سمت میں آگے بڑھا۔ اس جگہ ایک ستون تھا۔ موٹا اور اونچا ستون۔ اس ستون کا ابھی تک کچھ نہیں بگڑا تھا۔ بالکل درست حالت میں تھا۔

''اس ستون کو دیکھو''...... عمران نے کہا تو جولیا فوراً اس ستون کی طرف بڑھی۔ اس نے ستون سے کان لگا دیئے۔ پھر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

''اوہ۔ آوازیں ستون کے نیچے سے یا اس کے اندر سے ہی آ رہی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''حیرت ہے۔ ان لوگوں نے اس کھنڈر کو ایسا پکا ٹھکانہ بنا رکھا

ہے اور ہم اس بات کو پہلے محسوس تک نہیں کر سکے''۔ عمران نے کہا اور ستون کے گرد ایک چکر لگایا۔ اس کا بغور جائزہ لیا۔ صفدر، تنویر اور جولیا اور باقی سب نے بھی بغور اس کو دیکھنا شروع کیا۔ ایسے میں چوہان نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

''یہ۔ عمران صاحب۔ یہ۔ یہ......'' چوہان نے کہا تو وہ سب چونک کر چوہان کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا کہا۔ یہ عمران یہ۔ یہ''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں یہ دیکھیں''...... چوہان نے کہا۔ انہوں نے دیکھا۔ چوہان اکڑوں بیٹھا تھا اور ستون کے زمین کے ساتھ لگے ہوئے حصے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''اس جگہ زمین پر تھرتھراہٹ سی ہے۔ لیکن یہاں کوئی مشین نما چیز نظر نہیں آ رہی۔ اگر یہاں کہیں دروازہ موجود ہے تو وہ کھلتا کیسے ہو گا''...... چوہان نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

''غور کر لیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ ان سب نے اس جگہ کو اور آس پاس کی جگہ کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ آخر جولیا کی باریک بین نظروں نے ستون کے بالکل سامنے ایک دیوار پر سیاہ رنگ کا ایک نشان چیک کر لیا اس نشان پر انگلی کا نشان بھی موجود تھا۔ گویا اس جگہ کو دبانے سے وہ نشان پڑا تھا۔ اس نے اللہ کا نام لے کر دھڑکتے دل کے ساتھ اس جگہ انگلی رکھ دی۔

دوسرا لمحہ چونکا دینے والا تھا کہ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے

ساتھ ستون میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور انہوں نے لوہے کی سیڑھی نیچے جاتی دیکھی تو وہ بری طرح سے چونک پڑے۔ ایک ایک کر کے وہ سب سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ نیچے ان کے سامنے ایک مکمل عمارت موجود تھی۔ یوں لگتا تھا کہ اصل عمارت کے اوپر ایک مصنوعی کھنڈر قائم کر دیا گیا ہو۔ تاکہ کوئی اس طرف کا رخ نہ کرے اور کھنڈر کو خوفناک بھی بنا دیا گیا تھا۔

اس وقت وہ اس عمارت کے صحن میں کھڑے تھے۔ صحن میں تین کمروں کے دروازے موجود تھے۔ بلب بھی روشن تھا اور ان تین میں سے ایک کمرے میں روشنی بھی ہو رہی تھی۔ دو کمرے تاریک تھے۔ وہ روشن کمرے کی طرف بڑھے۔ ابھی تک نیچے موجود لوگوں کو ان کے آ جانے کی کوئی خبر نہیں تھی اس لئے وہ اندر اپنی باتوں میں مصروف تھے۔ انہوں نے کان دروازے سے لگا دیئے۔ اندر کوئی کہہ رہا تھا۔

''یہ سب ڈاکٹر عبدالغنی کی وجہ سے ہوا ہے نہ وہ عمران سے بات کرتے اور نہ عمران آفاق زبیری کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی یہ سب کچھ ہوتا''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''خیر کوئی بات نہیں۔ ہمیں کون سا وہ کوئی نقصان پہنچا سکے ہیں بلکہ ہم نے انہیں ناکام بنا دیا ہے''...... دوسری آواز سنائی دی۔

''وہ ہمارا سراغ تک نہیں لگا سکے۔ اگر وہ یہاں تک پہنچ گئے ہوتے تو ہمیں اپنا یہ قیمتی ٹھکانہ چھوڑنا پڑتا جبکہ اس کو بنانے میں

ہمارا کثیر سرمایہ خرچ ہوا ہے اور اس ٹھکانے کو ہم نے ہر لحاظ سے محفوظ ترین اور پرآسائش بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی''...... تیسری آواز سنائی دی۔ انہوں نے تالے کے سوراخ سے اندر جھانکنے کے لئے سوراخ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ لیکن وہاں کوئی سوراخ نہیں تھا۔ نہ کوئی جھری تھی کمرے میں کم از کم تین آدمی موجود تھے۔ کیونکہ انہوں نے تین آدمیوں کی آوازیں سنی تھیں۔

اندر موجود لوگ ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ کوئی خاص بات نہیں کر رہے تھے کہ وہ کان لگائے کھڑے رہتے۔ لہٰذا عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

''اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''پہلے ان دونوں کمروں کو دیکھ لیتے ہیں''...... عمران نے مشورہ دیا۔ ان سب نے سر ہلا دیا۔ وہ دبے پاؤں دوسرے کمرے کی طرف بڑھے۔ کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ جس کا مطلب تھا اندر کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے آواز پیدا کئے بغیر دروازہ کھولا۔ اندر اندھیرا تھا۔ باہر کی روشنی سے کمرے کی تاریکی دور نہیں ہو رہی تھی۔ صفدر نے ٹارچ جیب سے نکال کر روشن کی تو کمرے کا ماحول دیکھ کر وہ بری طرح اچھل پڑے۔

کمرے میں آفاق زبیری رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ہیں ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں بازوؤں پر پٹیاں بندھی تھیں اور وہ بے ہوش تھے۔ اب انہوں نے تیسرے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔

''اب کیا کریں۔ پہلے آفاق زبیری کو ہوش میں لائیں یا ان گوں کو قابو کریں''...... صفدر نے سرگوشی میں بات کی۔

''آفاق زبیری تو پہلے ہی بندھے پڑے ہیں۔ یہ بھاگ کر ہیں نہیں جا سکتے۔ پہلے ان لوگوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جو س کمرے میں موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اس کھنڈر کے آس پاس کوئی عمارت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ لوگ گر کسی خفیہ راستے سے نکلے تو راستہ آس پاس ہی کہیں نکلے گا لہٰذا یان رکھنا''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔

''او کے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ بیرونی راستے کی

طرف بڑھ گیا تاکہ باہر سے کھنڈر کی نگرانی کر سکے۔

اس کمرے سے اب تک باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن وہ بس ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے۔ عمران نے دستک دینے کی بجائے دروازے پر ناخن سے کھرچنا شروع کر دیا تو اندر یک دم خاموشی چھا گئی۔

''یہ۔ یہ آواز کیسی ہے''...... اندر سے کسی نے کہا۔

''شاید اوپر کچھ لوگ آئے ہیں۔ بھوت کی آوازوں کا ٹیپ لگا دو''...... دوسرے نے کہا۔

''ایک منٹ۔ پہلے میں اوپر جا کر جائزہ لے آؤں''۔ دوسرے نے کہا۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھلا۔ ایک آدمی باہر نکلا اور عمران نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے اس طرح قابو کیا کہ ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہو سکی۔ ساتھ ہی عمران نے ایک خاص انداز سے اس کی کنپٹی کو مسل دیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔ چند منٹ بعد دوسرے کی آواز ابھری۔

''حیرت ہے۔ ملہوترا اب تک لوٹ کر نہیں آیا۔ میں دیکھتا ہوں اسے''...... اب دوسرا نکلا۔ اور وہ بھی ان کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس کو بے ہوش کرنے کے بعد وہ اس کمرے میں دبے پاؤں داخل ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا ہال تھا۔ اس میں آٹھ آدمی ادھر ادھر بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ ایک آدمی کرسی پر چوکس بیٹھا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ ساتھ ہی عمران نے اس کی

کنپٹی پر مشین پسٹل رکھ دیا۔

''آواز نہ نکالنا اور تم سب باقی لوگوں کے اسلحہ پر قبضہ کر لو''...... عمران نے پہلے اس آدمی سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ انہوں نے جلدی جلدی اونگھتے ہوئے مجرموں کے مشین پسٹل اپنے قبضے میں لے لئے۔ پھر انہیں جگایا گیا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں اور دھک سے رہ گئے۔ انہیں تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ کئی مشین پسٹل بیک وقت ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور ان کا اسلحہ لے لیا گیا تھا۔ اب وہ کیا دم مارتے لہٰذا چپ چاپ سب نے اپنے آپ کو بندھوا لیا۔ باہر پڑے دو بے ہوش آدمیوں کو بھی باندھ دیا گیا۔ اب ان سب کو ایک جگہ ڈھیر کر گیا تھا۔

''اب آفاق زبیری کو اٹھا لاؤ اور ٹائیگر کو بھی نیچے بلا لو''...... عمران نے کہا۔ بے ہوش آفاق زبیری کو بھی اس ہال میں لایا گیا۔ ڈاکٹر کو فون کیا گیا۔ وہ آئے اور انہوں نے آفاق زبیری کو ہوش میں لانے کے لئے ایک انجکشن لگا دیا۔ باقی لوگ اس وقت تک خود بخود ہوش میں آ گئے تھے اور موجودہ صورتحال نے انہیں حد درجے خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔ آخر خدا خدا کر کے آفاق زبیری نے آنکھیں کھولیں لیکن وہ ابھی تک لاشعوری کیفیت میں تھے کیونکہ ان پر بہت تشدد کیا گیا تھا۔ لوہے کی سرخ سلاخوں سے ان کے زوؤں کو داغا گیا تھا اور بازوؤں کا گوشت جل گیا تھا وہ حد درجے تکلیف میں تھے۔

''انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچانا چاہئے۔ ورنہ ان کی ہلاکت کا خدشہ ہے''...... ڈاکٹر نے ان کی حالت دیکھ کر کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ٹائیگر تم انہیں اپنے ساتھ سپیشل ہسپتال لے جاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ بے ہوش آفاق زبیری کو لے کر سپیشل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے ٹائیگر کو آفاق زبیری کے ہوش میں آنے تک ان کے ساتھ رہنے کا کہا اور ساتھ ہی اسے ہدایت دیں کہ جونہی وہ بات چیت کرنے کے قابل ہوں۔ ان کا بیان لے لیا جائے۔ کیونکہ اگر وہ کچھ بتائے بغیر مر گئے۔ تو یہ راز ہمیشہ کے لئے راز ہی رہ جائے۔ ان کے جانے کے بعد وہ ان تینوں کی طرف مڑا جو باتیں کر رہے تھے۔

''اب تم لوگ ساری کہانی اگل دو''...... عمران نے کہا۔

''آفاق زبیری کی فکر کرو عمران۔ وہ لوگ انہیں ہلاک کرا دیں گے۔ جونہی انہیں اطلاع ملے گی کہ آفاق زبیری اب تمہارے قبضے میں ہے اور ہسپتال میں بھیجا گیا ہے۔ وہ اسے ختم کرا دیں گے''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''لیکن اس وقت تک انہیں کیوں زندہ رکھا گیا ہے''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''اس لئے کہ ان سے ہم جو معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ ابھی تک معلوم نہیں کر سکے''...... اس نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا معلوم کرنا چاہتے تھے تم''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم کیوں بتائیں۔ تم آفاق زبیری سے معلوم کرلو''...... ایک نے بھنا کر کہا۔

''حد ہو گئی''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ٹائیگر۔ اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ ہسپتال میں آفاق زبیری کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے گی لہٰذا تم فوراً راستہ بدل لو اور انہیں نمبر تین میں لے جاؤ......'' رابطہ ہوتے ہی عمران نے کہا۔

''یس باس میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں''...... ٹائیگر نے فوراً کہا تو عمران نے فون بند کر دیا۔

''اچھا اتنا بتا دو۔ تمہارا امیر سالم سے تعلق ہے یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہم کسی امیر سالم کو نہیں جانتے۔ ہم نے تو صرف آفاق زبیری کو اغوا کر کے اس سے کچھ اگلوانا تھا''...... اسی نے کہا جس نے پہلے بات کی تھی غالباً وہ ان کا لیڈر تھا۔

''کیا اگلوانا تھا''...... صفدر نے فوراً کہا۔

''یہ بتا دیا تو گویا ساری کہانی سنا دی''...... اس نے کہا۔

''اوکے۔ تم لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اب

ہمارا کام ہے“...... عمران نے کہا۔

”تم کچھ بھی کر سکتے ہو لیکن ہم پھر بھی تمہیں کچھ نہیں بتائیں گے۔ سائنائڈ کیپسول ہم پہلے ہی منہ میں رکھ چکے ہیں“...... اس نے کہا۔

”پہلے ہم ذرا آفاق زبیری سے بات کر لیں پھر تم سے بات ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”اس بے چارے کو تو اب تک ختم بھی کر دیا گیا ہو گا“...... اس نے کہا۔

”کیا مطلب“...... عمران چونک کر کہا۔

”یہ پہلے سے طے کر لیا گیا تھا کہ اگر انہیں کسی طرح بازیاب کرا لیا گیا تو انہیں ہر صورت میں ختم کر دیا جائے۔ لہٰذا وہ لوگ اسے ہسپتال تک نہیں پہنچنے دیں گے“...... اس نے کہا۔

”تم لوگوں کی طرف سے خطرے کا اشارہ ملتے ہی میں نے ان کا راستہ بدل دیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”وہ جائیں گے تو ہسپتال ہی میں“...... اس نے کہا۔

”نہیں۔ ہسپتال نہیں جائیں گے۔ کہیں اور جائیں گے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تب پھر آفاق زبیری کا علاج کس طرح ہو سکے گا“۔ اس نے کہا۔

”وہ ہم کرا لیں گے۔ تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں“......

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس وقت تک انہوں نے آفاق زبیری کو ہلاک کر دیا ہو گا“...... ایک نے کہا۔

”لیکن مجھے یقین ہے کہ تم لوگ انہیں ہلاک نہیں کر سکتے“۔ عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

”کیا مطلب“...... اس نے کہا۔

”مطلب یہ کہ تم ان سے کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو۔ لیکن وہ بتا نہیں رہے۔ اگر بات صرف ختم کرنے کی ہوتی تو یہ تمہارے لئے کیا مشکل تھا۔ جو ان کے بازوؤں کو گرم سلاخوں سے داغ سکتے ہیں وہ کیا انہیں ختم نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جب تک تم ان سے وہ بات معلوم نہیں کر لیتے۔ انہیں ختم بھی نہیں کر سکتے اور یہ بات آفاق زبیری بھی جانتے ہیں“...... عمران نے کہا تو اس کی یہ بات سن کر ان کے چہرے تاریک ہوتے نظر آئے۔ گویا یہی بات تھی۔

پھر عمران نے ٹائیگر سے رابطہ کیا۔

”ٹائیگر۔ کیا رپورٹ ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”ہم یہاں پہنچ گئے ہیں باس“...... ٹائیگر نے کہا۔

”راستے میں حملہ تو نہیں ہوا“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں باس“...... ٹائیگر نے کہا۔

”او کے۔ کیا ان کا علاج شروع ہو چکا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔ تھوڑی دیر تک وہ بات چیت کرنے کے قابل ہو جائیں گے"...... اس نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو ہم یہاں آسکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ڈاکٹر صاحبان کا کہنا ہے کہ وہ بہت جلد بات کر سکیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ ہم آرہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"انہیں آف کر دو اور رانا ہاؤس چلو"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے عمران کی بات سنتے ہی مشین پسٹلز سے ان سب پر فائرنگ کر دی۔ ان کے منہ سے زور دار چیخیں نکلیں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گئے۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب رانا ہاؤس میں داخل ہو رہے تھے۔

عمران نے ٹائیگر کو رانا ہاؤس ہی جانے کے لئے کہا تھا اور پھر اس نے سپیشل ہسپتال فون کر کے ڈاکٹر صدیقی سے تین بہترین ڈاکٹر رانا ہاؤس بھیجنے کا کہا تھا۔ ڈاکٹر وہاں پہنچ چکے تھے اور وہی آفاق زبیری کی دیکھ بھال کر رہے تھے اور انہیں ہوش میں لانے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ وہ سب بھی اس کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے۔ آخر ایک گھنٹے بعد آفاق زبیری نے آنکھیں کھول دیں۔

"مم۔ میں۔ میں کہاں ہوں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"آپ اب دوستوں کے درمیان ہیں"...... عمران نے کہا تو اس کی آواز نے انہیں اس کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

"اوہ۔ تو آپ لوگ مجھے ان کے چنگل سے نکالے آئے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"ہاں نکال کر تو ہم لے آئے ہیں اور آپ کا علاج بھی بہترین ڈاکٹر کر رہے ہیں۔ آپ بہت جلد ٹھیک بھی ہو جائیں گے۔ لیکن یہ چکر کیا ہے۔ ہم اب تک نہیں سمجھ سکے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ انتقام کا چکر ہے۔ میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں کہ دس سال پہلے جب میں فوج میں کیپٹن تھا۔ ایک ایجنٹ کو سرحد پار کرتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ میں نے اسے گولی مار دی تھی۔ اور وہیں دفن کر دیا تھا۔ ان لوگوں کو اب دس سال گزر جانے کے بعد نجانے کس طرح اس بات کا پتہ چل گیا اور یہ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"سوری آفاق زبیری صاحب۔ یہ کہانی آپ پہلے بھی سنا چکے ہیں۔ لیکن میں نہایت افسوس سے یہ کہوں گا کہ آپ کی یہ کہانی سچ نہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد اگر انتقام لینا ہوتا تو یہ کب کے آپ کو موت کے گھاٹ اتار چکے تھے کیونکہ آپ کئی دن تک ان کے قبضے میں رہے ہیں اس دوران وہ آسانی سے آپ کو ہلاک کر سکتے تھے۔ ان لوگوں نے لوہے کی سلاخوں سے آپ کے بازو داغ ڈالے۔

آپ پر بہیمانہ تشدد کیا گیا۔ لیکن موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملہ انتقام کا نہیں ہے۔ ویسے آپ اس فائل کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جو سابق چیف سیکرٹری حیدر سلطان صاحب نے آپ کو دی تھی''...... عمران نے کہا تو آفاق زبیری کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ عمران نے ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرتے دیکھے اور پھر بہت دیر تک وہ ان کی طرف حیرت سے دیکھتے رہے۔

''اس فائل کے بارے میں آپ کو کس نے بتایا ہے''...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

''سر سلطان نے''...... عمران نے کہا۔

''انہیں کس نے بتایا''...... آفاق زبیری نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''آپ کو فائل دینے کے بعد حیدر سلطان صاحب نے سر سلطان کے نام ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے سر سلطان صاحب کو فائل کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ کو وہ فائل دی گئی ہے جو آپ جلد ہی انہیں پہنچا دیں گے۔ لیکن جب آپ فائل سر سلطان کی طرف لے جا رہے تھے۔ تو اسی وقت کچھ نامعلوم لوگوں نے آپ پر حملہ کیا اور وہ فائل چھین لی۔ آپ شرمندگی کے باعث کسی کو کچھ نہ بتا سکے اور اس خیال سے خاموش ہو گئے کہ فائل کے بارے میں آپ کے علاوہ کسی اور کو تو معلوم نہیں۔ لہٰذا کسی کو بتانے

کی ضرورت ہی کیا ہے اور اس طرح ایک ماہ گزر گیا۔ لیکن وہ خط پوسٹ ہونے کی بجائے ان کی بیگم کے ہاتھ لگ گیا اور انہوں نے وہ خط کھول کر پڑھ لیا اور اسے اور اس کے بھائی کو اس فائل کے بارے میں معلوم ہو گیا انہوں نے یہ بات امیر سالم کو بتائی کہ وہ فائل سر سلطان تک نہیں پہنچنی چاہئے نہ جانے اس میں کیا ہے کہ وہ ہمارے ذریعے نہیں بھیجی گئی۔ چنانچہ امیر سالم کے ذریعے وہ فائل آپ سے چھین لی گئی اور خط ایک ماہ بعد سر سلطان کو پوسٹ کیا گیا ادھر آپ کو انہی لوگوں کے ذریعے اغوا کرایا گیا۔ تاکہ سر سلطان فائل کے بارے میں جان نہ سکیں''...... عمران نے انہیں تفصیل بتائی۔

''آپ کو تو تمام باتیں معلوم ہیں''...... آفاق زبیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاید نہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی۔ کیا فرمایا۔ شاید نہیں''...... آفاق زبیری نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ شاید نہیں۔ اس لئے کہ کچھ باتیں اب تک واضح نہیں ہیں۔ فائل تو ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ پھر انہوں نے آپ پر قاتلانہ حملے کیوں کئے۔ آپ کو اغوا کیوں کیا۔ آپ سے یہ لوگ کیا بات اگلوانا چاہتے تھے۔ آپ صرف اس بات کی وضاحت کر دیں''...... عمران نے کہا۔

’’یہ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ حیدر سلطان نے فائل دیتے وقت کیا باتیں بتائی تھیں۔ لیکن انہوں نے مجھے کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ صرف وہ فائل دی تھی اور فائل انہوں نے چھین لی تھی۔ اس کے باوجود یہ مجھ پر بلاوجہ ظلم کرتے رہے‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’کیا آپ نے وہ فائل پڑھ لی تھی‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’جی۔ جی نہیں۔ وہ تو امانت تھی۔ میں کیسے پڑھ سکتا تھا۔ جوں کی توں سر سلطان کو دینے کے لئے لے جا رہا تھا کہ حملہ ہو گیا‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’دس سال پہلے آپ نے جس نوجوان کو سرحد عبور کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ اس کا کیا بنا تھا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’میں نے اسے گولی مار دی تھی اور وہیں دفن کر دیا تھا‘‘۔ آفاق زبیری نے کہا۔

’’اس کی قبر تو موجود ہو گی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ ہو گی‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’شکریہ۔ اب آپ آرام کریں۔ معاملات واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ اب انشاء اللہ یہ چکر جلد ختم ہو جائے گا۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ امیر سالم کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور ان کے ڈریم سنٹر کی تلاشی بھی لی گئی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہو اچھا۔ پھر۔ وہاں سے کیا ملا‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’بہت سا اسلحہ اور کچھ اغوا کئے گئے اعلیٰ آفیسرز جن کی جگہ لینے کی تیاری کی جا رہی تھی‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس کا مطلب ہے۔ اس سارے کھیل کے پیچھے کافرستان کا ہاتھ تھا‘‘...... آفاق زبیری نے کہا۔

’’جی ہاں۔ کل ہم ساری باتیں واضح کر دیں گے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’ان سے وہ فائل بھی ملی یا نہیں‘‘...... آفاق زبیری نے پوچھا۔

’’نہیں۔ وہ فائل شاید انہوں نے ضائع کر دی ہے۔ خیر کوئی بات نہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔ اس معاملے میں اگر آپ شامل نہ ہو جاتے تو نہ جانے یہ میرا کیا حشر کرتے‘‘۔ آفاق زبیری نے کہا۔

’’کوئی بات نہیں۔ آپ آرام کریں۔ یہ ہمارا روز کا کام ہے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ باہر آ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو چند ہدایات دے کر بھیج دیا اور پھر اس نے سر سلطان کو فون کیا۔ حالات بتائے اور دوسرے دن کا پروگرام بتانے لگا۔

اس شام عمران اور اس کے ساتھی رانا ہاؤس کے صحن میں بہت خوش گوار موڈ میں موجود تھے۔ کچن کا کام جولیا اور صالحہ نے سنبھال لیا تھا اور وہ انہیں مزے مزے کی چیزیں بنا بنا کر کھلا رہی تھیں لہٰذا وہ خوش کیوں نہ ہوتے۔ ایسے موقع تو انہیں ڈھونڈے نہیں ملتے تھے۔

”کیا خیال ہے عمران صاحب۔ کیا آپ یہ کیس مکمل کر چکے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”لگتا تو یہی ہے۔ ویسے ایک آدھی بات ضرور ذہن میں صاف نہیں ہے۔ امید ہے کل وہ بھی صاف ہو جائے گی“۔ عمران نے کہا۔

”کیا سر سلطان کے ساتھ آفاق زبیری صاحب کے دوست ڈاکٹر عبدالغنی بھی آ رہے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں ۔ انہیں تو آنا پڑے گا۔ اس کھیل کا اصل راز تو اب ان

کے سامنے کھلے گا“...... عمران نے کہا۔

”کھیل کا اصل راز“...... چوہان نے چونک کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کے کہنے پر جوزف نے رانا ہاؤس کے تمام حفاظتی انتظامات آن کر دیئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ آفاق زبیری پر ابھی حملے کا امکان موجود ہے۔ اپنے ساتھیوں کو اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس معاملے میں صرف امیر سالم ہی نہیں ایک اور طاقت بھی شامل ہے۔ اس سے بھی اس معاملے میں کام لیا گیا ہے۔ اب یہ سب باتیں کل واضح ہوں گیں۔ عمران ابھی ان سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے سیل فون جیب سے نکالا اور پھر اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے سیل فون کا کال رسیونگ بٹن پریس کیا اور کان سے لگا لیا۔

”عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی بات سن کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”کیا کوئی اہم اطلاع ملی ہے عمران صاحب“۔ صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ بہت زیادہ“...... عمران نے کہا۔

”کیا اطلاع ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”تھوڑی دیر انتظار کرو“...... عمران نے کہا اور پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔

”جاؤ صفدر۔ ایک صاحب ایک فائل لائے ہوں گے“......

عمران نے کہا۔

"جی۔ فائل۔ آپ کا مطلب ہے۔ کیا وہ فائل جو حیدر سلطان صاحب نے آفاق زبیری صاحب کو دی تھی"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"ارے نہیں۔ اسی فائل کا تو سارا جھگڑا ہے۔ اگر وہ ہمیں مل جاتی تو ہمیں اس قدر چکر کیوں کھانے پڑتے"...... عمران نے کہا۔

"تب پھر۔ یہ فائل کیسی ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"بہت اچھی ہے۔ بس تم لے آؤ"...... عمران نے کہا اور صفدر چلا گیا۔ دروازہ کھلا تو واقعی ایک صاحب فائل لئے کھڑے تھے۔

"یہ عمران صاحب کو دے دیں"...... اس نے کہا۔

"جی بہتر۔ شکریہ"...... صفدر نے یہ کہہ کر فائل لے لی اور اندر آ گیا۔

"عمران نے ان کے سامنے ہی فائل کی ورق گردانی شروع کی۔ اس میں ایک صفحے پر پندرہ کے قریب نام و پتے لکھے نظر آئے۔ اسی طرح پانچ چھ صفحات فائل میں موجود تھے۔

"یہ کن لوگوں کے نام و پتے ہیں عمران صاحب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اندازہ لگاؤ۔ پھر ہمیں ان میں سے ایک دو آدمیوں سے بات چیت بھی کرنی ہے"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی سوچ میں ڈوب گئے۔

"میرا خیال ہے۔ یہ افسران کے نام و پتے ہیں"...... صالحہ نے مسکرا کر کہا۔

"بہت خوب صالحہ کا اندازہ درست ہے"...... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"افسران کے نام پتے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اس کیس میں ہمیں ان میں سے چند لوگوں کی ضرورت پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے دور کھڑے ٹائیگر کو آواز دی تو وہ تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے وہ فائل اسے دے دی۔

"معلوم کرو۔ اس فہرست میں سے کس کس شخص سے ہماری ملاقات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر"...... یہ کہہ کر اس نے فائل لے لیا ور اس میں درج ام پتوں پر ایک نظر ڈالی۔

"سو کے قریب نام ہیں۔ معلوم کرنے میں وقت لگ جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"دیکھو۔ معلوم کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ الگ کر بیٹھ گیا اور مختلف جگہوں پر کالز کرنے میں مصروف ہو گیا۔ دو منٹوں بعد وہ عمران کے پاس آ گیا۔

''باس۔ اس فہرست میں سے صرف تین آدمیوں سے ملاقات ہوسکتی ہے۔ باقی نہیں مل سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چلو اتنا ہی بہت ہے۔ ان تینوں کو یہاں بلا لو۔ انکار کریں تو سر سلطان سے میرا نام لے کر کہنا تو وہ خود ہی انہیں ساتھ لے آئیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک گھنٹے بعد تین آدمی ٹائیگر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ ان کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے''...... عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ فرمائیں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ''...... ان میں سے ایک نے کہا۔ جونہی عمران نے ان تینوں سے سوالات شروع کئے۔ صفدر، تنویر، جولیا، صدیقی اور چوہان اچھل پڑے اور پھر ان کی حیرت بڑھتی ہی چلی گئی۔ یہاں تک کہ بات چیت ختم ہو گئی۔

''آپ کو آج رات یہیں رہنا ہے۔ کل تمام دن بھی یہیں رہنا ہے۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ امید ہے آپ محسوس نہیں کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''بہت بہتر۔ کوئی بات نہیں''...... انہوں نے کہا۔

''آپ اپنے گھر والوں کو فون کر کے بتا دیں تاکہ وہ آپ کے سلسلے میں پریشان نہ ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ آپ کا شکریہ''...... انہوں نے کہا پھر تینوں نے اپنے اپنے گھر فون کر کے اپنے بارے میں بتا دیا۔

''اب آپ آرام کریں''...... عمران نے کہا۔

اگلے روز ان تینوں کو راناہاؤس کے میٹنگ ہال میں لایا گیا تو وہاں بیگم حیدر سلطان، کاشف عباس، امیر سالم اور بلیک ہاؤس سے گرفتار کئے گئے لوگ پہلے سے موجود تھے۔ پھر موجودہ چیف سیکرٹری اور سر سلطان کو بھی کال کر کے بلایا گیا۔ سب سے آخر میں ڈاکٹر عبدالغنی کو فون پر بتایا گیا کہ سب لوگ یہاں آ چکے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی تشریف لے آئیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالغنی بھی آ گئے۔ اتنے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

''عمران بیٹے۔ لگتا ہے کہ تم نے یہاں پورا جلسہ کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں کیا کروں۔ مجبور ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہا۔ مجبور ہو۔ کیا مجبوری تھی تمہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''میں ان سب کو یہاں جمع کرنے پر مجبور تھا۔ اس کے بغیر مزا نہ آتا''...... عمران نے کہا۔

"ارے کیا آج مزا بھی آئے گا"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آج مزا بھی آئے گا انشاء اللہ اور"...... عمران نے کہا۔

"اور کیا"...... سر سلطان نے جلدی سے کہا۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ چونک پڑے۔

"ایک منٹ سر۔ شاید اس تقریب کے آخری مہمان تشریف لے آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آخری مہمان"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں ابھی آیا"...... عمران نے کہا۔ یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف لپکا۔ اس بار صدیقی اور چوہان کے ساتھ ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر آئے۔ نوجوان کی عمر تیس سال ہو گی۔ انہیں بھی بٹھا دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔

"یہ میرے دوست ہیں۔ دماغی امراض کے ماہر ڈاکٹر ہیں۔ یہ وہ نوجوان ہے جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ قید تھے۔ یعنی امیر سالم کے تہہ خانے میں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ اب مارے سسپنس اور بے چینی کے بہت برا حال ہے۔ لہٰذا جلدی شروع کرو"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

"جی ہاں بس انہی کا انتظار تھا۔ اب تمام مندوبین آ چکے ہیں۔ لہٰذا میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت

رحم کرنے والا ہے۔ یہ کہانی شروع ہوتی ہے ان دنوں سے جب سرحد پر جھڑپیں ہو رہی تھیں۔ اس روز بھی جھڑپ ہوئی تھی اور دشمن کے چند آدمی مارے گئے تھے اور عین سرحد پر مارے گئے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب عمران"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے۔ یہ کہانی آج سے دس سال پہلے کی ہے دس سال تک اس کہانی کو دبائے رکھا گیا اور جب بے چارے آفاق زبیری ریٹائر ہوئے۔ اس وقت پھر شروع کیا گیا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہاری کہانی دوبارہ شروع کرنے والوں نے ان کے ریٹائر ہونے کا دس سال تک انتظار کیا۔ بہت باصبر دشمن ثابت ہوئے۔ ورنہ اتنا صبر کون کرتا ہے"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اصل میں انہیں صبر اس لئے کرنا پڑا کہ آفاق زبیری نے کیپٹن کے عہدے سے استعفیٰ دے کر بیورو کریسی جوائن کر لی تھی اور ترقی کرتے ہوئے چیف سیکرٹری کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اس طرح ان کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی۔ ایک پوری فورس ان کی حفاظت پر مامور تھی۔ اس لئے ان کے ریٹائر ہونے تک ان کے دشمنوں نے ان پر حملہ نہ کیا۔ یہ انتظار کرتے رہے کہ کب یہ ریٹائر ہوں تو وہ ان پر حملہ کریں۔ چنانچہ ان کے ریٹائر ہوتے ہی

انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ پہلے قاتلانہ حملے کرتے رہے۔ جب کچھ نہ بنا تو انہیں اغوا کر لیا۔ یہ آپ لوگ جانتے ہی ہیں کہ ہم نے انہیں تلاش کرنے کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ یہ تو کسی صورت مل ہی نہیں رہے تھے۔ مجرموں نے انہیں ایسی جگہ لے جا کر رکھا کہ ہم جیسے لوگ بھی دھوکا کھا گئے اور وہ انہیں تشدد کا نشانہ بناتے رہے۔ لیکن آفاق زبیری صاحب کو بھی داد دینا پڑے گی کہ یہ ان کے سامنے ڈٹے رہے اور انہیں وہ بات نہ بتائی۔ جو مجرم ان سے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اصل میں یہ بھی مجبور تھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا عمران''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بوکھلا کر کہا۔

''آنے لگ جائے گا جناب۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے کہا ہے اصل میں یہ بھی مجبور تھے۔ انہیں کچھ نہیں بتا سکتے تھے۔ جونہی یہ انہیں وہ بات بتاتے۔ وہ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ نہ بتانے کی وجہ سے وہ انہیں موت کے گھاٹ نہیں اتار سکے''۔ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔ سب لوگ سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ اس طرح خاموش تھا جیسے اب کبھی کچھ نہ بولے گا۔ آخر ڈاکٹر عبدالغنی سے رہا نہ گیا۔

''یہ کیا عمران بیٹا۔ تم تو خاموش ہو گئے۔ ہم سب لوگ تمہارے بولنے کا انتظار کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں جانتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا جانتے ہو عمران بیٹا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''یہ کہ سب لوگ میرے بولنے کا انتظار کر رہے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر تم کس انتظار میں ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ لوگوں کے بے چین ہونے کا انتظار کر رہا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں مذاق کرتے ہو عمران۔ جلدی آگے کی کہانی بتاؤ''۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین ہو کر کہا۔

''آپ کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات صاف نظر آ رہے ہیں سر۔ باقی لوگ بھی خوب بے چین نظر آنے لگے ہیں۔ اصل میں، میں خود اس کیس میں بہت زیادہ بے چین رہا ہوں اور اب میں انتقاماً آپ سب کو بے چین کر رہا ہوں''۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''حد ہو گئی۔ اس میں ہمارا کیا قصور''۔ سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ آپ کا کیا قصور۔ کسی کا کوئی قصور نہیں۔ قصور ہے مجرموں کا۔ انوکھے مجرموں کا بلکہ انوکھے ترین مجرموں کا''...... عمران نے کہا۔

''انوکھے مجرم''...... ان سب کے منہ سے نکلا۔

''جی ہاں۔ انوکھے لاڈلے مجرم''...... عمران نے کہا۔
''آج تم بہت شوخ۔موڈ میں ہو عمران۔ میں سمجھ گیا''۔ سر سلطان نے کہا۔
''جی۔ آپ کیا سمجھ گئے۔ مہربانی فرما کر ہمیں بھی سمجھا دیں''...... عمران نے کہا۔
''یہ کہ آج تم ہمیں خوب آڑے ہاتھوں لو گے اور ہم سب کو بہت ستاؤ گے''...... سر سلطان نے ہنس کر کہا۔
''آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔
''کوئی بات نہیں ۔اب کیا کیا جاسکتا ہے۔ یہ تمہاری خاص عادت ہے اور ایسے لمحات میں کوئی تمہیں روک نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ میں بھی نہیں''...... سر سلطان نے کہا۔
''آپ کا اندازہ بالکل درست ہے ۔ خیر۔ اب میں آگے قدم بڑھاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔
''بیٹھے بیٹھے''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔
''میرا مطلب ہے۔ بیٹھے بیٹھے آپ کس طرح قدم بڑھا سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔
''چپ رہو۔ اب خواہ مخواہ تم میرے کان کاٹنے کی کوشش نہ کرو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ارے باپ رے۔ میں اور آپ کے کان کاٹوں گا۔ ایسا کیسے ممکن ہے عمران صاحب''...... چوہان نے گھبرا کر کہا۔
''لو اب تو یہ بھی تمہارے ساتھ شروع ہو گئے ہیں''...... سر سلطان نے خوشگوار موڈ میں مسکراتے ہوئے کہا۔
''اسے شاید خربوزے کو دیکھ کر خربوزے کا رنگ پکڑنا کہتے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔
''اب تم خاموش رہو خربوزے میاں اور میری سنجیدگی کم نہ کرو''...... عمران نے کہا۔
''تم اپنی بات جاری رکھو''...... سر سلطان نے کہا۔
''ہاں۔ اب میں انہیں بولنے کا موقع نہیں دوں گا''...... عمران نے کہا۔
''یہ تو غلط بات ہے عمران صاحب۔ آپ کچھ کنجوس ہوتے جا رہے ہیں''...... خاور نے کہا۔
''میں نے کون سی کنجوسی کی ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔
''آپ کہہ تو رہے ہیں کہ آپ ہمیں بات کرنے کا کوئی موقع نہیں دیں گے''...... خاور نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔
''اب تم سب خاموش رہو اور عمران کو بولنے دو''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
''آج کافی دنوں بعد عمران صاحب اپنے پرانے رنگ میں نظر

آ رہے ہیں''...... چوہان نے خوش ہو کر کہا۔

''دیکھا آپ نے۔ میرے ساتھی اب خوشی محسوس کرنے لگے ہیں''......عمران نے کہا۔

''ہاں عمران۔ دیکھ رہا ہوں اور بھی جو تم دکھانا چاہو۔ میں دیکھوں گا''......سرسلطان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے ہم سے''۔ امیر سالم نے غراتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے۔ اب تم اپنی بات پوری کرو''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ٹھیک ہے تو سنیں۔ آفاق زبیری صاحب جب کیپٹن تھے اور سرحد پر ڈیوٹی دے رہے تھے اور ان کے ساتھی پوری طرح چوکس کھڑے تھے کہ ایک طرف انہیں کسی سائے کا گمان ہوا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور اس طرف لپکے۔ اس سے پہلے کہ وہ نوجوان سرحد پار کر جاتا۔ ان لوگوں نے اسے دبوچ لیا اور لا کر کیپٹن کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نوجوان کافی سہم گیا تھا۔ کیپٹن نے اس کا جائزہ لیا۔ پھر بولے۔ اسے میرے خیمے میں بند کر دو۔ رات کو میں اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ ان کے ساتھیوں نے اسے خیمے میں بند کر دیا۔ رات بارہ بجے کیپٹن صاحب اپنے خیمے میں داخل ہوئے۔ اپنے ساتھیوں کو باہر نگرانی کے لئے کہہ دیا۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھ گچھ شروع کی۔ ایسے میں نوجوان کے

پاس موجود ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ کیپٹن صاحب چونک اٹھے کہ مجرم کے پاس ٹرانسمیٹر بھی تھا۔ انہوں نے اس کی خفیہ جیب سے ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اسے آن کیا۔ دوسری طرف سے بار بار کہا جا رہا تھا۔ ہاں نمبر تین سو نو۔ تم نے سرحد پار کر لی ہے یا نہیں۔ بولو۔ جواب دو۔ تم نے سرحد پار کر لی ہے یا نہیں۔ ادھر سے کیپٹن نے بات کرنے والے کو بتایا کہ نمبر تین سو نو سرحد پار نہیں کر سکا اور یہ کہ اب وہ ان کے قبضے میں ہے اور یہ کہ کون بات کر رہا ہے۔ کہاں سے بات کر رہا ہے۔ اب اس کے جواب میں نہ جانے کیا کہا گیا۔ اس کے بعد کیپٹن صاحب نے گولی چلا دی اور خیمے سے نکل کر باہر موجود اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اس مجرم کی لاش کو دفن کرنے کے لئے گڑھا کھودیں۔ ان کے ساتھی گڑھا کھودنے کے لئے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے تو کیپٹن صاحب ایک لاش کو گھسیٹ کر باہر لا چکے تھے۔ اس روز رات تاریک تھی۔ چاند نہیں نکلا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اسے دفن کر دیں۔ ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ اس کی تصاویر وغیرہ انہوں نے لے لی ہیں۔ اخبارات میں خبر بھی لگوا دیں گے تا کہ ان کی کارروائی منظر عام پر آ سکے اور واقعی انہوں نے تصویر کے ساتھ خبر اخبارات کو دے دی۔ خبر شائع ہو گئی۔ اس وقت کے کمانڈر نے اس بارے میں جب سوالات کئے تو کیپٹن آفاق زبیری صاحب نے بتایا کہ اس نے ان پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے اسے فوری طور

پر اسے ختم کرنا پڑا۔ تلاشی لینے پر کچھ بھی برآمد نہیں ہوا۔ ان کے اس بیان کے بعد معاملہ ختم کر دیا گیا۔ پھر کیپٹن صاحب نے استعفیٰ دے دیا اور بیورو کریٹ بن گئے اور اس واقعے کے دس سال بعد ریٹائر ہو گئے۔ ریٹائر ہوتے ہی ان پر قاتلانہ حملے شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے اس بارے میں مجھے فون کیا۔ ڈاکٹر عبدالغنی سے ان کی علیک سلیک تھی انہوں نے ڈاکٹر عبدالغنی کو بتایا کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور یہ حملے پراسرار قسم کے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کو علم تھا کہ میرا تعلق پاکیشیا کے ایک سراغ رساں ادارے سے ہے۔ انہوں نے مجھے چند سراغ رسانوں کو بھیجنے کا کہا تو میں نے اپنے تین ساتھیوں کو بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ آفاق زبیری صاحب انہیں بلانے پر آمادہ نہیں تھے۔ لیکن بعد میں پھر تابڑ توڑ قسم کے واقعات نے انہیں بھی خوف میں مبتلا کر دیا اور وہ انہیں اپنے گھر میں ٹھہرانے پر مجبور ہو گئے لیکن پھر انہیں اغوا کر لیا گیا۔ صفدر، تنویر اور جولیا نے اغوا کرنے والوں کا تعاقب کیا۔ ادھر سر سلطان کو ایک پریشان کن اطلاع ملی۔ اطلاع یہ تھی کہ ایک ماہ پہلے سابق چیف سیکرٹری نے آفاق زبیری صاحب کو ایک فائل دی تھی۔ جو انہیں سر سلطان تک پہنچانا تھی۔ فائل دینے کے فوراً بعد حیدر سلطان صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس بارے میں آفاق زبیری صاحب نے بتایا کہ وہ فائل لے کر سیکرٹریٹ کی طرف جا رہے تھے لیکن راستے میں ان پر حملہ ہوا اور وہ فائل ان سے چھین لی گئی۔ اس کے بعد ان پر حملے

شروع ہوئے۔ شرمندگی کی وجہ سے فائل والی بات وہ سر سلطان کو نہ بتا سکے۔ انہوں نے سوچا کہ فائل کے بارے میں کسی تیسرے کو معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا خاموشی اختیار کر لی جائے لیکن حیدر سلطان صاحب نے اس فائل کے بارے میں ایک خط سر سلطان کو لکھ دیا تھا۔ بیگم حیدر سلطان کافرستانی ہے۔ اس بات کا علم حیدر سلطان صاحب کو ملازمت کے دوران نہ ہو سکا۔ بعد میں ہوا اور جب ہوا تو وہ کانپ گئے۔ وہ جان گئے کہ ان کی غدار بیوی نے نجانے پاکیشیا کے کتنے راز کافرستان پہنچائے ہوں گے لہٰذا اس کی تحقیقات ضروری ہے۔ اسی لئے انہوں نے یہ ساری باتیں اس فائل میں لکھ دی تھیں۔ فائل وہ ان کے ذریعے نہیں بھیج سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آفاق زبیری صاحب کو بلایا۔ آفاق زبیری صاحب ان کے ماتحت رہ چکے تھے۔ دونوں میں علیک سلیک بھی بہت تھی۔ لہٰذا ان حالات میں انہوں نے ان پر بھروسہ کیا۔ لیکن چونکہ فائل بہت اہم تھی۔ اس لئے انہوں نے ایک خط لکھا اور اسے پوسٹ کرنے کا سوچا لیکن پھر وہ بھول گئے اور وہ خط ان کی بیگم کے ہاتھ لگ گیا۔ اس خط کو بیگم حیدر سلطان نے کھول کر پڑھ لیا۔ اپنے کافرستانی بھائی کاشف عباس کو بلایا اور بتایا کہ حیدر سلطان کو ان کی غداریوں کا علم گیا ہے انہوں نے غالباً ان کی باتیں سن لی ہیں چنانچہ دونوں نے مل کر ڈاکٹر اشفاق کے ذریعے انہیں ہلاک کر دیا۔ ساتھ ہی انہوں نے ڈاکٹر اشفاق احمد سے ہارٹ فیل کا سرٹیفکیٹ لے لیا اور

انہیں دفن کر دیا گیا۔ اپنے آدمیوں کے ذریعے انہوں نے اس روز آفاق زبیری صاحب پر حملہ کرا کے وہ فائل بھی حاصل کر لی تھی انہیں زندہ چھوڑ دیا لیکن یہ زندہ چھوڑنا اس لئے نہیں تھا کہ وہ اب ڈاکٹر عبدالغنی یا سر سلطان کو کچھ نہیں بتا سکیں گے بلکہ انہیں زندہ چھوڑنے پر وہ ایک اور وجہ سے مجبور تھے“...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

”کیا مطلب۔ ایک اور وجہ سے“...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں ایک اور وجہ سے وہ مجبور تھے۔ میں وہ وجہ ابھی بتاؤں گا آپ پریشان نہ ہوں۔ اس کے بعد ان پر قاتلانہ حملوں کا پروگرام شروع ہوا۔ یہ حملے امیر سالم نے اپنے آدمیوں کے ذریعے کرائے اس دوران انہیں کچھ نامعلوم آدمیوں نے اغوا کر لیا۔ اغوا کرنے والے انہیں بلیک ہاؤس میں لے گئے۔ اس کھنڈر کو انہوں نے اپنا اڈا بہت پہلے سے بنا رکھا تھا۔ بلکہ ایک طرح سے وہ ان کا ہیڈکوارٹر تھا۔ جہاں تہہ در تہہ خفیہ اڈے بنائے گئے تھے۔ وہاں کرنل آفاق زبیری پر ظلم کیا گیا۔ اغوا کرنے والے ان سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ وہ ظلم ہونے کے باوجود وہ بات نہیں بتا رہے تھے “...... یہاں تک کہہ کر عمران خاموش ہو گیا۔

”اور وہ بات کیا تھی“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے بے چین ہو کر پوچھا۔

”یہ آپ آفاق زبیری صاحب سے پوچھیں۔ ویسے یہاں وہ اغوا کرنے والے بھی موجود ہیں۔ امیر سالم بھی ہے۔ کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان بھی ہیں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد بھی ہے۔ اس لئے اب آفاق زبیری صاحب کو بتا دینا چاہئے کہ وہ بات کیا تھی“۔ عمران نے کہا۔ ان سب کی نظریں آفاق زبیری پر جم گئیں۔ آفاق زبیری کے چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ آخر ظلم و ستم جو برداشت کرتے رہے تھے ان کے بازوؤں کا تو گوشت تک جلا دیا گیا تھا۔ آخر ان کے ہونٹ ہلے۔

”یہ لوگ مجھ سے یہ جاننا چاہتے تھے کہ وہ فائل کہاں ہے۔ جو حیدر سلطان صاحب نے مجھے دی تھی۔ میں انہیں بار بار بتاتا رہا کہ فائل تو کچھ نامعلوم حملہ آوروں نے مجھ سے چھین لی تھی لیکن یہ لوگ اس بات پر یقین کرنے پر تیار نہیں تھے“...... آفاق زبیری نے بتایا۔

”لیکن کیوں۔ فائل تو انہوں نے ہی چھینی تھی“...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ فائل چھیننے والے کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کے گروہ کے لوگ تھے۔ جبکہ اغوا کرنے والے اور لوگ تھے“۔ عمران نے بتایا۔

”خیر تو یہ آپ سے اس فائل کے بارے میں جاننا چاہتے تھے“...... سر سلطان نے اغوا کرنے والوں کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے۔

"جی ہاں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"اب تم کچھ بولو۔ تم نے انہیں اغوا کیوں کیا تھا"۔ سر سلطان نے پوچھا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ معاملہ فائل کا تھا لیکن اب معلوم ہوا فائل تو واقعی ان سے چھین لی گئی تھی"...... امیر سالم نے کہا۔

"تم اس فائل کے لئے اس قدر پریشان کیوں تھے۔ جبکہ اس میں تو صرف کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کے کرتوت لکھے گئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"یہ ہمیں ابھی پتا چلا۔ ہم سمجھتے تھے کہ نہ جانے اس میں کیا راز لکھا گیا ہے"...... امیر سالم نے کہا۔

"لیکن۔ تمہیں اس فائل کے بارے میں پتا کیسے چل گیا۔ جبکہ اس کے بارے میں صرف آفاق زبیری صاحب کو پتہ تھا۔ یا پھر اس خط کے ذریعے بیگم حیدر سلطان اور اس کے بھائی کو اس کا پتہ چلا تھا۔ کیا تمہیں یہ بات ان دونوں سے معلوم ہوئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں یہی بات ہے"...... امیر سالم نے کہا۔

"لیکن۔ وہ فائل تو ان کے لئے بہت خطرناک تھی۔ یہ کیوں آپ کو بتانے لگے"...... عمران نے پوچھا۔ امیر سالم اب ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ شاید وہ لاجواب ہو گیا تھا۔

"تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔ تم اس فائل کے بارے میں ان سے نہیں پوچھتے رہے۔ فائل کے بارے میں تو بیگم حیدر سلطان نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ انہوں نے حاصل کر لی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تب پھر کیا پوچھ رہے تھے"...... ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ لوگ بھی ایک طرح سے ان دونوں بلکہ ان تینوں کے ساتھی ہیں۔ یہ کافرستانی ایجنٹ ہیں اور ہمارے ملک میں بلیک ہاؤس ان کا اڈا ہے۔ غدار لوگ جو معلومات حاصل کرتے ہیں وہ یہ معلومات قیمت ادا کر کے خرید لیتے ہیں۔ معلومات یہ اپنے کسی آدمی کے ذریعے سرحد پار بھیج دیتے ہیں۔ ایسی ہی معلومات اس نوجوان کے ذریعے بھیجی گئی تھیں۔ جو دس سال پہلے آفاق زبیری کے ہاتھوں مارا گیا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہرگز نہیں"...... آفاق زبیری نے بلند آواز میں کہا۔

"کیا نہیں آفاق زبیری صاحب"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کے پاس کوئی معلومات نہیں تھیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"کیا آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کی بہت اچھی طرح تلاشی لی تھی۔ اس کے پاس کچھ نہیں تھا"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"بہت خوب۔ تو اس کے پاس کچھ نہیں تھا پھر آخر وہ کون سی بات ہے جو یہ لوگ آپ سے پوچھتے رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... آفاق زبیری نے چونک کر کہا۔

"یہ اندر سے ایک ہیں۔ لہٰذا بیگم حیدر سلطان نے انہیں یہ بات بتا دی تھی کہ وہ فائل یہ حاصل کر چکے ہیں لہٰذا آپ پر قاتلانہ حملے اور آپ کا اغوا اس فائل کے لئے ہرگز نہیں تھا۔ کسی اور بات کے لئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"تب پھر آپ بتا دیں۔ کس لئے انہوں نے مجھے اغوا کیا تھا"...... آفاق زبیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مہربانی فرما کر یہ بات آپ خود بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"میں کہہ چکا ہوں۔ فائل کے علاوہ کوئی اور بات یہ نہیں پوچھتے رہے۔ آپ بے شک ان سے پوچھ لیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ ان سے بھی پوچھ لیتا ہوں۔ بتائیں بھئی۔ آپ ان سے کیا پوچھتے رہے ہیں۔ جو یہ بتانے کے لئے تیار نہیں تھے"...... عمران نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ امیر سالم کے آدمیوں نے فائل حاصل کرنے کے لئے ان پر حملہ ضرور کیا تھا لیکن فائل حاصل نہیں کر سکے تھے۔ فائل اس وقت ان کے پاس نہیں تھی"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"تب پھر فائل کہاں ہے۔ وہ فائل ان کے پاس امانت تھی اور انہیں فائل سر سلطان تک پہنچانی تھی۔ اگر آپ لوگ وہ فائل حاصل نہیں کر سکے تھے تو پھر اب تو انہیں بتا دینا چاہئے۔ فائل کہاں ہے تاکہ ہم وہ وہاں سے لے آئیں اور سر سلطان کی خدمت میں پیش کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"بالکل ٹھیک"...... سر سلطان نے کہا۔ آفاق زبیری کے چہرے پر الجھن کے تاثرات تھے۔

"لہٰذا صاف ظاہر ہے۔ تم لوگ ان سے کوئی اور بات پوچھنا چاہتے تھے اب یا تو تم بتا دو یا یہ بتا دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"اگر یہ دونوں گروپ نہیں بتائیں گے۔ تو کیا ہو گا عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"اس صورت میں وہ بات میں بتاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

ان کی بات سن کر آفاق زبیری، کاشف عباس، بیگم حیدر سلطان اور امیر سالم بری طرح سے چونک پڑے۔

"آپ نے کیا کہا۔ آپ بتائیں گے وہ بات۔ جو یہ مجھ سے معلوم کرتے رہے ہیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"ہاں پھر مجبوراً مجھے ہی بتانا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ کوئی ایسی بات جانتے ہیں تو پھر دیر کیوں لگا رہے ہیں۔ بتائیں"...... آفاق زبیری نے کہا۔

"ٹائیگر۔ اس نوجوان کو لے آؤ بھئی"...... عمران نے کہا۔

"جی بہتر"...... ٹائیگر نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ جلد ہی وہ اس نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ جو انہیں دوسرے قیدیوں کے ساتھ امیر سالم کے تہہ خانے سے ملا تھا اور جسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔

"آپ کا اس نوجوان کے بارے میں کیا خیال ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کی دماغی حالت بالکل ٹھیک ہے۔ یہ جان بوجھ کر پاگل بن رہا تھا"...... امیر سالم نے کہا۔

"کیوں بھئی۔ کیا یہی بات ہے"...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا"...... اس نوجوان نے کہا۔

"حد ہو گئی۔ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی تم وہی رٹ لگا رہے ہو۔ خیر۔ ٹائیگر اس کے چہرے سے ماسک اتار دو"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر مسکراتا ہوا اس آدمی کی طرف بڑھا جو عمران کی بات سن کر بوکھلا سا گیا تھا۔ وہ پیچھے ہٹا تو صفدر اور چوہان نے یکلخت اسے پکڑ لیا۔

"ارے ارے۔ یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو"...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے اس کی گردن کے نیچے چٹکی سی بھری اور دوسرے لمحے اس آدمی کی گردن سے ایک جھلی الگ ہوئی جسے ٹائیگر

نے آہستہ آہستہ اتارنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نیا چہرہ انہیں نظر آنے لگا۔ یہ چہرہ دیکھ کر وہاں موجود چند آدمی حیرت سے اچھل پڑے۔ ان میں صفدر، تنویر اور جولیا بھی تھے۔ چوہان اور صدیقی بھی تھے جبکہ ڈاکٹر عبدالغنی اور کچھ دوسرے سمجھ میں نہ آنے والے انداز میں پلکیں جھپک رہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ میک اپ میں تھا لیکن یہ ہے کون عمران"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"یہ جاننے کے لئے آپ کو اخبارات میں شائع ہونے والی ایک تصویر اور خبر کو دیکھنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور خبر ان کے سامنے کر دی۔ خبر کے ساتھ شائع ہونے والی تصویر کو دیکھ کر سر سلطان اور دوسرے کئی لوگ حیرت سے اچھل پڑے۔ اس لئے کہ وہ تصویر اس نوجوان کی تھی جس کا میک اپ اتارا گیا تھا۔

"کیا مطلب۔ یہ وہ نوجوان ہے جسے دس سال پہلے سرحد پر پکڑا گیا تھا اور یہ زندہ ہے۔ جبکہ اسے گولی مار دی گئی تھی"۔ ڈاکٹر عبدالغنی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ یہی بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"لل۔ لیکن۔ لیکن لیکن"...... سر سلطان لیکن سے آگے کچھ نہ کہہ سکے۔ ان کی نظریں آفاق زبیری پر جم کر رہ گئیں۔ جبکہ اس کا چہرہ بالکل تاریک ہو چکا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا چکر ہے عمران۔ میرا تو مارے حیرت کے برا حال

ہے‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’اس روز سرحد پر جھڑپ بھی ہوئی تھی۔ اس جھڑپ میں عین بارڈر پر چند کافرستانی مارے گئے تھے اس فائرنگ کے دوران کچھ فاصلے پر یہ نوجوان سرحد پار کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آفاق زبیری کے ماتحت چند فوجیوں نے اسے دیکھ لیا اور پکڑ کر آفاق زبیری کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس نے اسے خیمے میں بند کرنے کا حکم دیا اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ ادھر نوجوان کا ساتھی یعنی امیر سالم جو ان کا بگ باس ہے۔ برابر ٹرانسمیٹر پر اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رابطہ نہ ہونے پر وہ جان گیا کہ گڑبڑ ہے۔ اس نے فوراً بیگم حیدر سلطان کو فون کیا اور اس سے پوچھا کہ فلاں سرحد پر اس وقت کس کی ڈیوٹی ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے۔ اس نے حیدر سلطان کی ڈائری دیکھ کر اسے آفاق زبیری کا نام اور فون نمبر بتا دیا۔ امیر سالم نے فوراً آفاق زبیری سے رابطہ کیا۔ کہ وہ اس نوجوان کو چھوڑ دے۔ وہ ایک بہت بڑی رقم بدلے میں اسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ آفاق زبیری صاحب لالچ میں آ گئے کیونکہ کافرستانیوں کی چند لاشیں وہاں پڑی تھیں۔ اندھیرے میں ایک لاش کو اٹھا کر خیمے تک پہنچانا اور اس نوجوان کو واپس بھیج دینا اس کے لئے ایک معمولی کام تھا۔ ماتحتوں کو ادھر ادھر بھیج کر یہ کام وہ آسانی سے کر سکتا تھا چنانچہ ایک کروڑ ڈالر میں سودا طے ہو گیا۔ طے پایا کہ ایک کروڑ ڈالر اس کے گھر

رات کی تاریکی میں پہنچا دیئے جائیں گے تو وہ اس نوجوان کو چھوڑ دے گا۔ لہٰذا اس نے نوجوان کو رسیوں سے باندھ کر اپنی کار میں چھپا دیا اسے بھی بتا دیا کہ سودا طے ہو گیا ہے۔ وہ آواز نہ نکالے اور بارڈر سے ایک کافرستانی کی لاش کو اٹھا کر خیمے میں رکھ لیا۔ جب گڑھا کھود کر اس کے ماتحت آئے تو اس کافرستانی کی لاش تاریکی میں ان کی طرف بڑھا دی اور کہا کہ اسے دفن کر دو۔ اس طرح وہ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر صبح سویرے گھر پہنچا تو وہاں اس کے گھر میں ایک کروڑ ڈالر پہنچ چکے تھے۔ اس نے نوجوان کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ملک کے وہ راز بھی ساتھ جانے دیئے۔ اس قدر لالچ سوار ہو گیا تھا اس پر۔ اس راز کا پتہ صرف امیر سالم، کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کو تھا یا اس نوجوان کو۔ نوجوان اس وقت سے ان کے ڈریم سنٹر میں میک اپ میں رہتا رہا ہے۔ یہ امیر سالم کا خاص آدمی ہے۔ کئی بار ملکی راز لے کر کافرستان جا چکا ہے اور واپس آ چکا ہے۔ بس اس دن چونکہ جھڑپ کی وجہ سے رینجرز بہت چوکس تھے۔ اس لئے یہ پکڑا گیا۔ اب ایک کروڑ ڈالر آفاق زبیری صاحب کے پاس تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد عیش کی زندگی بسر کرے گا۔ ادھر یہ لوگ بھی اس انتظار میں تھے کہ کب وہ ریٹائر ہوں اور وہ اس سے اپنے ایک کروڑ ڈالر واپس لیں۔ چنانچہ ریٹائر ہونے کے بعد انہوں نے اس پر قاتلانہ حملوں کا پروگرام ترتیب دیا۔ اسے ڈرایا دھمکایا کہ رقم واپس کرو۔ ورنہ مار

ڈالیں گے ادھر یہ بھی اڑ گیا اور جان گیا کہ جونہی وہ رقم واپس کرے گا یہ لوگ اسے مار ڈالیں گے۔ چنانچہ اس نے نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ ایسے میں دوسرا واقعہ حیدر سلطان والا پیش آ گیا۔ انہوں نے کاشف عباس اور بیگم حیدر سلطان کی باتیں سن لیں۔ اس نے ان کے بارے میں فائل تیار کی اور آفاق زبیری کو دے دی کیونکہ آفاق زبیری ان کا ماتحت رہ چکا تھا اور وہ اسے بہت ایماندار خیال کرتے تھے۔ امیر سالم نے فوراً خود فائل اس سے حاصل کر لی اور پھر ڈالروں کا اتا پتا پوچھنے کے لئے اسے اغوا کر لیا۔ یہ ہے کل کہانی۔ اب اگر یہ چاہیں تو میرے بیان کو غلط ثابت کر دیں اور اس الزام سے نجات حاصل کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا''...... عمران نے پوری کہانی سنانے کے بعد کہا۔

''بہت خوب عمران۔ لیکن ایک الجھن باقی ہے''...... سر سلطان نے خوش ہو کر کہا۔

''وہ کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''آخر تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ دس سال پہلے کیا ہوا تھا''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے پوچھا۔

''جب نوجوان تہہ خانے سے ملا تو میں الجھن میں پڑ گیا تھا۔ تلاشی شروع ہونے سے پہلے امیر سالم نے اسے تہہ خانے میں چلے جانے کا اشارہ کر دیا تھا اور یہ کہہ دیا کہ پکڑے جانے پر وہ پاگل بن جائے۔ تہہ خانے کے دوسرے قیدی اس کے بارے میں کچھ نہ

بتا سکے۔ انہوں نے یہ بتایا کہ اسے آج ہی تہہ خانے میں چھوڑا گیا ہے۔ میں نے چیک کر لیا تھا کہ اس کے چہرے پر ماسک میک اپ ہے۔ اب میں نے دس سال پہلے ان کے ماتحت فوجیوں کا کھوج لگانے کا کام شروع کیا جنہوں نے نوجوان کو دفن کیا تھا۔ ٹائیگر نے ریکارڈ کی مدد سے آخر تین افراد کو تلاش کر لیا۔ ان سے معلوم ہوا کہ انہوں نے آفاق زبیری کو نوجوان کو گولی مارتے آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ دفن کرتے وقت وہ نوجوان کا چہرہ بغور دیکھ سکے تھے۔ اس لئے کہ اس وقت اس سازش کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''بہت خوب۔ اب بات صاف ہو گئی۔ میں جسے اپنا دوست سمجھتا آیا ہوں وہ ایک غدار ہو گا یہ سن کر مجھے واقعی دکھ ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر عبدالغنی نے کہا۔

''ایسے غداروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اس لئے ان میں سے کسی کو یہاں سے جانے نہیں دیا جائے گا اور سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن عمران......'' سر سلطان نے کہنا چاہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ یہ چیف کے احکامات ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ چیف کے احکامات کو صدر اور پرائم منسٹر صاحب بھی معطل نہیں کر سکتے ہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو سر سلطان خاموش ہو گئے۔ عمران ان سب کو لے کر باہر آ گیا اور اس

نے جوزف اور جوانا کو حکم دیا کہ وہ تمام افراد کو گولیاں مار کر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا دیں اور پھر کچھ دیر بعد ہی کمرے سے فائرنگ کی آواز کے ساتھ انسانی چیخیں بلند ہوئیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

ختم شد

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ناقابل فراموش کارنامہ



ساڈال پلان

مصنف
ظہیر احمد

ساڈال ___ ایک ذہین مجرم جس کا تعلق انتہائی سفاک، بے رحم تنظیم بلیک ٹرائب سے تھا۔

بلیک ٹرائب ___ جو پاکیشیا میں ایک خوفناک کھیل کھیل رہی تھی۔ بلیک ٹرائب کا وہ خوفناک کھیل کیا تھا۔

کیا ___ بلیک ٹرائب کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے تھا۔ یا ___؟

وہ لمحہ ___ جب عمران نے مجرموں کو سامنے لانے کے لئے سپیشل گیم کھیلی۔

ساڈال ___ جس کا اپنا پلان تھا اور اس کا پلان انتہائی ہولناک اور لرزا دینے والا تھا۔ کیا تھا ساڈال پلان ___؟

عمران ___ جس کی شادی ہوئی اور پھر اس کی بیوی کو اس سمیت اغوا کر لیا گیا۔

عمران ___ جس کی شادی ہونے پر جولیا نے کوئی ری ایکٹ نہ کیا۔ کیوں؟

ابن بطوطہ ___ ایک بالکل نیا کردار۔ جو ہنسی مذاق اور باتوں میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا۔

ابن بطوطہ ___ جسے چیف نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نیا چیف ایجنٹ بنا دیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس ___ جو ابن بطوطہ کو چیف ایجنٹ نہ مانتی تھی اور نہ اس کے ساتھ کام کرنا چاہتی تھی۔ کیوں ___؟

ابن بطوطہ ۔۔۔ جو بے رحم اور سفاک تھا۔ اس نے تمام ممبران کی موجودگی میں تنویر کو گولی ماردی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران نے جب اعتراض کیا تو ابن بطوطہ نے صفدر پر بھی گولی چلادی۔ کیوں ۔۔۔ ؟

ساڈال ۔۔۔ جس نے اپنی مدد کے لئے دو لیڈی ایجنٹوں کو بلالیا تھا۔

دو لیڈی ایجنٹس ۔۔۔ جن میں ایک مادام تاؤتھی اور دوسری میڈنا۔ دونوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو تلاش کرنے اور انہیں چن چن کر ہلاک کرنے کے لئے کمر کس لی اور پھر ۔۔۔ ؟

ساڈال پلان ۔۔۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے ٹریپ ہو کر موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ۔۔۔ جب ساڈال نے عمران کے سامنے اس کے دو ساتھیوں کو ہولناک موت سے دوچار کیا۔ ایک کے اس نے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور دوسرے کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا۔ کون تھے یہ دونوں ۔۔۔ ؟

عمران کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش اور انوکھا کیس۔ جس میں عمران کو ساڈال پلان کی پوری معلومات حاصل تھیں لیکن وہ پھر بھی کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ کیوں ؟

اپنی نوعیت کا ایک عجیب اور انتہائی بہترین ناول۔ ایسا ناول جس کا ایک ایک لفظ آپ کو اپنے اندر سمو لے گا۔ حیرت، سسپنس اور مزاح کے امتزاج کا حامل خوبصورت اور دل موہ لینے والا ناول۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول



سسپنس نمبر

پرفیکٹ کرائم

مصنف ظہیر احمد

پرفیکٹ کرائم ۔۔۔ ایک ایسا کرائم جو ہر لحاظ سے مکمل تھا۔

سوپر فیاض ۔۔۔ جس کا بیٹا اغوا ہو گیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کی تلاش میں ناکام ہو کر عمران سے مدد لینے کے لئے آیا۔

سوپر فیاض ۔۔۔ جس نے اپنے بیٹے کی بازیابی کے لئے اپنی ساری دولت عمران کے سامنے ڈھیر کر دی۔

سلیمان
جو اس مالِ غنیمت پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا تھا۔ مگر

عمران
جس نے سوپر فیاض کی دولت لینے سے انکار کر دیا۔

عمران ۔۔۔ جس نے اپنے طور پر سوپر فیاض کے بیٹے کی تلاش شروع کر دی۔

عمران اور اس کے ساتھی، ڈاکٹر سائمن اور اس کے ساتھی، ایک ماورائی داستان عشق کے تعاقب میں۔ سحر و اسرار کے سرمئی دھندلکوں میں لپٹے ہوئے سرزمین مصر کے خفیہ اور خفتہ اہراموں میں ایک یادگار، جان لیوا اور سنسنی خیز ایڈونچر

مصنف

سید علی حسن گیلانی

(ماورائی مصریات نمبر)

ھنٹ اینڈ ھنٹر

اکٹر سائمن ⸙ اور بیرسٹر کلارہ جن سے دو پراسرار روحیں ملنے آتی ہیں اور ن سے مدد مانگتی ہیں لیکن کیوں اور یہ پراسرار روحیں کون تھیں ——؟

مران ⸙ جسے ڈاکٹر سائمن اپنی مدد کے لئے مصر بلاتا ہے اور عمران بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر پہنچ جاتا ہے اور مصریات کے سحر میں الجھ جاتا ہے۔

، خوفناک لمحہ ⸙ جب جولیا، عمران، ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ ایک خوفناک رام کے قیدی بن جاتے ہیں۔ مگر کیسے ——؟

، خوفناک لمحات ⸙ جب عمران اور ڈاکٹر سائمن کے ساتھی ایک پراسرار تاب کے لئے ایک اہرام میں جاتے ہیں لیکن شیطانی طاقتیں انہیں وہاں قید ردیتی ہیں۔ مگر کس طرح ——؟

، حیرت انگیز لمحہ ⸙ جب جولیا جوزف کی طرح ایک پراسرار عمل کرتی ہے کہ ان کے ساتھی ہلاک ہونے سے بچ سکیں کیا اس کا یہ عمل کامیاب رہا ؟

ران ⸙ اور اس کے ساتھی ارواح کی پراسرار دنیا میں کتابِ ارواح کی تلاش ں ہوتے ہیں۔ وہ کتابِ ارواح کیا تھی اور کیا انہیں مل سکی ——؟

جوزف ⸙ جس نے اس پراسرار مصری مہم میں اپنی صلاحیتوں کی بدولت کتابِ ارواح میں درج خفیہ تحریر کو پڑھ لیا۔ مگر کیسے ——؟

رابرٹ ⸙ اور کیپٹن مائیکل جو قدیم مصری اصولوں پر چلتے ہوئے ارواح کی دنیا میں کتابِ ارواح تک پہنچے۔ مگر وہ قدیم مصری اصول کیا تھے ——؟

پروفیسر رابون ⸙ جو ایک مہان ساحر تھا اور وہ ہر قیمت پر ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ کو شیطان کی بھینٹ دینا چاہتا تھا۔ لیکن کیوں۔ اس میں اس کا کیا مقصد پوشیدہ تھا ——؟

کتابِ ارواح ⸙ جس کی جوزف کو تلاش تھی۔ کیونکہ اس میں درج راز پڑھے بغیر جوزف کا اپنے کسی وچ ڈاکٹر سے رابطہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور عمران جوزف کو بے بس دیکھ رہا تھا۔ اس کتاب میں آخر کیا راز پوشیدہ تھا ——؟

کیا ⸙ ساحر پروفیسر رابون ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ کو اپنی سیاہ طاقتوں سے شکار کر سکا یا خود شکار ہو گیا ——؟

ڈاکٹر سائمن اور پروفیسر رابون کی جنگ میں کون ھنٹ ہوا اور کون بنا ھنٹر ؟

مصر کی مستند معلومات سے مزین مصری اثاثہ تیر میں الجھا ہوا
ایک یادگار اور پراسرار ناول جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمروعیار کی عیاریوں سے بھرپور ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

خاص نمبر

عمرو اور دیوؤں کی دنیا

مصنف
ظہیر احمد

عمروعیار ≡ جس کے خزانے دیوؤں کی دنیا میں پہنچ چکے تھے۔

عمروعیار ≡ جو ہر صورت میں دیوؤں کی دنیا میں جا کر اپنے خزانے حاصل کرنا چاہتا تھا۔لیکن ——؟

وہ لمحہ ≡ جب عمروعیار نے دیوؤں کی دنیا میں جانے کے لئے سفر شروع کیا تو؟

≡ شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو ≡ جو عمروعیار کو دیوؤں کی دنیا میں بھیجنے کے لئے بے قرار تھے۔کیوں؟ ≡

زگونا جادوگر ≡ جو شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن ان دونوں نے انکار کر دیا۔کیوں ——؟

زگونا جادوگر ≡ جو ان دونوں کا انکار سن کر غصے سے پاگل ہو گیا اور اس نے شہنشاہ افراسیاب پر جان لیوا حملے شروع کر دیئے۔

زگونا جادوگر ≡ جو ملکہ حیرت جادو کو محل سے اغوا کر کے لے گیا اور اس نے ملکہ حیرت جادو کو ایک پنجرے میں قید کر دیا۔

شہنشاہ افراسیاب ≡ جو زگونا جادوگر کے محل میں ملکہ حیرت جادو کو آزاد کرانے پہنچا تو زگونا جادوگر نے اسے بھی ایک پنجرے میں بند کر دیا۔

زگونا جادوگر ≡ جس کا دعویٰ تھا کہ اس کی قید میں آنے کے بعد شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کسی صورت آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔لیکن؟

شہنشاہ افراسیاب ≡ جو عمروعیار سے مدد حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس آیا۔لیکن ——؟

سامری ہیرا ≡ جو دیوؤں کی دنیا میں تھا اور ملکہ حیرت جادو عمروعیار کے ذریعے وہ ہیرا حاصل کرنا چاہتی تھی۔کیوں ——؟

ملکہ حیرت جادو ≡ جس نے سامری ہیرا حاصل کرنے کے لئے نیک شگون کے طور پر عمرو کو اس کی زنبیل کے خزانوں سے بڑھ کر خزانے دے دیئے۔

عمروعیار ≡ جسے دیوؤں کی ڈراؤنی اور بھیانک دنیا میں جانے کے لئے انتہائی عجیب و غریب اور انوکھے راستوں پر سفر کرنا پڑا۔

چڑیلوں کا جزیرہ ≡ جہاں عمروعیار ملکہ حیرت جادو کے ساتھ موجود تھا۔کیوں؟

ملکہ حیرت جادو ≡ جسے زگونا جادوگر نے جادو سے بھسم کر دیا۔کیا واقعی ملکہ حیرت جادو ہلاک ہو گئی تھی ——؟

کیا ≡ عمروعیار ان انوکھے اور خوفناک راستوں پر سفر کر سکا ——؟

کیا ≡ عمروعیار دیوؤں کی دنیا میں پہنچ سکا ——؟

کیا ≡ عمروعیار نے شہنشاہ افراسیاب اور ملکہ حیرت جادو کی مدد کی ——؟

ایک نئی، انوکھی اور بالکل منفرد انداز کی کہانی جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھی ہوگی۔

عمرو کی عیاریوں، شیخ چلی کی حماقتوں اور شہنشاہ افراسیاب کی جادوئی چالوں سے مزین ہنگامہ خیز کہانی

خاص نمبر

عمرو، شیخ چلی اور شہنشاہ افراسیاب

مصنف ظہیر احمد

عمرو عیار ☆ جو جادوئی آنکھ کی مدد سے قارون کا خزانہ ڈھونڈ نا چاہتا تھا۔

جادوئی آنکھ ☆ جو عمرو عیار کو غائب کر کے دو سو سال آگے شیخ چلی کی دنیا میں لے گئی۔

شہنشاہ افراسیاب ☆ جو عمرو عیار کے ساتھ دو سو سال آگے کی دنیا میں پہنچنا چاہتا تھا۔ کیوں ——؟

شہنشاہ افراسیاب ☆ جو عین اس وقت عمرو عیار کے پاس پہنچ گیا جب عمرو عیار غائب ہو کر دو سو سال آگے کی دنیا میں جا رہا تھا۔

شیخ چلی ☆ جسے چراغ کا جن ایک عجیب و غریب اور ویران میدان میں لے گیا۔ کیوں ——؟

کیکر اس کا میدان ☆ جہاں ایک چمنی تھی۔ پرانی چمنی جس کی ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔

شیخ چلی ☆ جسے چراغ کے جن نے بتایا تھا کہ وہاں سے عمرو عیار آ رہا ہے۔

عمرو عیار ☆ جس کے ساتھ شہنشاہ افراسیاب بھی دو سو سال آگے کی دنیا میں پہنچ گیا۔

شیخ چلی ☆ جو عمرو عیار کو آتے دیکھ کر چمنی کے راستے چراغ کے جن کے ساتھ عمرو عیار کی دنیا میں دو سو سال پیچھے چلا گیا۔

شیخ چلی ☆ جس نے عمرو عیار کے خیمے میں جا کر اس کی زنبیل چوری کر لی۔

دھوشم قبیلے کے جنات ☆ جنہیں ایک جادوگر نے جنوں اور پریوں سے جانور بنا دیا تھا۔ کیوں ——؟

زمراج جادوگر ☆ جو ایک جن زادی شہزادی آہم پری کو ڈھونڈ رہا تھا۔

☆ شہزادی آہم پری اور اس کا بھائی چہرہ جن جو دو سو سالوں سے عمرو عیار کا انتظار کر رہے تھے۔ کیوں ؟☆

زمراج جادوگر ☆ جس کے تین روپ تھے۔

☆ عمرو عیار، شہنشاہ افراسیاب اور شیخ چلی کو جناتی دنیا میں جانا پڑا۔ کیوں ؟ ☆

وہ لمحہ ☆ جب زمراج جادوگر نے عمرو عیار، شیخ چلی اور شہنشاہ افراسیاب کو ہلاک کرنے کے لئے چار شیطان جن بھیج دیئے اور پھر ——؟

وہ لمحہ ☆ جب عمرو عیار کو شہنشاہ افراسیاب سے دوستی کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

وہ لمحہ ☆ جب عمرو عیار اپنی زنبیل شیخ چلی کے پاس دیکھ کر پاگل ہو گیا۔

جادو طلسمات، حیرت انگیز واقعات، مہم جوئی اور ہنسی مذاق سے لبریز ایک انوکھا اور انتہائی دلچسپ شاہکار۔ جو آپ کے دلوں میں گھر کر جائے گا۔ ایک بالکل نئی سوچ، نیا انداز اور انتہائی انوکھی کہانی جو اس سے پہلے آپ نے نہ کبھی پڑھی ہو گی۔